مجموعہ رسائل

حصہ اوّل

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ



بترتیب و تصحیح

حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی مدظلہ

بانی مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ



ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

مجموعہ رسائل

حصہ اوّل

حضرت مولانا شاہ رفیع الدّین محدّث دہلویؒ



بترتیب وتصحیح

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدّظلہ

بانی مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ



ناشر

ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

نام کتاب	مجموعہ رسائل شاہ رفیع الدینؒ (حصہ اوّل)
تالیف	حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ
مرتب	مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہٗ
تاریخ طباعت اوّل	شعبان ۱۳۸۱ھ مطابق جنوری ۱۹۶۲ء
" دوم	شعبان ۱۴۱۳ھ مطابق فروری ۱۹۹۳ء
مطبع	فائن بکس پرنٹرز لاہور
ناشر	ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
قیمت	/ روپے۔

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۲۔ مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ

مجموعہ رسائل

(از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)



بترتیب و تصحیح

عبدالحمید سواتی عفی عنہ

خادم مدرسہ نصرت العلوم نزدِ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدثؒ کے خاندانی حالات

آپ کا خاندان، سرزمین ہند میں ایک ایسا بابرکت خاندان ہے۔ جس کے برکات سے برصغیر (پاک وہند) کے مسلمان بالخصوص، اور تمام عالم اسلام کے مسلمان بالعموم مستفید ہوئے اور ہوتے رہینگے۔ مسلمان اس خاندان کی برکات اور خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ حکیم الامۃ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے چاروں فرزندان گرامی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ شاہ رفیع الدینؒ شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ اور موخر الذکر کے فرزند ارجمند حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ یہ تمام حضرت شاہ ولی اللہؒ کے طریق کے راہ رو اور اسی سلسلہ کے رہنما ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے امت محمدیہ پر جو احسانات ہیں اور جو تجدیدی کارنامے آپ کی ذات گرامی نے سرانجام دیئے ہیں۔ امت کبھی ان کے شکریہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔

اس مبارک خاندان کی یہ تمام ہستیاں خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے ظاہر و باطن میں کامل اور شریعت وطریقت کی جامع اور مکمل تھیں۔ اصلاح و ارشاد ہو یا وعظ ونصیحت، تعلیم وتربیت ہو یا جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی تیاری دفاع عن الاسلام ہو، یا بدعت وشرک کا قلع قمع ہو ہر طرح اور ہر مقام میں ان حضرات کو آپ رہنما ہی پائینگے، ان کے مبارک ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور انحطاط میں صراط مستقیم اور سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع صحابہ وسلف صالحین کا علم بلند کرایا۔ اور لوگوں کو حق وصداقت پر گامزن وفائز فرمایا۔

ان بزرگوں نے امت کی گمراہیوں کی بالکل صحیح تشخیص کی اور پھر صحیح تجویز اور علاج بتایا۔ اور امت کی علمی وعملی ضرورتوں کو صحیح طور پر پورا کیا۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ دونوں بھائیوں نے اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے تعلیم وتربیت اور فیض حاصل کیا۔ اور یہ دونوں بھائی شاہ عبدالعزیزؒ کے بہترین معاون ثابت ہوئے۔

عقلی مسائل کے لئے جس قدر تحقیقات کی ضرورت ہوتی تھی شاہ رفیع الدین رح پورا کرتے تھے۔ اور کشفی مسائل میں حضرت شاہ عبدالقادر رح کو خصوصیت سے امتیاز حاصل تھا۔ نقلی علوم کی تعلیم کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز رح مسلم امام تھے۔ گویا عقل و نقل اور کشف کی جامع سوسائٹی بنانے میں ان حضرات کی کوششیں بہت ہی گرانقدر تھیں۔ (کما افادہ مولانا السندھی رح)

حضرت شاہ شہید رح ان تینوں بزرگوں سے تعلیم و تربیت اور فیض حاصل کرتے رہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رح کے یہ چاروں مایۂ ناز فرزند' معکوس ترتیب سے فوت ہوئے۔ سب سے چھوٹے فرزند شاہ عبدالغنی رح ۱۲۲۷ھ میں اور ان سے بڑے شاہ عبدالقادر رح ۱۲۳۰ھ میں اور ان سے بڑے حضرت شاہ رفیع الدین رح ۱۲۳۳ھ میں اور ان سے بڑے حضرت شاہ عبدالعزیز رح ۱۲۳۹ھ میں فوت ہوئے۔

یہ چاروں بھائی ایک ہی والدہ سے تھے اور شاہ عبدالعزیز رح سے ایک بڑے بھائی بھی تھے۔ جن کی والدہ اور تھیں۔ اور وہ ان سب سے پہلے فوت ہوئے۔ جیسا کہ شیخ محدث محسن رح نے الیانع الجنی میں ذکر کیا ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین رح برابر تعلیم و تدریس میں مشغول رہے اور بہت سے لوگ ان سے فیضیاب ہوئے آپ علوم قرآن اور حدیث پڑھاتے رہے اور ساتھ ساتھ تصوف و سلوک کی تعلیم اور تلقین کرتے رہتے تھے۔ علم الحقائق اور معارف میں کچھ رسائل اور کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں اور ضرورت کے وقت فتاوی بھی تحریر فرماتے تھے۔ بعض مسائل میں آپ کی تحقیقات نہایت ہی قیمتی اور بصیرت افروز ہیں۔ اور پھر یہ کہ آپ بہت مختصر الفاظ میں بڑے بڑے مطالب جمع کر دیتے ہیں۔ یہ آپ کا خاص کمال ہے۔ صاحب الیانع الجنی نے ان الفاظ سے آپ کی تعریف کی ہے " الشیخ المحدث' المتقن' المحقق رفیع الدین دہلوی رح "۔ اور اسی طرح آپ کے فہم کی بھی بہت تعریف کی ہے۔ آپ علماء راسخین میں سے تھے اور آپ کا علم نہایت ہی ٹھوس تھا۔ "مزار ایشان نزد مزار حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رح است نور اللہ مرقدہم و تربتہم' اوصاف و کمالات ایں حضرات خارج از حد بیان است' ہر یکے فرید دہر' و وحید عصر' صاحب علم و حلم' و عمل و تقویٰ' و فہم و ذکاء' و فراست' و دیانت' و امانت' و مراتب' و ولایت بود۔ ہمچنیں اولاد و اولاد آں حضرات است ؂

ایں سلسلہ از طلائے ناب است   ایں خانہ تمام آفتاب است   (مقدمہ فتاوی عزیزی)

اور صاحب اتحاف نے بحوالۂ قول جلی حضرت شاہ ولی اللہ رح سے نقل کیا ہے کہ "ایشان فرمودند آگاہی آمد این فرزندان کہ لطف الٰہی ایشانرا با عطا کردہ است، وہمہ سعداء اند، نوعے از ملکیت در ایشان ظہور خواہد کرد، لیکن تدبیر غیب تقاضا می کند کہ دو شخص دیگر پیدا می شوند کہ در مکہ و مدینہ سالہا احیاء علوم دین نمایند وہماں جا وطن اختیار کنند، از طرف مادر نسب ایشان بما متمکن باشد زیرا کہ آدمی زادہ بوطن مادر میلان طبع دارد، انتقال جماعہ کہ والدین ایشان متمکن باشند بر زمینے مستحیل است، مگر بقسر قاسر انتہی (مقدمہ فتاویٰ عزیزی)

اس پیشگوئی کا مصداق حضرت شاہ عبد العزیز رح کے دونوں نواسے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق رح اور مولانا شاہ محمد یعقوب رح ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں بزرگ دہلی سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں اقامت گزین ہو گئے تھے۔ اور وہاں ہی عرصہ تک احیاء علوم دین میں مشغول رہے اور عرب وعجم کو مستفید فرماتے رہے، رحمہم اللہ تعالیٰ۔ حضرت شاہ رفیع الدین رح کے چار صاحبزادے تھے اور سب ہی اہل علم۔ مولانا محمد موسیٰ رح مولانا مخصوص اللہ رح مولانا محمد عیسیٰ اور مولانا حسن جان رح اور ایک صاحبزادی تھی۔ شیخ محسن رح حضرت شاہ عبد العزیز رح کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ومنہم اخوہ رفیع الدین المحقق، المتقن، کان مقدما علی کثیر من اقرانہ، وکانت لہ خبرۃ تامۃ بغیر ہذہ العلوم ایضا من علوم الاوائل، وہذا قلما یتفق مثلہ لاہل العلم۔ ولہ مؤلفات جیدۃ، مرصفات رأیت بعضہا فرأیتہ یکثر فی مالہ من المتون المہذبۃ فی نفائس الفنون من رموز خفیۃ، یعسر الاطلاع علیہا ویجمع مسائل کثیرۃ فی کلمات یسیرۃ وفی ذلک دلالۃ واضحۃ علی تعمقہ فی العلوم ودقۃ فہمہ بین الفہوم وکتابہ دمغ الباطل فی بعض المسائل الغامضۃ من علم الحقائق، معروف، اثنیٰ علیہ اہلہا، ولہ مختصر جامع بین فیہ سریان الحب فی الاشیاء کلہا۔ واوضح الناس اطوارہ، یسمی اسرار المحبۃ۔ قلما اتفق مثلہ لغیرہ ممن تکلم علیہا، ولا اعرف سبقہ الی ذالک الا رجلان من الفلاسفۃ۔ ابو نصر فارابی، وابو علی بن سینا، علی ما یفہم من کلام النصیر الطوسی فی بعض کتبہ۔ واللہ اعلم

ثم اعلم ان الاخرین توفیا قبل عبد العزیز رح وکذا اخوہما عبد الغنی رح ابو اسماعیل رح وہم اخوۃ اشقاء۔ وکان لعبد العزیز رح اخ اقدم منہ سنا اسمہ محمد رح وکان اخاہ لابیہ اخذ عن ابیہ وہو ایضا قدیم الوفات۔ رحمہم اللہ تعالیٰ (الیانع الجنی ص ۷۶-۷۵)

مسلک شاہ رفیع الدین رح ان کے والد اور پورا خاندان مسلکاً حنفی تھا۔ جیسا کہ صاحب الیانع الجنی موطا کی اسناد کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ "قلت ومن لطائف ہذا الاسناد انہ اجتمع فی اولہ اربعۃ آخرہم ابو عبد العزیز رح اشترکوا فی اربع

خصالِِ ہو ذالک انہم دہلویوّن مُکنیّ وانہم عمریّون صُلبیّۃً وانہم صوفیۃ اصحاب الزہد والورعً وانہم حنفیون علی مذہب النعمان ابی حنیفۃ وصاحبیہ - رضی اللہ عنہم

اور اسی طرح نواب صدیق حسن خان حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بارہ میں فرماتے ہیں: "وطریقۃ ہذا کلہ مذہب حنفی وشرعۃ حقۃ مضیٰ علیہا السلف والخلف الصلحاء من العجم والعرب العرباء ولم یختلف فیہ اثنان ممن قلبہ مطمئن بالایمان"

اور اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پورے خاندان کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان کی نسبت شیخ محمد بن عبدالوہاب النجدیؒ کی طرف درست نہیں اور نہ وہابیت کی طرف۔ "بل ہم بیت علم الحنفیۃ وقدوۃ الملۃ الحنیفیۃ واصحاب النفوس الزکیۃ واہل القلوب القدسیۃ المویدۃ من اللہ الذاہبۃ الی اللہ (الحطۃ فی ذکر الصحاح الستہ ص۱۷)

اور اسی طرح حضرت مولانا القاری عبدالرحمٰن المحدث پانی پتیؒ فرماتے ہیں: "کان مولانا عبدالعزیز ومحمد اسحاق حنفیین ومولانا اسماعیل الشہید کان سُنیاً حنفیاً" - (شاہ ولی اللہؒ اور تقلید بحوالہ کشف الحجاب ص۲۳)

یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ بعض غیر مقلدین حضرات آجکل یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی غیر مقلدیت کی کڑی حضرت شاہ ولی اللہؒ اور اسماعیل شہیدؒ کے ساتھ ملائیں۔ لیکن "چہ نسبت خاک را بعالم پاک"۔ یہ بات یقینی ہے کہ شاہ ولی اللہؒ اور شاہ شہیدؒ باوجود تبحر علمی اور وسعت نظری کے اور باوجود فروعی مسائل میں فراخدلی اور فیاضی برتنے کے اور فروعی اختلافات کو اپنے اپنے مقام پر درست سمجھتے ہوئے بھی مسلکاً وعملاً مقلد اور حنفی تھے، ان بزرگوں کو غیر مقلد ظاہر کرنا یقیناً ایک تاریخی کذب بیانی بلکہ صریح جھوٹ ہوگا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فیوض الحرمین میں تصریح فرمائی ہے کہ "ان فی مذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ"۔ اس لحاظ سے مذہب حنفی کو خاص مزیّت حاصل ہے۔ اگرچہ حضرت امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا طریق بھی خارج از سنت نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب عقد الجید میں فرماتے ہیں کہ "اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ وفی الاعراض عنہا مفسدۃ کبیرۃ"۔ مذاہب اربعہ کی تقلید سے خروج کو شاہ صاحبؒ بڑا مفسدہ فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اگرچہ بعض مسائل میں وسعت نظری کا ثبوت دیا اور بعض فقہی جزئیات کے ساتھ اختلاف رائے کیا ہے۔ مگر جو کچھ بھی انہوں نے فرمایا ہے۔ وہ بھی مذہب حنفی ہے اور اس سے خارج نہیں۔ کیونکہ فقہ حنفی حضرت امام اعظم اور ان کے قابل قدر تلامذہ اور اس کے بعد جصاص

رازیؒ طحاویؒ اور کرخیؒ وغیرہ وغیرہ فقہاء کرامؒ کی تخریجات کا نام ہے اور ان میں سے کسی کا قول بھی لینا فقہ حنفی کے تحت ہے نہ کہ اس سے بالا مگر فہم شرط ہے۔ ع یہ اپنی حد نظر ہے کسی کی دید کہاں۔

حضرت شاہ صاحبؒ علماً و تدریساً حنفی و شافعی تھے یعنی دونوں طریقوں کی تعلیم برابر دیتے تھے۔ اور آپ کے اساتذہ بھی دونوں قسم کے بزرگ تھے۔ مگر عملاً آپ حنفی طریقہ کی پابندی کرتے تھے اور اسی کو ضروری سمجھتے تھے۔ بعینہٖ یہی طریقہ آپ کے جلیل القدر پوتے شاہ شہیدؒ کا تھا۔ حضرت شاہ شہیدؒ نے ایک رسالہ رفع الیدین فی الصلوٰۃ کے موضوع پر تحریر فرمایا ہے۔ جس کا حاصل اولویت رفع عند الرکوع وغیرہ ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ تارک کا عمل بھی سنت کے خلاف نہیں ہوگا۔ اور اس پر کسی قسم کی ملامت نہیں ہوگی حالانکہ اس قسم کا قول بعض دیگر علماء احناف کا بھی ہے۔ لیکن غیر مقلدین حضرات اس سے حضرت شاہ شہیدؒ کی غیر مقلدیت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ فیا للاسف۔ حالانکہ اسی رسالہ میں شاہ شہیدؒ ائمہ اربعہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "لاسیمان المجتہدین الاربعۃ الذین ہم ارکان الدین و اعمدۃ الاسلام" (تنویر العینین ص۳۵ طبع لودھیانہ)۔ حضرت شہیدؒ تو ائمہ اربعہ کو دین کے ارکان اور اسلام کے ستون فرمارہے ہیں۔ آپ خود ہی انصاف سے فرمائیے کہ کیا ان ائمہ کرامؒ کی تقلید کرنے والے حضرات مشرک اور بدعتی ہیں؟ اگر یہ نظریہ ٹھیک ہے تو اٹھانوے ۹۸ فیصدی امت تقریباً مشرک اور بدعتی ٹھہرے گی۔ اور معدودے چند افراد ہی کہیں مسلمان قرار پائینگے۔

تکملہ مجمع البحار ج۳ ص۵۴۷ میں مشہور محدث حضرت علامہ محمد طاہر پٹنی لکھتے ہیں "اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کی مقبولیت کا کوئی خاص راز نہ ہوتا، تو امت کا ایک نصف حصہ کبھی بھی ان کی تقلید پر اکٹھا نہ ہوتا" (بصائر ص۱) مگر اس کے باوجود آپ غیر مقلد حضرات کو دیکھیں گے کہ وہ مقلدین کو بالخصوص احناف کو لباً اوصاف مشرک و مبتدع اور تقلیدی جمود کا شکار۔ "اندھی تقلید کرنے والے" اور تعصب کا شکار۔ حدیث کی مخالفت کرنے والے۔ لکیر کے فقیر۔ سنت کے دشمن وغیرہ وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی۔

یہ طرز عمل ان ہی لوگوں کا ہو سکتا ہے جو اکابر ائمہ کے ساتھ بغض و نفرت رکھتے ہیں مگر سب لوگ ایسے نہیں ہو سکتے۔ خدا شاہد ہے کہ ہمارے دلوں میں اُن غیر مقلدین کے خلاف قطعاً عناد یا تعصب کا ادنیٰ ساجذبہ بھی نہیں، جو غیر متعصب اور معتدل ہیں جو اپنے فہم و دانست کے مطابق ظواہر نصوص و احادیث نبویہ پر عمل کرتے ہیں۔

اور ائمہ اربعہ اور دیگر اکابر علماء و فقہاء جو مقلد تھے اور جو تقلید شخصی کرتے تھے ۔ ان کو بُرا نہیں کہتے کیونکہ تمام مقلدین کو مشرک، بدعتی، گمراہ کہنے کے بعد خود ہی غور فرمائیں کہ امت کا کتنا حصہ رہ جاتا ہے جو حق و صداقت کا علمبردار ہو۔ اسی طرح جو لوگ قرأۃ فاتحہ خلف الامام کی فرضیت ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں اور نہ پڑھنے والوں پر قاطبۃً فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ ان کی نماز نہیں ہوتی۔ کیا یہ سینہ زوری اور بلا وجہ غلو و تشدد نہیں ؟ کیا ارب در ادب علماء فقہاء محدثین اور عوام جو بغیر قرأۃ فاتحہ خلف الامام ہی نمازیں پڑھتے رہے ہیں ۔ کیا ان سب کی نمازیں ضائع ہونگی ؟ اور اسی طرح طلاق ثلاثہ کو ایک بنا دینا عہد صحابہ سے لیکر آجتک جمہور امت کے سلف و خلف کے خلاف چلنا ۔ اور ان کا تخطیۂ کرنا یہ کونسا انصاف ہے ! یا صرف حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت کو ہی انتہائی درجہ کی نیکی سمجھنا یہ کونسی دیانداری ہے ؟ اعاذنا اللّٰہ من سوء الفہم والغلو والتعصب ۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی تصانیف کا اجمالی تعارف

(۱) ترجمہ قرآن کریم ۔ یہ ترجمہ غالباً اردو زبان میں سب سے پہلا تحت اللفظ ترجمہ ہے اور نہایت عمدہ ہے ۔ اگر کوئی مجھ سے سوال کرے کہ قرآن کریم کے تراجم میں سب سے بہتر ترجمہ کونسا ہے ۔ تو میرا جواب یقیناً یہ ہوگا کہ لفظی تراجم میں شاہ رفیع الدینؒ کا ترجمہ سب سے اچھا ہے اور بامحاورہ تراجم میں شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ بے حد نفیس اور بے نظیر ہے ۔ اب اگرچہ اردو زبان نے بہت ترقی کرلی ہے مگر پھر بھی ان دونوں ترجموں کا جواب نہیں ، یہ بارہا طبع ہو چکے ہیں اور انکی معیاری طباعت تاج کمپنی نے کرائی ہے ۔

(۲) قیامت نامہ یا علامات قیامت ۔ اس رسالہ میں شاہ رفیع الدینؒ نے قیامت کے بارہ میں جو احوال اور کوائف وغیرہ احادیث سے ثابت ہیں انہیں نہایت ہی مؤثر پیرایہ میں جمع کیا ہے ۔ اصل میں یہ ایک مجلس کے اندر شاہ صاحبؒ نے وعظ کی شکل میں ارشادات پیش کئے تھے پھر احباب کے اصرار پر اس کو کتابی شکل میں مرتب کیا گیا یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے اور نہایت عبرت افزا اور نصیحت افزا ہے ۔ آخرت کی زندگی کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی بارہا طبع ہو چکا ہے ۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی تمام تصانیف میں سے ترجمہ قرآن کریم کے بعد غالباً یہ قیامت نامہ ہی ایک ایسا رسالہ ہے جس سے عوام فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی اکثر کتابیں ایسی ہیں جن سے صرف خواص ہی مستفید ہو سکتے ہیں اور انہیں کی خاطر وہ تصنیف کی گئی ہیں ۔

(۲۱) اسرار المحبۃ ۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے ۔ اور خواص کے لئے لکھی گئی ہے تاکہ ان کے اذہان کو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ (حکمت ولی اللہیؒ) کے قریب کیا جا سکے ۔

حکمت ولی اللہی شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ دراصل حکمت اسلامیہ کا دوسرا نام ہے ۔ اس میں دین قیم کی وہ باتیں بیان کی گئی ہیں جو عوامی اذہان میں نہیں آسکتیں بلکہ دین اور مذہب کی واقفیت کے بعد جو لوگ اس کے احکام اسرار و حکم اور ان کی جامعیت اور باریکیوں کو جاننا چاہتے ہیں اور اس کی قانونی اور تشریعی حیثیت اور اس کی ہمہ گیری وغیرہ کو معلوم کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ لکھی گئی ہے ۔ اس میں جس طرح ظواہر شریعت اور اس کے اسرار و رموز، حکم و مصالح زیر بحث آتے ہیں ۔ اسی طرح طریقت، حقیقت، معرفت، تصوف، سلوک حقائق، علوم تکوینیہ، حدیث و تفسیر، فقہ، علم کلام، تاریخ، اقتصادیات، معاشیات، نظام حکومت و خلافت، فلسفہ، علوم آلیہ وغیرہ بھی ذکر کئے گئے ہیں ۔ الغرض علوم و فنون کے سب ہی گوشے زیر بحث آجاتے ہیں ۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ کی بعض باتیں گذشتہ حکماء اور فلاسفروں کی بعض باتوں سے ملتی ہیں ۔ اور وسعت و جامعیت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو شاہ صاحب خود ایک مستقل فلسفہ کے بانی اور امام ہیں ۔ حضرت شاہ صاحب کا فلسفہ کافی مشکل ہے ۔ کیونکہ اس میں عقلی و نقلی دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ کشف و مشاہدہ کو بھی بڑا دخل ہے ۔ جس سے ہر صاحب علم یا کم استعداد کے لوگ بآسانی فائدہ نہیں اٹھا سکتے ۔ حضرت شاہ شہیدؒ نے اس فلسفہ کی تسہیل و تفہیم یا تقریب کے لئے اپنی کتاب عبقات تصنیف فرمائی ہے جس کا سب سے بڑا مقصد اپنے جد امجد کی حکمت کو سمجھنے کے لئے گویا ایک مفتاح فراہم کرنا ہے اور ضمناً یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ شاہ صاحب کی طرح گذشتہ بزرگ مثلاً حضرت الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ اور بعض دیگر اکابر کے کلام کو بھی اس کتاب کی مدد سے سمجھا جا سکے ۔ جنہوں نے حقائق و معارف سے اور ان غامض علوم سے بحث کی ہے جو اکثر محققین اور راسخین کی دسترس سے بھی بالا ہیں ۔ اسی طرح حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے بھی بعض رسائل ایسے تحریر فرمائے ہیں ۔ جن کی مدد سے حکمت ولی اللہی کی تقریب و تحصیل میں سہولت پیدا ہو سکتی ہے ۔ چنانچہ یہ کتاب اسرار المحبۃ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۔ یہ رسالہ اپنے موضوع پر ایک بے نظیر رسالہ ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ محبت تمام اشیاء میں جاری و ساری ہے ۔ اور قرآن مجید میں محبت کے متعلق جو آیات وارد ہوئی ہیں اور اسی طرح بعض

احادیث جن میں محبت کا ذکر ہے ان کی کچھ تشریح و تفصیل بھی کی گئی ہے اور ان سے جو دقیق ضوابط و اصول اخذ کئے جا سکتے ہیں ان کو نہایت ہی حکیمانہ طریق پر مختصراً بیان کیا ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں تحصیل، تفصیل، تذییل۔ اس پایہ کی اور اسقدر عمدہ اور نفیس کتاب جو اپنے موضوع پر بالکل انوکھی اور لاجواب ہے شاید ہی لکھی گئی ہو ظہیر بلگرامی صاحب کا ایک رسالہ فارسی زبان میں اس موضوع پر موجود ہے۔ مگر اس کو شاہ صاحب کی کتاب سے ایسی نسبت بھی نہیں جیسے کہ فارسی زبان کی پہلی کتاب کو گلستان کے ساتھ۔ لیکن نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ ابتک یہ قیمتی کتاب طبع نہیں ہوئی۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً حضرت امام السیاست مجاہد کبیر مفسر قرآن مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے ۱۹۴۱ء میں "شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک" شائع کرائی تو اس کی وساطت سے شاہ رفیع الدینؒ کی بعض کتابوں کا علم ہوا۔ ورنہ یہ گوشہ گمنامی میں پڑی رہتیں۔ غالباً اسی طرح بہت سے اکابر و اسلاف کے علمی ذخائر حوادثات روزگار کا شکار ہو چکے ہیں۔ جن سے اخلاف محروم ہیں۔ واللہ المستعان۔

اسرار المحبۃ کا ایک قلمی نسخہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب سابق پرنسپل اورنٹیل کالج لاہور۔ اور حال ڈائرکٹر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام شعبہ اردو۔ پنجاب یونیورسٹی کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے کاتب الحروف نے خط و کتابت کے ذریعہ دریافت کیا۔ اور پھر خود حاضر ہو کر کتاب کو دیکھا۔ خیال تھا کہ اس کی نقل لیکر اسے شائع کرانے کی سعی کی جائے۔ مگر نہایت افسوس ہوا کہ کتاب اسقدر بوسیدہ ہو چکی ہے کہ بہت سے مقامات سے ناقابل استفادہ ہے اس کے چھیانوے ۹۶ صفحات ہیں اور روح اللہ طوسیؒ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کے آخر میں تاریخ ۱۲۵۳ھ درج ہے۔ پرانے زمانہ کا دستی دبیز کاغذ ہے۔ سیاہی نہایت عمدہ ہے الفاظ بھی بہت حسین اور خوشخط لکھے ہوئے ہیں۔ مگر جگہ جگہ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے اکثر حصے کے حروف، الفاظ اور جملے غائب ہیں جس سے استفادہ ناممکن ہے۔

(۴) تکمیل الاذہان۔ فلسفہ ولی اللٰہی کی تشریح و توضیح کے لئے یہ رسالہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے اور اس سلسلہ میں نہایت ہی کار آمد ہے اس میں چار باب ہیں۔ منطق ۔ فن تحصیل ۔ امور عامہ ۔ تطبیق الآراء حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھیؒ نے اس کتاب کی بہت تعریف کی ہے۔ کہ ایسی جامع کتاب اس سے قبل نہیں لکھی گئی۔ اس کی طباعت بھی غالباً ابتک نہیں ہوئی۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۵) تفسیر آیت نور۔ آیت نور کی تفسیر میں گذشتہ حکماء نے جو کچھ بیان کیا ہے ان کے اقوال و آراء کو اس

میں جمع کیا ہے۔ شاہ رفیع الدین ؒ نے فرمایا ہے کہ حقائق اشیاء سے بحث کرنے والے اس سے قبل چار فرقے گذرے ہیں محدثین[۱] عظام۔ صوفیہ[۲] کرام متکلمین[۳]۔ حکماء[۴] (اشراقیین و مشائیین) ان کے علاوہ ایک پانچواں[۵] گروہ بھی ہے۔ جو حقائق سے بحث کرنے والا ہے اس فریق کے امام انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ ؒ بتائے ہیں اور پھر ان کے بارہ میں فرمایا ہے کہ "وہو اعمہم فکراً و اجمعہم علماً"۔ یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ؒ ان تمام سے بڑھ کر وسیع فکر اور جامعیت رکھنے والے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶)۔ دمغ الباطل۔ یہ کتاب علم الحقائق کے بیان پر مشتمل ہے۔ اسرار المحبۃ اور دمغ الباطل کا ذکر الشیخ المحدث محسن تیمی ؒ نے الیانع الجنی میں کیا ہے اور ان کی بہت تعریف کی ہے۔

(۷)۔ رسالہ حملۃ العرش۔ یہ فارسی زبان میں ہے اس میں حملۃ العرش کی تحقیق ہے بہت ہی مختصر اور اچھا رسالہ ہے۔ انسانی فکر میں بہت ہی بلندی پیدا کرتا ہے۔ ادق ہے حضرت شاہ عبد العزیز ؒ نے اس رسالہ کا اہم حصہ اپنی تفسیر عزیزی میں نقل کر دیا ہے۔

(۸)، رسالہ بیعت۔ یہ بھی فارسی زبان میں ہے۔ اس میں بیعت کی مشروعیت۔ اس کی ضرورت، فوائد اور اس کی چار قسمیں۔ اور ان کی کسی قدر وضاحت بیان فرمائی ہے یہ بھی اچھا رسالہ ہے۔

(۹)، رسالہ شرح چہل کاف۔ یہ عربی زبان میں ہے اس رسالہ میں چہل کاف جو ایک مشہور دعاء ہے جس میں چالیس[۴۰] کاف آتے ہیں۔ بہت سے بزرگوں کے معمولات میں سے ہے جو شعروں میں ہے یہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ؒ کی طرف منسوب ہے۔ اس کی شرح اور فوائد اور طریقہ خواندگی تحریر فرمایا ہے۔

(۱۰)، رسالہ شرح رباعیات۔ یہ فارسی زبان میں ایک مختصر سا رسالہ ہے اسمیں فارسی زبان کی دو رباعیاں ہیں۔ جن میں انسانی حقیقت اور انسان کا تعلق اور قرب اللہ جل شانہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے حضرت شاہ رفیع الدین ؒ نے ان رباعیوں کی شرح لکھی ہے۔ مگر نہایت ہی غامض ہے اور یہ علم الحقائق سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے مفید ہے۔ اور وہ ہی اس سے کماحقہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ اہل علم بھی اس کی بعض باتوں سے محظوظ و مستفید ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۱)، رسالہ نذور بزرگان۔ یہ فارسی زبان میں ہے اور اس رسالہ میں اس مسئلہ کی تحقیق کیگئی ہے۔ کہ بعض

لوگ بزرگوں کے مزارات پر نذرانے لے جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ اس کی متعدد صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ خاص اس بزرگ کے نام پر نامزد کر کے اس کا تقرب و تعبد مراد ہو۔ اس کے متعلق تو شاہ رفیع الدینؒ فرماتے ہیں۔ "اگر بتحقیق محض برائے اولیاء است حرام است کہ وارد شدہ است کہ لا نذر لغیر اللہ"۔ لیکن اگر محض اولیاء یا اصحاب مزار کے لئے نہیں تو اس کی بھی متعدد صورتیں ہیں اور احکام جدا جدا ہیں اسکی پوری وضاحت فرمائی ہے۔ یہ رسالہ ان لوگوں کے لئے یقیناً بصیرت افروز ہوگا جو نذر کی حرام اور جائز، مستحب اور غیر اولیٰ وغیرہ صورتیں جاننا چاہتے ہیں اور اس سے کافی معلومات ان لوگوں کو حاصل ہونگی جو ان مسائل کی تحقیقات کے طلبگار رہتے ہیں اگرچہ اس وقت بعض لوگوں کی جہالت یا تعصب کی وجہ سے بعض نفس جائز صورتوں کو ترک کرنا بھی بہتر ہوگا تاکہ عوام کسی غلط عقیدہ اور نظریہ میں مبتلا نہ ہو جائیں آخر لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا ایسے ہی ماحول کے لئے نازل ہوا ہے اور فقہاء احناف کی نظر بصیرت بھی اس کا سد باب کر گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) رسالہ جوابات سوالات اثنا عشر۔ فارسی میں ہے۔ نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں بارہ سوالات کے جوابات ہیں۔ ان میں سے بعض فقہی سوالات ہیں اور بعض علم کلام سے متعلق ہیں۔ جیسے رؤیت باریتعالیٰ کا مسئلہ جو اہل سنت اور معتزلہ کے درمیان معرکۃ الآراء مسئلہ ہے حضرت شاہ صاحب نے اختصار سے اس کی بہت اچھی تحقیق کی ہے۔ اگر اس کو غور سے پڑھا جائے تو بہت سے اشکالات اس سے حل ہو جاتے ہیں اور مسئلہ کی حقیقت بھی ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح کفار کا مسلمانوں کی املاک پر قابض ہو کر متصرف ہونا۔ یا مسلمانوں کا کفار کی املاک پر قابض و متصرف ہونا۔ یہ مسئلہ بھی واضح کیا گیا ہے اور اس مسئلہ کی بعض جزئیات تو موجودہ دور میں بھی زیر بحث آئی ہیں اور آتی رہتی ہیں اس لئے بھی یہ مفید ہے۔ اسی طرح ایک سوال کے جواب میں کعبہ کی حقیقت کی طرف بھی کچھ اشارات ہیں۔ الغرض کہ یہ رسالہ بھی عجیب بصیرت افزا ہے۔

(۱۳) رسالہ شرح برہان العاشقین۔ فارسی زبان میں ہے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کے ایک مختصر ترین رسالہ (برہان العاشقین۔ متعما یا سمر) کی شرح ہے حضرت گیسو درازؒ نے انسان کی ترقی کے تمام امکانی مدارج۔ ادنیٰ درجہ سے انتہائی اعلیٰ مراتب تک ایک قصہ اور چیستان۔ یا رمز و اشارہ کی زبان میں بیان کئے ہیں۔ اسکی شرح حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے اپنی اختصار پسند طبع کے مطابق نہایت ہی اختصار سے مگر نہایت ہی مفید طریق پر تحریر

فرمائی ہے۔ اہل علم کے لئے عجیب چیز ہے۔

(۱۴) - رسالہ اذان نماز - فارسی زبان میں ہے اس رسالہ میں حضرت نے اذان کے کلمات کے تکرار کی حکمت بیان فرمائی ہے اور کلمات اذان کی تشریح بھی نہایت عجیب طریق پر بیان فرمائی ہے بے نظیر رسالہ ہے۔ اس رسالہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو اسلام کے حقائق سمجھنے کا کس طرح اور کتنا بہرہٗ وافر عطا فرمایا تھا۔ وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(۱۵) - رسالہ فوائد نماز - فارسی زبان میں مختصر سا رسالہ ہے۔ سالکان طریقت اور واصلانِ حقیقت کی آگاہی کیلئے لکھا گیا ہے نماز کی حقیقت اور مخلوقات کے مختلف طبقات کی نمازوں کا الگ الگ بیان بہت دقیق اور عجیب وغریب ہے۔

(۱۶) - فتاویٰ شاہ رفیع الدینؒ - فارسی زبان میں ہے اور مختلف فقہی، اعتقادی، الغرض کہ چند اصولی و فروعی سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے اور بعض مسائل کی تحقیق تو بہت ہی اعلیٰ اور قابل قدر ہے۔ اصحاب فتاویٰ کے لئے بہت انفع ہے۔

(۱۷) - رسالہ در رود راری - رسالہ جوابات سوالات اثنا عشر میں اسکا حوالہ شاہ صاحب نے دیا ہے۔ واللہ اعلم ممکن ہے کہ ان کتب و رسائل کے علاوہ بھی حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی اور کتابیں اور رسائل ہوں مگر ہمارے علم میں نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مجموعہ رسائل شاہ رفیع الدینؒ اس وقت ناظرین کرام کے سامنے جو مجموعہ پیش کیا جارہا ہے اسمیں مؤخر الذکر دس رسائل (رسالہ اذانِ نماز - رسالہ فوائد نماز - رسالہ حملۃ العرش - رسالہ بعیت - رسالہ شرح رباعیات - رسالہ شرح چہل کاف - رسالہ شرح برہان العاشقین - رسالہ نذور بزرگان - رسالہ جوابات سوالات اثنا عشر اور فتاویٰ) ہیں - ان کو شائع کرنیکا مقصد صرف یہ ہے کہ اہل علم اور قدردان حضرات کے سامنے اپنے اسلاف کرام کے علمی تبرکات اور تحقیقی جواہر پارے پیش کئے جائیں تاکہ اہل علم حضرات اکابر واسلاف کے بلند پایہ مضامین سے خود مستفید ہوں اور دین میں رسوخ وثبات یقین و اذعان اور اپنے تحقیقی کاموں میں تثبت و پختگی حاصل کریں اور اہل ظواہر کیطرح صرف سطحی طور پر ظاہر پرست ہی نہ بنیں۔ اور نہ فلاسفہ اور ارباب اعتزال قدیم و جدید اور اصحاب الحاد و زیغ کی طرح صرف عقلیات کے ہی دلدادہ بن جائیں

بلکہ ان اکابر کیطرح جادۂ اعتدال پر رہتے ہوئے سب سے پہلے نقل صحیح اور پھر عقل مستقیم اور پھر کشف صحیح سے بھی مستفید ہوتے ہوئے ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ اور مقام میں رکھیں۔ گویا اہل علم کے لئے تشویق و ترغیب ہے۔

تصحیح

مجموعہ رسائل میں سے رسائل تسعہ. فتاویٰ کے علاوہ مطبع نامی احمدی دہلی کے طبع شدہ ہیں اور اغلاط سے مملو ہیں۔ بلکہ بڑی بڑی فاحش غلطیاں موجود تھیں جسقدر ممکن ہو سکا ان الفاظ کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ البتہ بعض بعض مقامات پر سیاق و سباق کے ملانے سے بھی درستگی نہیں ہو سکی۔ ان الفاظ کو اسی طرح درج کر دیا گیا ہے اور کہیں کہیں سوالیہ نشان بھی لگا دیئے ہیں۔ تاکہ اہل علم خود انکی اصلاح کی کوشش کریں کسی اور مطبع کے مجموعہ رسائل اگر موجود ہوتے تو ان کیساتھ ملانے کی کوشش کیجاتی لیکن مل نہیں سکے. فتاویٰ شاہ رفیع الدینؒ مطبع مجتبائی میں ۱۳۲۲ھ میں طبع ہوا ہے اسکی کتابت تو کافی حد تک صاف ہے مگر اغلاط سے یہ بھی خالی نہیں۔ حتی للقدر اصلاح کی کوشش کیگئی ہے لیکن بعض جگہ پھر بھی رہ گئی ہیں۔

تحشیہ

بعض جگہ حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارتوں میں اختصار کیوجہ سے کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے تھے لہذا ان کی وضاحت کیلئے بعض باتیں حاشیہ میں تحریر کر دیگئی ہیں۔ مگر اپنی طرف سے بہت کم زیادہ تر حضرت شاہ ولی اللہ اور انہی کے خاندان کے علوم و کتب سے اور بعض دوسرے حضرات کی کتابوں سے اور بعض باتیں کسی مناسبت کی بناپر بھی حاشیہ میں لکھ دیگئی ہیں۔ ان رسائل میں بعض بزرگوں کا ذکر تھا انکی مفصل تاریخ نہیں بلکہ ان کا مختصر سا تعارف بھی حاشیہ میں لکھ دیا ہے ان باتوں کا مفید یا غیر مفید ہونا خود ناظرین کرام کے ذوق پر موقوف ہے اکثر حصہ اردو میں اور کسی مقام میں عربی اور فارسی عبارات بھی لکھ دی ہیں۔ ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی کیونکہ ان رسائل کی اشاعت عوام کیلئے نہیں بلکہ خواص کیلئے ہے

تخریج

ان رسائل میں شاہ صاحبؒ نے جو آیات درج فرمائی ہیں ان کی نشاندہی سورۃ اور آیت سے کر دیگئی ہے اور جو احادیث آپ نے نقل کی ہیں۔ ان کی تخریج بھی حتی المقدور کی گئی ہے اور ان کا ماخذ مزید توثیق و اطمینان کیلئے لکھ دیا گیا ہے بعض روایات کا ماخذ قلت کتب، عدم فرصت اور اپنی کم مائیگی کیوجہ سے نہیں مل سکا اسکی صراحت کر دیگئی ہے،

بندہ حقیر نے جو کچھ حاشیے میں لکھا ہے اسمیں خطا و غلطی کا بہت امکان ہے ناظرین کرام سے عرض ہے کہ قابل اصلاح باتوں سے آگاہ فرمائیں تاکہ انکی اصلاح ہو سکے اور باقی امور کے بارے میں صرف اتنا التماس ہے سہ

فقلت لهم لا تنسوا الفضل بينكم   فعين الكريم لا ترى سوى الفضل

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين -

احقر عبد الحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرت العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

اذانِ نماز

(۱)- وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذَالِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ- (المائدہ)

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ- (الجمعۃ)

(۳)- عن ابی سعید الخدری ؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شئ الا شھد لہ یوم القیامۃ- (بخاری)

(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدانکہ صیغۂ اذان بایں ترتیب از امور توقیفیہ است کہ۔

اولاً۔ بواسطۂ تعلیم ملک در منام عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ[1] قرار یافتہ۔

وثانیاً۔ بموافقت منام امیر المومنین حضرت عمر[2] مزید اعتبار و ثوق پذیرفتہ۔

وثالثاً۔ بتقریر جناب نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ ملازمت بر آن فرمودند، و گفتند۔ اِنّھا لرؤیا حق[3] مرتبہ دگی یافتہ۔

ورابعاً۔ بافادہ چندیں اشارات قرآن مجید، حکم تنزیل گرفتہ۔

وجناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در دعاء آخر ازاں بدعوۃ تامہ صفت فرمودہ اند۔

پس لازم است کہ ایں ترتیب خالی از حکمت و نکتہ معتبر نباشد۔

ووقتے ازیں فقیر سوال نمودہ شد کہ ترک اعادہ مضمون رسالت باوجود اعادہ مضمون توحید چہ نکتہ دارد۔

بیانش آنکہ۔ اہم مہمات دینی توحید است۔

وتوحید بدلالت کریمہ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ دو شعبہ دارد۔

توحید در عبادت، وتوحید در استعانت۔

توحید در عبادت اگرچہ مقصد حقیقی است کہ، مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[4]۔

ومضمون اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ وَلَا اُشْرِکَ بِہٖ[5] جابجا وارد است۔

اما توحید استعانت نیز از جملہ مقاصد مہمہ است، ازانکہ شرط اوست۔

[1] رواہ ابوداود ص۸۲ ج۱ و ابن جارود فی المنتقی ص۸۲ و حاکم ج۳ ص۳۳۶۔ [2] ہو فی حدیث ابی داود المذکور۔ [3] ہو ایضاً فی روایۃ المذکورۃ۔ [4] الذاریات آیت ۵۶۔ [5] سورۃ الرعد آیت ۳۶

زیرانکہ انسان مجبول است بر انقیاد وتذلل برائے کسیکہ او را نفع و ضرر خود اعتقاد کند، بلکہ در بعض اوقات درین کار مجبور میشود۔

وباوجود شرط بودنش خود ہم بسیارے از احوال سنیّہ است، مثل توکل وتسلیم ومحبت منعم وخوف و رجا وصبر وغیر آن۔

وتوحید موقوف است بر معرفت چہار صفت۔

یکے شمول بحوائج ومصالح محتاجین۔

ودوم کمال قدرت در افاضہ آن بے مزاحمت موانع داخلی مانند بخل وخارجی مانند پامالی ومغلوبی۔

سیوم وفور رحمت چہ صاحب اقتدار باوجود دانستن حاجت اگر ارادۂ خیر نداشتہ باشد، حصول نفع و دفع ضرر از وے توقع نتواں داشت، وہمچنیں شفیق دانا باحوال بے قدرت، غیر از غم خوردن فائدہ نمی رساند، واگر خبر از احوال ندارد خود معذور است۔

ودخول وسائط در معاملہ ملوک وامراء برائے ہمیں است کہ

در یکے ازیں صفات قاصر میباشند۔

یا اینست کہ باحوال محتاج نمی رسند مگر بعرض کردن ملازمان حضور۔

یا اینست کہ دل ایشاں نمی جوشد مگر بسعی وسفارش مقربان ومحبوبان بارگاہ۔

یا اینست کہ کاروائی او نمیتوان کرد مگر بواسطۂ پیشکاران، ودر صورت خیانت وخلل اندازی ایشاں محتاج درمیانہ، چوں دریں صفات کمال باشد بیخ شرک برکندہ شود۔

اما توسط انبیاء، وورثۂ ارباب ہدایت، وشفاعت، وآباء، واطباء در امر تربیت ومصالحت وامثال آن، پس بعد تسویہ تعلق صفات ثلاثہ نظر بر مراتب رحمت نمودہ باقتضائے حکمت انتظام ترتیب برائے اظہار تقدم و شرف بعضے بر بعضے، والزام حق یکے بر دیگرے انجا مطالب بعضے را بمداخلت بسعی بعضے دیگر منوط میسازند بوضع کہ تابع ومتبوع مورد حقیقی فیض آنجناب برابر باشند۔ کما ورد

اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ[۵]۔

۵۔ سورۃ القصص آیت ۵۶

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى[a]

وَالَّذِي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ[b]

إِنَّمَا أَنْتَ الرَّفِيقُ وَ اللّٰهُ الطَّبِيبُ

وامثال ذالک، وظاہر است کہ این معنی بوئے از شرک ندارد۔

چہارم - شرف ذاتی زیراکہ قبول نعمت از اہل حقارت بلکہ از ہم چشمان عارِ عظیم است، بلکہ یکے از بلیّات است، و درصورت ناچاری زمانہ سازی منظور میباشد، بتعظیم و تذلل دل نمی کشاید و سینہ منشرح نمی شود۔

پس اول گفتہ شد۔ اللّٰہ اکبر (علماً) اللّٰہ اکبر (قدرۃً) اللّٰہ اکبر (رحمۃً) اللّٰہ اکبر (شرفاً)

بعد ازاں گفتہ شد۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ (متفرقاً فی الوجود) اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ (مستحقاً للمعبودیۃ) اِلَّا اللّٰهُ۔

وچوں معبود را بوصف علم، و قدرت، و رحمت دانست یقین میکند کہ ہرگاہ خود رسائی مواجہہ ندارد، معبود او را معطل نخواہد گذاشت بلکہ بواسطہ سفیرے تکمیل و تربیت خواہد فرمود، چو اعتراف بوجوب عبادت بر خود، ناچار شد تحسین رائے کہ باآن مرضی و نامرضی معبود را شناختہ کوشش بلیغ در اطاعت او بجا آورد۔

وسفیر بر دو قسم است۔ سفیر برائے ابلاغ حکم، وسفیر برائے آوردن در حضور۔

پس گفت۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (رسالۃ الابلاغ)

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (رسالۃ الیصال)

نائبان آنجناب در قسم اول علماء اند، و در قسم ثانی اولیاء، بعد ازاں لازم شد عمل بآنچہ امتثالِ رسول و موجب قربِ معبود است۔

پس گفت حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ (باجسامکم) حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ (بقلوبکم)

بعد ازاں ثمرۂ ایں عبادت بیان کرد تا عامل بحسبِ آن غایت در عمل کوتبند نماید۔

پس گفت حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (فی الدنیا بعصمۃ النفس والمال للعوام و لذۃ المناجات والمشاہدۃ للخواص)

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (فی العقبیٰ بتیسیر کرب العرصات، والنجاۃ من الدرکات، والفوز بنعیم الجنات و رؤیۃ

---

[a] سورۃ الانبیاء آیت ۲۸۔ [b] سورۃ الشعراء آیت ۷۹، ۸۰۔

فاطر الارض والسماوات) ۔

وچوں طالب فیض نبوی را اندوخت، وبایں مراتب آشنا شد، ومستعد ترقیات گردیدہ بمعرفت کاملہ مشرف شد، ومعاملہ او بطور دیگر گشت، اول برائے طلب حاجت بود واکنوں برائے اخلاص محبت است۔

پس گفت اَللّٰہُ اَکْبَرُ (علواً فی ذاتہ من حیث کونہ فی علی طبقات الوجود واکملھا)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ (فی احاطۃ ظھورہ من جھۃ سریان کمالاتہ فی مظاہر المعقولۃ والمشھودۃ باسرہا)۔

وخلاصہ این معرفت نفی حُجب ومحو ظلمات کثرت از وجہ قدیم است از راہ انکشاف قیومیت۔

پس گفت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اے لا تحقق فی مواطن الخارج بحسب الحقیقۃ، ولا ظاہر بجمیع الکمالات بالاصالۃ اِلَّا اللّٰہُ (المحیط بجمیع المراتب وبجمیع الکمالات)

وچوں ایں معنی وسائط را بر نمی تابد بذکر مضمون رسالت احتیاج نیفتاد، بخلاف توحید عبادت کہ انتظام سلسلہ اش بواسطہ رسالت است۔

ولہٰذا لفظ اَشْھَدُ کہ حکایت از نفس متکلم، واظہار شہادت او بود، نیز متروک گشت۔

وبایں ترکیب کلمات آذان وتر گردید، کہ اللّٰہُ وترٌ یحبُّ الوترَ، لہ

وفردیت بکلمہ توحید متحقق گشت برائے مطابقت لفظ ومعنی، وانقطاع کلام برذات شد، کہ ہو المبدأ والمنتھی بخلاف کلمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہ آخرش بظاہر اگرچہ اسم ذات است، اما بحسب معنی مجموعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است، لاجرم بایں جا معرفت منتہیٰ شد ومعاملہ بتمام گردید پس ختم نمودہ شد۔ واللہ اعلم۔

تتمہ ۔ در تتمہ ایں کلام دیگر نکتہ مفیدست باید شنید، کہ وقتے فقیر بہ تکبیرات پس از نماز عید مشغول بود دریں اثنا معنی بخاطر وارد گشت،

تحریرش آنکہ حق تعالیٰ وسبحانہ را دو نوع کبریا ثابت است۔

یکے حقیقی وآن بحسب ذات وصفات حقیقیہ است۔

ودوم اضافی وآن بحسب استیلاء وتصرف است بر خلق، وخدمت وطاعت گرفتن از ایشان، دریں جا منظور قسم ثانی است فقط نہ قسم اول۔

لہ ۔ رواہ الترمذی والنسائی وابوداؤد من حدیث علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وتر یحب الوتر فاوتروا یا اھل القرآن (مشکوۃ باب الوتر)

واین قسم ثانی را چہار درجہ است۔

یکے[1] تسخیر و تقیید بندگان در حکم مخصوص مانند صوم، و افطار یا حج و احرام، تکبیر اول اشارہ باین است۔

درجۂ[2] دوم۔ عام تر ازین، و آن تسخیر و تجبید است باعتبار مشروع ساختن دین اسلام بعباداتہ، ومعاملاتہ، و آدابہ، واخلاقہ، وعلومہ، واعتقاداتہ۔ تکبیر ثانی اشارہ باین است۔

واین ہر دو شعبہ فیض تشریع است کہ تفصیل وشرح توحید فی العبادۃ است، واین توحید اصل و منشا ہمیت پس در عقب او گفتہ شد۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

وسوئم[3]۔ تسخیر و تجبید نوع انسان است از روئے ایجاد و تربیت بار تفاقات معاشی و معادی، تکبیر سوم اشارہ باوست۔

چہارم[4]۔ تسخیر و تعبید است تمام عالم را بتصرف تام در ذوات و صفات مجموعہ مکنونات، تکبیر چہارم اشارہ بآنست

واین ہر دو شعبہ فیض تکوین است کہ مبدأ و منشاء آن اظہار صفات کمالیہ خود است، لہٰذا در عقب آن وللہ الحمد گفتہ شد۔ واللہُ اعلم۔

(در عشرہ اخیر ماہ محرم سنہ ۱۲۳۰ھ تالیف نمودہ شد)

بقیہ صفحہ نمبر : ۱۰۵

ومؤید این معنی ست آنچہ مولانا رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ در استفتائے بعد تحقیق حد دارالحرب میفرمایند (باقی ماند سخن در جواز جمعہ، تحقیقش آنست کہ در اصل جمعہ یکجا میباید و در شہرہائے بسیار کلان دوجا تجویز کردہ اند، پس بنابریں دستور اذن حاکم لازم آمد زیراکہ در تعیین مکان و امام اہلِ جاہ و عزت مناقشہ میکنند، وچون دستور را مسلمانانِ از صدہا سال برہم زدند حاجتے بامام و اذن او نیست ، ومعہذا در فتاوٰی عالمگیری تعمیم امام نمودہ کہ اگر مسلمانانِ شہر یکے را در امور دینی مطاع و متبوع سازند در اقامت جمعہ کفایت ست ، واز روئے تواریخ دریافت می شود کہ اہل ماوراء النہر و عراق و عجم در وقت چنگیزی نماز جمعہ بعد ازیں ترک نکردہ اند، بنابرین در جائیکہ شروط دیگر متحقق باشد از نقصان والی اہلِ اسلام جمعہ باطل نگردد" (انتہیٰ بقدر الحاجہ)

ازرسالہ تذکرۃ الجمعۃ صے از مولانا عبدالسلام ہنسوی فتح پوری (مطبوعہ نولکشور لکھنو ۱۸۹۸ء)

فوائدِ نماز

(۱) إِنَّنِيٓ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ (طٰہٰ)

(۲) وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔ (العنکبوت)

(۳) لاخیر فی دین لاصلوٰۃ فیہ۔ (الحدیث)

"ثم ان التسبیح افضل من کلمۃ التوحید من جھۃ ان اللّٰہ تعالیٰ یسبح ایضاً وفی الکنیٰ للدولابی عن عطاء ان اللّٰہ تعالیٰ یصلی وصلوٰتہ سبوح قدوس سبقت رحمتی غضبی" فیض الباری ص ۲۴۲/ ج ۳ -

"قال البغویؒ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: قالت بنو اسرائیل لموسیٰ ایصلی ربنا فکبر ھٰذا الکلام علی موسیٰ فاوحی اللّٰہ الیہ ان قل لھم انی اصلی وان صلاتی رحمتی وسعت کل شئ" تفسیر مظہری ص ۳۸۵/ ج ۷

(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد حضرت معبود، و درود بر جناب محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)، و اصحاب مقبول و مسعود، بندہ رفیع الدینؒ

بر سالکان طریقت، و واصلان حقیقت معروض میدارد کہ۔

نماز عبادتے است جامع انواع عبادات، بلکہ جامع عبادات خلائق،

قیام نماز اشجار و عمارات،

در کوع نماز طیور و بہائم،

و سجود نماز حشرات سر بر زمین،

و قعود نماز زمین و جبل،

و حرکت دوری، نماز کواکب و افلاک،

و طہارت و تسبیح نماز ارواح و ملائک،

و کلمہ شہادت یک جزء است۔

و تلاوت قرآن یک جزء، و ذکر یک جزء، و دعا یک جزء، و صرف آب و جامہ یک شعبہ زکوٰۃ،

و توجہ کعبہ یک شعبہ حج، و امساک از اکل و شرب یک شعبہ صوم۔

و مدافعۂ شیطان در کسل، و احادیث نفس شعبہ جہاد۔

و اما نماز بے حضور دل اعتبارے ندارد۔

و علماء حضور دل در وقت تحریمہ بتصحیح نیت کافی داشتہ اند۔

لیکن در حدیث شریف صحیح (وارد، شدہ کہ۔

نوشتہ نمی شود از نماز بندہ مگر آنچہ بفہمیدہ بجا آوردہ باشد، گاہے نوشتہ نمی شود، مگر نصف یا ثلث، یا ربع وخمس وسدس یا سبع یا ثمن یا تسع یا عشر[1]

لہذا مستحب داشتہ اند کہ در ہر رکن چنداں توقف کند کہ لحظۂ حضور میسر شود۔

وبنائے نماز بر موافقت زبان وجوارح ودل است۔

وہمچنان کہ ہر ذکر را نفسے است، ہر حرکت را اشارتے بیکے از احوال قلب۔

پس مراد از رفع یدین در تحریمہ خدا را بزرگ دانستن، واز غیر او دست بردار شدن، وہر دو کون را در مقابل حق پس پشت افگندن، واز قیام دست بستہ برسم غلامان رُوبرُو در خدمت استادن،

ومراد از قرأۃ فاتحہ بعد ثنا، مناجات وعرضداشت نمودن۔

ودر قرأۃ سورت باعانت اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ، کلام ہدایت التیام حق خواندن، والقائے الٰہی بہ تلقین ثابت گشتن۔

ودر رکوع از ملاحظہ کمال عظمت وہیبت معبود مالک، واز ملاحظہ حیا بر خود بقصور در بندگی سرنگون کردن وکمر دوتا گردانیدن، بلکہ چون بندۂ گنہگار برائے فدائے جان گردن خود پیش سیف حاضر ساختن۔

ودر سجود بملاحظہ کمال علو، وخود را در مذلت پستی ومقام نیستی (یا) خاک برابر ساختن۔

ودر مقام عذر تقصیرات جبہہ سائی وجبین سائی نمودن۔

یا بدون قدمبوس سر بپائے محبوب نہادن۔

ودر قعود بعد فراغ در خدمت منتظر حکم نشستن، وہدایا وتحف وصلوۃ وسلام بر وسائط فیض فرستادن

ودر اشارت سبابہ بر عقد توحید ثابت ماندن۔

ودر سلام رسم قادم، در ملاقات احباب، بعد رجوع از سفر عالم نیست، کہ در محبوس ساختن چشم وگوش وزبان وحرکت، از ہر سمت وکشادن دل وزبان در ادائے خدمت، وملاحظہ از مذکور الوہیت، پیش آمدہ بود، بجا آوردن۔

[1] عن عمار بن یاسر رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یقول ان الرجل لینصرف وما کتب لہ الا عشر صلاتہ، تسعھا، ثمنھا، سبعھا، سدسھا، خمسھا، ربعھا، ثلثھا، نصفھا (ابوداود ج ۱ ص ۱۱۵ باب ما جاء فی نقصان الصلوۃ) وسوالی؛

اما حضور دل در نماز درجه دارد که بطریق ترقی از ادنیٰ باعلیٰ مرقوم میگردد۔

اوّل آگاه بودن بارکان نماز در هر رکنے که باشد، و اجناس همان رکن باشد،

دوّم بطریق اجمال خود را در حضور حق دانستن، و حق سبحانهٗ را مطلع و متوجه باحوال خود فهمیدن۔

سوم۔ در حرکت و سکون بر وصفے، یعنی آن رکن را دران حال اشارت باوست، مدنظر حسبِ حال ساختن

چهارم۔ همراهِ آن معنیٰ تسبیحات و قرأة فهمیده در مناجات، و زاری کوشیدن، و در مقام عتاب ترسیدن

و از مقام عنایت درخواستن، و در مقامِ قصص و امثال عبرت گرفتن۔

پنجم۔ مصداق آن معانی را در عالمِ غیب، و شهادت و دنیا و آخرت بچشم دل مطالعه کردن، و لذت و کیفیتِ

آن مقام گرفتن، و از جهانے بجهانے سیر نظرے نمودن، این است درجاتِ مومنان از جهلاء و علماء۔

ششم۔ آنکه تحریمه را چون موت اختیار، قاطع علائق، هاذم لذات فهمیده، و قدم همت در ملکوت نهاده۔

تجلیات[1] جزئیه بهره در گردیده، بمقتضائے آداب حضور، و آثار شهود، ارکان، و اذکار ادا ساختن، و این نماز

اولیاء است۔

هفتم۔ آنکه خود را بمقام علیین، یا مقام عرش رسانیده بتجلیات کلیه پیوسته در مشاهدۂ حضرت رحمانیه که

استواء بر عرش شانِ آن مرتبه است، امر و نهی بر خلائق حال و قبله بودن ملائک و ارواح و باو بمقتضائے

حاجات عباد، از پیشگاه او مقلوب گشته بحسب ظهور فیض جلالی و جمالی آداب و ارکان بعمل آوردن، این نماز

ملائکه است۔

هشتم۔ بانوار اسمائے الٰهی و اخلاق ربانی، که در کسوتِ ایں کلام معجز ظهور نموده، مجلی گشته و سر

باز اسرار آنها در غیب، و شهادت، و دنیا و آخرت، مشاهده کرده، و اشارت قدرت را فهمیده، باداۓ شکر

آن رکوع، و سجود بجا آوردن این نماز عرفاء است۔

نهم۔ خود را به برکت متابعت در صفوف ورثۂ انبیاء رسانیده، بهمین دقائق از راهِ کمال محرمیت

و اختصاص خود را مخاطب و مراد یافتن، و این نماز انبیاء است۔

---

[1] بحثِ حقیقت تجلی و جهتش مادی و صوری و ستزاد براں تجلیات جزئیه و کلیه و تجلیات شهودیه و غیرها را در کتاب عبقات از ص۹۱ تا ص۱۱۸ باید دید که از تصنیفات شاه شهیدؒ است و درین باب مفید (سواتی)

دہم - بمقام فنا حقیقی پیوستہ، واز انانیت خود تہی گشتہ، بنماز الٰہی اندراج یافتن -

و نماز الٰہی این است کہ ازلیت واستغنائے صرف، با مقام تصرف لحظہ بلحظہ در تغیرات، قیام اوست

و مرتبہ توجہ بر عبادات از روئے اطلاع شہودی و ترتیب ایشاں رکوع او -

و نزول در قلوب و مدارک بنی آدم بحسب گوناگون اعتقادات ایشاں موافق اشارہ، اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ[1] وَاَنَا عِنْدَ[2] الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ، سجود او -

و توجہ بمجموعہ صفات مقتضیہ ظہور عالم بر عامہ خلائق، یا نوع بشر، یا بر اہل اختصاص، مانند توجہ زرگر در وقت صنعت خود بزرہ اشتغال، قبلہ اوست -

داین جہان کہ بجبت ظہور کمال ذات، ازاں ذات مقدسہ، سمت ظہور یافتہ، قبلہ اوست -

و قرار گرفتن در حشر برائے حساب، یا در جنت، و ملاء اعلیٰ[3]، مقعد الصدق[4] برائے لقاو دیدار، قعود او -

و سر زدن کلام بے نہایت و انجام از غایت ہیجان و جوش صفات کمالیہ، قرأۃ او -

و مضمون سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ[5]، ہمراہ افاضہ نعم شریفہ بر ہر مرضیین و مرحومین، سلام او -

و بالاتر ازیں نماز در فہم این بے بضاعت نیامدہ است -

واللہ اعلم - وصلی اللہ علی حبیبہ وسلم -

(تمت بالخیر)

عہ کما فی "الزہد لاحمد" ان موسیٰ قال یا رب این اجدک؟ قال عند المنکسرۃ قلوبہم من اجلی اقترب الیہا کل یوم شبراً ولولا ذلک لاحترقت - (فتاوی کبریٰ لابن تیمیہ ص ۸/۶۶)

مالک بن دینار قال قال موسیٰ علیہ السلام یا رب این ابغیک؟ قال ابغنی عند المنکسرۃ قلوبہم - (حلیۃ الاولیاء ص ۳۶۴/۲)

وذکر الامام الرازیؒ فی التفسیر ص ۹۷/۲۶ بغیر سند: "والمذہب، التائب، النادم منکسر القلب واللہ عندہ کما قال علیہ السلام حاکیا عن ربہ - "انا عند المنکسرۃ قلوبہم"

---

[1] متفق علیہ مشکوۃ ج ۱ ص ۱۹۶ - [3] ملاء اعلیٰ عبارت است از جماعت فرشتگان کہ معزز و محترم و مقرب الٰہی اند [4] اقتباس است از قرآن کریم و مراد ازیں آں موضع عزت است کہ قادر مطلق دراں موضع نکوکاراں را بفضل خود برساند. یا رب از تو التجا و تضرع است کہ ما گنہگاراں را نیز بہ برکت نیکاں باں مقعد صدق برساں اگرچہ نزد ما زاد نیست ولیکن خبر صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم صحیح است - لا یشقی بہم جلیسہم رواہ مسلم ج ۲ ص ۳۴۴ ۱۲ سواتی [5] سورۃ یاسین آیت ۵۸ [2] لم اجدہ - ۱۲ سواتی

حملة العرش

(١)- وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ط (الزمر)

(٢)- اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ط (الغافر)

(٣) قال الامام احمد حدثنا عبد الله بن محمد هو ابن ابی شیبة. ثنا عبدة بن سلیمان عن محمد بن اسحاق عن یعقوب بن عتبة عن عکرمة عن ابن عباس رضی الله عنهما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صدق امیة بن ابی الصلت فی شیٔ من شعره. فقال رجل وثور تحت رجل یمینه والنسر للاخری و لیث مرصد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم "صدق" فقال والشمس تطلع کل آخر لیلة. حمراء یصبح لونها یتورد تأبی فما یطلع لنا فی رسلها الا معذبة والا تجلد. فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم. "صدق" وهذا اسناد جید. وهو یقتضی ان حملة العرش الیوم اربعة فاذا کان یوم القیامة کانوا ثمانیة. کما قال تعالیٰ ویحمل عرش ربک فوقهم یومئذ ثمانیة -

(ابن کثیر ج ۴ ص ۴۱۲)

(سوانی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

در ذکر حملۃ العرش، قرآن مجید[1] ناطق است، بآنکہ حملۃ العرش روز قیامت ہشت نفر خواہند بود۔

وحدیث[2] شریف مبین است کہ الحال چہار نفر کامل، وچہار خالی اند۔

وصورتِ ایشاں در حدیث شریف باسم ثمانیہ اوعال مذکور شدہ است۔

---

[1] وَيَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّكَ فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ (الحاقہ آیت ۱۷)

[2] روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، انھم الیوم اربعۃ فاذا کان یوم القیامۃ ایدھم باربعۃ اخری، فیکونون ثمانیۃ۔ (تفسیر مجمع البیان) ۔ اور معالم التنزیل والے فرماتے ہیں۔

"جاء فی الحدیث انھم الیوم اربعۃ فاذا کان یوم القیامۃ ایدھم اللہ باربعۃ اخری فکانوا ثمانیۃ علی صورۃ الاوعال بین اظلافھم الی رکبھم کما بین سماء الی سماء"

اور امام ابن کثیرؒ نے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ایک ابن ابی حاتم کے حوالہ سے عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن لی ان احدثکم عن ملک من حملۃ العرش، بعد ما بین شحمۃ اذنہ وعنقہ تخفق الطیر سبعمائۃ عام۔ و ھذا اسناد جید رجالہ ثقات۔

دوسری روایت بحوالہ ابوداؤد نقل کرتے ہیں۔ "عن جابرؓ قال اذن لی ان احدث عن ملک من ملائکۃ اللہ تعالیٰ من حملۃ العرش۔ ان ما بین شحمۃ اذنہ الی عاتقہ مسیرۃ سبعمأتہ عام۔ ج ۴ ص ۴۱۴"

اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

اما در حدیث صحیح وارد است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند، ھم الیوم اربعۃ فاذا کان یوم القیامۃ ایدھم اللہ باربعۃ اخری، ودر روایت دیگر است کہ پایہائے حاملان عرش زیر زمین ہفتم ست وعرش بالائے سر ایشاں سرنگوں کردہ بہ تسبیح مشغول اند، روز قیامت چہار از ایشان این تسبیح خواہند گفت کہ سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ لَكَ الۡحَمۡدُ عَلٰى عَفۡوِكَ بَعۡدَ قُدۡرَتِكَ، وچہار دیگر این تسبیح کہ سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ لَكَ الۡحَمۡدُ عَلٰى حِلۡمِكَ بَعۡدَ عِلۡمِكَ۔

وآنچہ در بعضے روایات وارد شدہ کہ حاملان عرش بر صورت بز کوہی اند کہ درمیان سم آنہا تا سرین صد ہزار سالہ راہ است پس اشارہ بہ بزرگی جثہ آنہاست، وچوں صورت بز کوہی مناسب حمل ثقل ست، بعید نیست کہ حق تعالیٰ ایشان را ہمین صورت دادہ باشد۔

(باقی ۳۴ پر)

وطائفہ کلمہ امیۃ بن ابی الصلت[۲۵] را کہ بہ تقریر و تصدیق جناب نبوت پیوستہ،

رجل و ثور تحت قائم عرشہ - والنسر للاخریٰ ولیث مرصد -

حمل بر حملۃ العرش نمودہ اند[۲۶]-

اما از حدیث شریف استشمام این معنی نمی شود، وجدان[۲۷] آن نیز بآن نمی گردد۔

(بقیہ حاشیہ ۲۳) و آنچہ در بعضے روایات دیگر وارد ست کہ یکے از آنہا بصورت آدمی ست، و دوم بصورت نرگاؤ، و سوم شیر، و چہارم بصورت کرگس، پس معارض این روایت نمی تواند شد، زیرا کہ تمام بدن آن ہر چہار یکسان بصورت بزِ کوہی باشند، و در چہرہ ہائے آنہا باین صور تہا تفاوت دادہ باشند، تا اشعار باختلاف حقائق آنہا شود، کہ مظاہر اسمائے مختلفہ اند، چنانچہ حیوانات آبی باوجود آنکہ در بدن یکسان می باشند، و در چہرہا اختلاف فاحش دارند، بعضے بصورت اسپ، و بعضے بصورت کلب الماء وغیرہ ذالک۔

۲۵ یہ عرب جاہلیت کے شعراء میں سے ایک حکیم شاعر تھا۔ اس نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا اور ان کی صحبت میں رہ کر دینداری اور خدا پرستی کے خیالات سے آشنا ہوگیا تھا۔ یہ غیر معمولی ذکاوت و استعداد کا مالک تھا نیز یہ جہان گشت بھی تھا۔ شام وغیرہ علاقوں میں اسکی اکثر سیر و سیاحت رہتی تھی۔ بادشاہوں کے درباروں میں بھی جاتا تھا۔ اور ان کی مدح سرائی میں قصیدے پڑھتا تھا۔ چونکہ اُس دور میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کا خیال پایا جاتا تھا۔ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو امیۃ ہوائے نفس کی پیروی میں آکر اس طمع میں پڑ گیا کہ، خود عربوں کا نبی کیوں نہ ہوا۔ اور حسد کے مارے اسلام اور پیغمبر اسلام سے نفرت کرنے لگا۔ بدر کے مقتولوں پر اس کا گذر ہوا تو کہنے لگا۔ کہ اگر یہ نبی ہوتا تو اپنے اقرباء کو کیوں قتل کرتا۔ بعض مفسرین سورۃ اعراف کی آیت فمثلہ کمثل الکلب الخ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ کہ اسمیں اسی شقی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ اپنے اشعار میں یہودیت و نصرانیت اور قیامت کا بکثرت ذکر کرتا تھا۔ اس کی بہن اسکے مرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تھی اور اس نے اسکے کچھ اشعار بھی سنائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعض اشعار سُن کر فرمایا تھا۔ کہ آمن شعرہ وکفر قلبہ، اسلام کی اشاعت کے ابتدائی دور میں ہی یہ مر گیا تھا۔ اس کے اشعار میں یہ بھی ہیں۔

کل عیش ان تطاول دھرا ۔۔۔ صائر مرۃ الی ان یزولا

لیتنی کنت قبل ما بدا لی ۔۔۔ فی قلال الجبال ارعی الوعولا

ان یوم الحساب یوم عظیم ۔۔۔ شاب فیہ الصغیر یوما ثقیلا

(مجمع البیان و معالم التنزیل و ترجمان القرآن وغیرہ)

۲۶ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب سطعات طبع قدیم ص۲۴ میں فرماتے ہیں۔

و جمع از ملائکہ کہ در حظیرۃ القدس پیش قدم اند، حملۃ العرش نامیدہ شدند، و جمع دیگر حافین حول العرش مسمّٰی شدند۔

و جمع از ملائکہ بعلیین،

و در بعض آثار کہ در تفاسیر محدثین مروی میشود گفتہ اند کہ حملۃ العرش چہار فرشتہ اند، یکے بصورت انسان، و آن شفیع بنی آدم است۔ (باقی حاشیہ ۳۵ پر)

زیراکہ حملۃ العرش موصوف اند بقرب اتم و تحمل فیض حملی کہ عرش مجید صورت آن ست، تدبیر ایشان لازم ہست کہ شامل جمیع ماتحت بود، مگر بتفصیل کریم تدبیر الٰہی در حیوانات منحصر نیست، کہ در نباتات و معادن چہ حکمتہا ودیعت است و نیز حیوانات، حشرات برّی و بحری خارج اند ازین چہار۔

و مجموعہ کائنات ارضی بہ نسبت انقلاب عناصر و اوضاع افلاک و کواکب اقل قلیل اند۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ[ع]۔

(بقیہ حاشیہ ص) یکے بصورت ثور و آن شفیع بہائم است، ویکے بصورت نسر و آن شفیع طیور است، ویکے بصورت اسد و آن شفیع سباع است۔

و در مسند دارمی روایت کردہ شد کہ بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعر امیۃ بن ابی الصلت خواندہ شد، ؎

رجل و ثور عند رجل یمینہ — والنسر للاخریٰ ولیث مرصد : فرمودند صدق۔

و در بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را بصورت وعول مشاہدہ نمودند و این ہمہ نیرنگ عالم مثال است، و تمثیل آن بحسب مناسبات ذاتیہ، وعرضیہ طاریہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (سواتی)

[ع] حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ اپنی کتاب عبقات میں تحریر فرماتے ہیں۔

طرق العلم للبشر ثلثۃ۔ الاخذ من المحسوس، والانتقال من المعلوم الی المجہول والتلقی من الغیب۔

پھر فرماتے ہیں کہ قسم اول کے تحت احساس، تخیل، توہم اور تعقل داخل ہونگے

تیسری قسم کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

واما التلقی من الغیب فوحی وتحدیث وتفہیم و ذوق ومعرفۃ وعلم لدنی ومشاہدۃ ووجدان و تجلیات معنویۃ وکشف واتصال بالمثال وتجلیات صوریۃ والحکمۃ تفصیل الذوق وفن الحقائق تفصیل المعرفۃ (ص ۲۳) ۱۲ سواتی

[ل] حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ وبعضے از مدققان چنیں گفتہ اند کہ عرش اعظم عبارت از فلک الافلاک است، و آثار تحریکات قسریہ او را در دنیا ہشت فلک دیگر کہ پائیں او یند بر میدارند و بتاثیر روح عرش، و خیال آں ستارہائے این ہشت آسمان را حرکات مختلفہ، رو میدہد و بحب آن درین عالم سفلی کائنات و فاسدات برنگے کاری آیند و تدبیر الٰہی جلوہ گری شود دراں روز کہ این ہشت آسمان از ہم پاشند و ملائکہ کہ بتدبیر امور آن ہشت آسمان قیام نمودند، گریختہ بکنارہا و اطراف روند، پائیں عرش خالی شود، و محل افاضہ تدبیرات عرش وتحمل دواعی فائضہ از آنطرف درمیاں نماند، لاجرم ہشت فرقہ دیگر را برائے این کار زیر عرش جا دہند، و آنہا حامل آن مناصب شوند، وچنانچہ عرش صوری بریں ہشت آسمان در دنیا معتمد بود دراں روز بر آن ہشت فرقہ معتمد باشد، و موید ایں تفسیر است آنچہ از حسن بصریؒ منقول است کہ می فرمودند کہ

لا ادری اثمانیۃ اشخاص، او ثمانیۃ الاف، او ثمانیۃ صفوف، او ثمانیۃ الاف صفوف۔

و از ضحاک نیز منقول است کہ ہم ثمانیۃ صفوف لایعلم عددہم الا اللہ۔ ۱۲ سواتی [ع] سورۃ المومن آیت ۵۷

واگر بہ اجمال اکتفا کنیم غایتِ کمالات ہمہ ہا و منبع فیوض آنہا حضرت انسان است فقط، بلکہ ظاہر آن است کہ این بیت اشارہ بقیامِ ارباب الانواع است در خظیرۃ القدس[1]۔

وصاحب فتوحات[2] از بعض عرفاء نقل کردہ اند و خود اختیار نمودہ اند کہ این عرش، عرش ملک۔ وجملہ آن

---

[1] خظیرۃ القدس (بلند مرتبہ ملائکہ اور ارواح مقدسہ کی پاک پارلیمنٹ) وہ مقام جہاں بڑے بڑے فرشتے اور بڑے انسانوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ اور ان کے نور آپس میں مل کر ایک چیز بن جاتی ہے۔ اور یہ اُس روح (اعظم) کے پاس ہوتا ہے جسکی تعریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بہت سے منہ اور زبانیں ہیں (یہ وہی وجود ہے جسے انسان اکبر۔ امام نوع انسان۔ شخص اکبر کہتے ہیں) نوروں کے اس اجتماع کا نام خظیرۃ القدس ہے (حجۃ اللہ البالغہ فصل ملاء الاعلیٰ) ۱۲ سواتی

[2] صاحب فتوحات سے مراد الشیخ الاکبر محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبداللہ الحاتمیؒ ہے۔ جنکی کنیت ابوبکر اور لقب محی الدین ہے۔ حاتمی اور ابن عربی کے ساتھ معروف ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن حاتم الطائی (جو عدیؓ بن حاتم کے بھائی تھے) کی اولاد سے ہیں۔ اندلس کے مشرقی علاقہ کے ایک شہر مرسیہ (جو اپنی عمدہ تفریح گاہوں اور بہترین باغات کی وجہ سے مشہور ہے) میں پیر کے دن ۱۷ رمضان ۵۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید بچپن ہی میں سبع قرأۃ کے ساتھ ابوبکر بن خلفؒ سے اشبیلیہ میں پڑھا تھا اور کئی اور علماء سے بھی قرآن مجید اور ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس دور کے مشہور محدث عبدالحق اشبیلیؒ سے علم حدیث کا سماع کیا۔ اور انہوں نے اپنی تمام کتب حدیث کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ ان کے علاوہ ابوالقاسم الحرستانیؒ۔ اور ابوالحسن بن ابی نصرؒ سے ۶۰۶ھ میں بھی سماع حدیث کیا۔ شیخ اکبرؒ کو علم ادب و انشاء میں بھی مہارت تامہ تھی۔ شعر و شاعری میں بھی ملکہ راسخہ رکھتے تھے۔ ان کے بہت سے عمدہ اشعار ہیں۔ اور زیادہ تر اشعار ان کے علم الحقائق و معارف پر مشتمل ہیں۔ ان کو اہل تصوف کی زبان سمجھا جاتا ہے ابن النجارؒ فرماتے ہیں کہ شیخؒ بغداد میں پہلی دفعہ ۶۰۱ھ میں آئے اور صرف بارہ دن ٹھہرے۔ دوسری دفعہ ۶۰۸ھ میں آئے۔ اور انہوں نے اپنے یہ شعر بھی سنلئے۔

یا حائرا ما بین علم وشہوۃ — لیتصلا ما بین ضدین من وصل

ومن لم یکن یستنشق الریح لم یکن — یری الفضل للمسک الفتیق علی الزبل

ان کی متعدد کتابیں ہیں۔ بلکہ بعض نے ان کی جملہ کتب کی تعداد چار یا پانچ صد تک بتائی ہے۔ فتوحات مکیہ۔ فصوص الحکم۔ شجرۃ الکون۔ فتوحات مدنیہ اور تفسیر القرآن وغیرہ مشہور ہیں۔ ان کی کتب میں اسرار و لطائف بیشمار ہیں۔ اور فی الحقیقت یہ علوم و معارف کا بے بہا گنجینہ ہے۔ لیکن شیخ صاحبؒ کی کتابوں کا سمجھنا اور ان سے مطالب ٹھیک طور پر اخذ کرنا۔ یہ ہر ایک صاحب علم کے بس کا روگ نہیں۔ اور اسلئے بھی کہ ان کا اکثر حصہ کشف و مشاہدہ روحانی سے تعلق رکھتا ہے۔ جن کو ظاہرین حضرات بسا اوقات نہیں سمجھتے یا غلط سمجھتے ہیں اور انکی بعض کتابوں میں دسیسہ کاری اور حک و اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

شیخؒ ۵۶۸ھ میں مرسیہ سے اشبیلیہ گئے اور ایک سال تک وہاں رہے۔ پھر مشرق کیطرف بہ نیت حج روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد پھر اندلس کی طرف واپس نہیں لوٹے۔ حج سے فراغت کے بعد الحرمین الشریفین کے جوار میں رہے۔ مشہور مؤرخ ابن عساکرؒ اور اسیطرح محدث ابوالفرج ابن جوزیؒ سے بھی انہوں نے شرفِ تلمذ اور اجازت حاصل کی ہے۔ شیخؒ مصر، بغداد، موصل اور روم بھی گئے۔ شیخؒ نے ریاضت اور مجاہدہ میں بڑی محنت اٹھائی ہے۔ اور بڑے بڑے صوفیاء کرامؒ اور اربابِ قلوب (باقی ص۳۷ پر)

اسرافیل، و آدم، و جبرائیل، و محمدؐ، و میکائیل، و ابراہیمؑ، و مالک علیہم السلام والصلوۃ قرار دادہ اند۔

(بقیہ حاشیہ ۳۶) کی صحبت اور رفاقت میں رہے ہیں اور فقراء کے طریق پر زندگی بسر کی ہے۔
دمشق میں بہت کچھ ساز و سامان ان کے پاس جمع ہو گیا تھا۔ مگر سب صدقہ کر دیا تھا اور اپنے لئے کچھ بھی ذخیرہ کر کے نہ رکھا۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ حمص کا حاکم روزانہ انہیں سو درہم دیتا تھا۔ اور ابن الزکی بھی تیس درہم روزانہ ان کی خدمت میں بھیجتا تھا۔ مگر یہ سب کچھ صدقہ کر دیتے تھے۔ روم کے بادشاہ نے انہیں ایک مکان دیا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی۔ یہ اس مکان میں چند دن ٹھہرے۔ ایک دن ایک سائل آیا اور اس نے کہا۔ اللہ کے لئے کچھ دیدو۔ شیخ رح نے فرمایا کہ اس مکان کے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ اور وہ مکان اس سائل کے حوالہ کر دیا۔ اور خود اس سے باہر نکل آئے۔ سعد الدین حمویؒ سے کسی نے پوچھا کہ شیخ کو کیسا پایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وجدتہ بحراً لا ساحل لہ۔ یہ شیخ رح پر علماً، خلقاً، حالاً، ہر طرح توحید کا غلبہ تھا۔ ایک دفعہ ان کے خلاف کچھ لوگوں نے سازش کی جو انہیں قتل کرنا چاہتے تھے مگر کامیاب نہ ہو سکے اور انہیں گرفتار کروا کر جیل میں بند کروا دیا۔ شیخ ابو الحسن بجائیؒ نے ان کو جیل سے چھڑایا۔ اور طنزاً کہا کہ کیف یحبس من حل منہ اللاھوت فی الناسوت تو شیخ رح نے جواب میں فرمایا یا سیدی تلک شطحات فی محل سکر ولا عتب علی سکران۔ شیخ رح کی طرف ذیل کے اشعار بھی منسوب کئے جاتے ہیں۔ ؎

قلبی قطبی و قالبی اجفانی — سرّی حضری و عینہ عرفانی
روحی ھارون و کلیمی موسیٰ — نفسی فرعون و الھوی ھامانی

بعض علماء نے اسی شعر سے شیخ رح کے اس قول کی توجیہہ کی ہے جس میں وہ فرعون کے ایمان کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ فرعون سے مراد نفس ہے۔ ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔ (مقدمہ فتوحات مکیہ)

سید نواب صدیق حسن خان صاحبؒ فرماتے ہیں کہ شیخ محی الدین بن عربی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح کے ایک واسطہ سے خلیفہ ہیں۔ کیونکہ یہ خلیفہ ہیں حضرت شیخ علی جامع رح کے اور وہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے خلیفہ ہیں۔ شیخ کی ملاقات حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے ہوئی اور بغیر گفتگو کئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ ان سے شیخ ابن شہاب الدین کے بارہ میں پوچھا گیا کہ کیسے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ سر سے پاؤں تک سنت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور شیخ شہاب الدینؒ سے ان کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حقائق کا سمندر ہے۔ شیخ رح پر طعن کئے گئے ہیں۔ اور ان کی وجہ خاص ان کی کتاب فصوص الحکم ہے۔ حضرت مولانا جامیؒ فرماتے ہیں کہ ان پر اعتراض اور طعن کی وجہ یا تو اندھی تقلید ہے۔ یا بے جا تعصب ہے۔ یا انکی اصطلاحات سے ناواقفی۔ اور یا پھر ان کی کتب کے معانی و مطالب کا بہت زیادہ دقیق اور گہرا ہونا (غموض معانی)۔ بعض حضرات نے شیخ رح کی تکفیر اور تضلیل میں بہت مبالغہ کیا ہے۔ جیسے شیخ عز الدین بن عبد السلامؒ نے کہا ہے کہ یہ زندیق ہے۔ علامہ شوکانیؒ اولاً ان کی تکفیر کرتے تھے۔ مگر چالیس سال کے بعد انہوں نے رجوع کر لیا۔ اور یہ فرماتے تھے کہ ان کا کلام تاویل کا احتمال رکھتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ بھی ان کی تکفیر نہیں کرتے۔ شیخ عبد الوہاب شعرانیؒ نے ان کے کلام کو ظاہر شریعت کے ساتھ تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ اسکے بعد نواب صدیق حسن خانؒ اپنی لئے حضرت شیخؒ کے بارہ میں ان الفاظ سے ظاہر کرتے ہیں۔

"من نیز ایں قدر میدانم کہ وے را در اتباع سنت وجدے بالغ، و حرصے قوی، و حظے متین است۔ (باقی صفحہ ۳۸ پر)

و دو اول برائے اجسام و ثانی برائے ارواح، و ثالث برائے اغذیہ، و رابع برائے اجزیہ این قول نیز

باخبار ملائمت ندارد، کہ این جماعت را مقامات مقررہ است سوائے عرش و نزول است در خلق و تدبیرات درین

(بقیہ حاشیہ ص۳۷) و بر تقلید مذاہب خیلے لوم و نفرین۔ و این دلیل است بر آنکہ ہرچہ از وے خلاف ظاہر سنت آمدہ حسن ظن آنست کہ مدسوس است در کتاب او۔ و یا محمول است بر حالت سکر۔ (تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار ص۸)

مولانا مولوی سید نذیر حسین محدث دہلویؒ بھی بعض دوسرے غیر مقلدین حضرات کے برخلاف شیخ محی الدین بن عربی کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ان کو اکابر اولیاء امت میں سمجھتے ہیں۔ (الحیات بعد الممات)

حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی شیخ کے مرتبہ کے قائل و مداح ہیں۔ بلکہ مجدد صاحبؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ دونوں جلیل القدر ہستیاں شیخؒ کے خوشہ چینوں میں سے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں۔ "حضرت قیوم ربانی قطب صمدانی مجدد الف ثانیؒ در حق شیخ اکبر شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ فرمودہ "منکر شیخ در خطر است و معتقد کلمات شطحیہ شیخ نیز در خطر۔ شیخ را از اکابر اولیاء اللہ باید دانست و کلمات شطحیہ شیخ را بر ظاہر آن فرود نباید آورد طریق اسلم ہمین است (مکتوبات قاضی ثناء اللہؒ)

شیخ رح کا فلسفہ وحدت الوجود کچھ تو بہت دقیق ہونے کیوجہ سے اور کچھ اسلئے بھی کہ صرف عوام ہی نہیں بلکہ اکثر خواص کے لیے بھی باعث فتنہ و ابتلا ہے۔ مجدد صاحبؒ اس کے بالمقابل وحدۃ الشہود کا نظریہ پیش کیا ہے۔ جو نسبتۃً زیادہ تنزیہ پر مشتمل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ ان دونوں نظریات کو آپس میں تطبیق دیدیتے ہیں۔ (مکتوب مدنیؒ)

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ شیخ اکبرؒ کے نظریہ وحدۃ الوجود کو پوری طرح تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کی توضیح و تشریح فرماتے ہیں۔ بلکہ اس کو اپنے جد امجد حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ اور شیخ اکبرؒ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "وقد استفدت فوائد متشتتۃ، و فرائد متفرقۃ مما حسر عنہ البحر الطمطام والحبر العلام۔ رئیس الجماعۃ قائدہم، شیخ القوم و رائدہم۔ الامام الاغر۔ الشیخ الاکبر۔ (عبقات ص۲)

ان حکماء راسخین اور اساطین حکمت، اور علماء حق کے ان فرمودات کے بعد حضرت شیخ اکبرؒ پر نکتہ چینی کرنے والے کیا اس قابل ہیں کہ ان کی طرف توجہ کی جائے؟ اگرچہ بعض نے دیانتہً ان پر کلام کیا ہے فسامحہم اللہ تعالیٰ۔

صاحب قاموس شیخ مجد الدین فیروز آبادیؒ سے کسی نے شیخ اکبرؒ کی کتابوں کے بارہ میں فتویٰ پوچھا۔ کہ ان کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ خدا لگتی بات یہ ہے کہ شیخ اکبرؒ واقعی شیخ طریقت ہیں حالاً و علماً۔ اور امام حقیقت ہیں رسماً و حقیقۃً۔ اور علوم و معارف کے بحر بیکراں ہیں۔ جس میں ڈول پھینکنے سے اس کا پانی گدلا نہیں ہوتا۔ ان کی کتابیں گران قیمت جواہرات سے لبریز ہیں۔ جو شخص بھی ان کی کتابوں میں غور کریگا۔ مشکلات کا حل ان میں پائیگا۔ یہ شان صرف انہی لوگوں کی ہو سکتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی سے نوازا ہو۔ جن لوگوں نے ان پر زبان طعن دراز کی ہے اور رد و نکیر و تکفیر میں مبالغہ کیا ہے وہ لوگ اپنے قصور فہم کی وجہ سے شیخؒ کے اقوال و احوال و معانی کے مقاصد کو نہیں پا سکے۔ اور ان کے ہاتھ کوتاہ ہونے کی وجہ سے ان کے پھلوں تک نہیں پہنچ سکے"۔ (مقدمہ فتوحات)

علامہ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی ان کا ترجمہ اور مناقب و مثالب دونوں قسم کے نظریات نقل کئے ہیں چنانچہ ثانی الذکر موصوف آخر میں لکھتے ہیں۔ و بالجملۃ فکان کبیر القدر من سادات القوم و کانت لہ معرفۃ تامۃ بعلم الاسماء

(باقی ص۳۹ پر)

چہار باب منحصرنہ بخلاف حملۂ عرش۔

وآنچہ درخاطر فقیر می رسد حق سبحانہ وتعالیٰ از خطا نگاہ دارد، این است کہ حملۃ العرش جمیع باشند کہ

حامل کمالات اربعہ الٰہیہ اند۔ یعنی ابداع[ا]، وخلق، وتدبیر، وتدلّی۔

(بقیہ حاشیہ، ص ۳۸) والحروف ولہ فی ذلک اشیاء غریبۃ واستنباطات عجیبۃ۔ انتھی (لسان المیزان ج ۵ ص ۳۱۵)۔

یعنی بالجملہ وہ بڑی قدر ومنزلت کے مالک اور قوم کے سرداروں میں تھے اور ان کو علم الاسماء اور حروف میں معرفت تامہ حاصل تھی اور

ان سے کچھ غریب اشیاء اور استنباطات عجیبہ بھی ثابت ہیں۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ دقائق اور حقائق تصوف میں شیخ اکبرؒ کے کلام سے استناد کرتے اور ان پر اعتماد کرتے ہیں

تفہیمات الٰہیہ میں متعدد مقامات پر انہوں نے ان کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر یوں رقمطراز ہیں کہ "خاتم وفاتح دیگر شیخ اکبر

محی الدین بن علی بن عربی است قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کہ مطمح نظر کشف حقائق الٰہیہ وکونیہ بوجدان ساختہ الخ" ج ا ص۔ اور اسی طرح

ہمعات میں بھی حضرت شیخ کی عظمت اور معرفت کا ذکر کیا ہے۔ اور تفہیمات جلد اول ص ۲۰ میں فرماتے ہیں کہ "ثم جدد اللہ الطریقۃ

بالشیخ ابی سعید بن ابی الخیر۔ ثم جددھا بالشیخ ابن العربی وفتح علیہ من العلوم والمعارف مالم یمکن بحساب۔"

حضرت شیخ ابن تیمیہؒ شیخ اکبرؒ کے شدید مخالفین میں سے ہیں اور ان کے بارہ میں ملحد، زندیق، ضال وغیرہ کے فتاویٰ صادر کرتے ہیں۔

شیخ ابن تیمیہؒ باوجود جلالت شان اور تبحر علمی اور وسعت معلومات کے۔ اپنی تیزی طبع اور حدت قلم کے لئے مشہور ہیں۔ ان کے قلم نے

جہاں ہزاروں علمی جواہر پارے بکھیرے ہیں وہاں کہیں کہیں اپنے جوش طبعی اور شدت مزاج کی بنا پر لغزشیں بھی کھائی ہیں۔ جن کو

علماء راسخین نے تسلیم نہیں کیا۔

چنانچہ شیخ ابن عربیؒ کے بارہ میں بھی انہوں نے زیادہ غلو سے کام لیا ہے جس کو شدت مزاج کے سوا کچھ مرتبہ نہیں دیا جا

سکتا۔ فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

آخر میں شیخ اکبرؒ کے تین شعر نقل کرتے ہیں۔ جن میں شیخؒ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبوی اور قبر مبارک اور مدینہ

طیبہ کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار فرماتے ہیں۔

یاحبذا المسجد من مسجد	وحبذا الروضۃ من مشھد
وحبذا طیبۃ من بلدۃ	فیھا ضریح المصطفیٰ احمد
صلی علیہ اللہ من سید	لولاہ لم تفلح ولم نھتد

جمعہ کی مبارک رات ۲۸ ربیع الآخر ۶۳۸ھ میں یہ علوم ومعارف، حقائق ودقائق، سلوک ومعرفت، کشف ومشاہدہ کا بحر

عمیق وفات پاکر اپنے رب سے جاملا۔ اور دمشق کی سرزمین میں اس کے جسد مبارک کو سپرد خاک کردیا گیا۔ فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

کاملۃ ورفع درجاتہ۔ آمین۔ (سواتی)

[ا] الابداع ——— ایجاد بغیر توسط (اشارات ابن سینا)۔ یعنی کسی چیز کو بغیر مادہ، آلہ، یا زمان کے ایجاد

کردینا۔ لفظ ابداع کا مجرد بدع ہے اور لغت میں اس کا معنی کل شئ عمل علی غیر مثال سبق (نووی شرح مسلم ج ا ص ۲۸۵)

یعنی ہر وہ چیز جو کسی سابق نمونہ کے بغیر کی جائے۔ اور حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔ والبدعۃ اصلھا ما احدث علی غیر مثال سابق،

(باقی ص ۴۰ پر)

ملک[1] اول کہ حامل کمال ابداع است متحقق باسم قیوم، و موکل است برھیولیٰ، وصورت شہادتی ومثالی، و ازمنہ وامکنہ، وجہات حرکات، و اوراست علم استعدادات، وحیزِ آنہا، وتقسیم احیاز، وتحدید مقادیر وجہات، وتقدیر مواقیت، وتاسیس مبانی ومایلحقہ۔

(بقیہ حاشیہ ص۳۹) فتح الباری ج۴ ص۲۱۹۔ بدعت اصل میں اس چیز کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی سابق مثال اور نمونہ کے ایجاد کی گئی ہو حضرت شاہ ولی اللہؒ تفہیمات میں فرماتے ہیں۔ سألتمونی عن الابداع ما ھو فاقول ھو ایجاد شئی من غیر مادۃ و اول المبدعاتِ القلم ثم اللوح ثم العرش والماء المشار الیہ بقولہ تعالیٰ وکان عرشہ علی الماء۔ ثم خلق اللہ تعالیٰ من الماء ما خلق۔ ومن ھنالک بدأ الخلق وھو غیر التسمی۔ (ج ۱ ص۵۵)

خلق ——— ایک چیز سے دوسری چیز کو پیدا کرنا۔ جیسے مٹی سے آدم علیہ السلام کو اور نار سے جنات کو وغیرہ

تدبیر ——— مجموعہ مخلوقات میں تصرف کرنا۔ اور اس کو اس کی خاص مصلحت کے مطابق چلانا کیونکہ جب ایک مخلوق کے ساتھ اور بہت سی مخلوقات جمع ہوں تو ان کے درمیان باہمی ربط قائم رکھنا اور ہر ایک کے لئے صحیح مقام مقرر جو اس کے درجے کے مناسب ہو۔ اس کو تدبیر کہتے ہیں۔

تدلی ——— تدبیر کے مکمل اور مرتب ہو جانے کے بعد یعنی جبکہ شخص اکبر کا ایک چھوٹا سا نمونہ بن جاتا ہے۔ تو پھر اس کے قلب پر بھی تجلی اعظم کا ایک عکس پڑتا ہے۔ اسے تدلی کہتے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ وافادات مولانا سندھیؒ) ۱۲ استواتی

[1] حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ حملۃ العرش کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "یعنی آن روز ہشت کس از ملائکہ عظام و در دنیا چہار کس بر میداشتند، و وجہ تضاعف ثقل عرشِ عظیم در آن روز آن خواہد بود کہ عرش مجید صورت جہاں داری حق تعالیٰ است۔ وجہاں داری او تعالیٰ در نشاءِ دنیا بشمول چہار صفت است کہ در ہر ذرہ از ذراتِ موجودات آں ہر چہار صفت ظہور فرمودہ و ہر ہمہ را شامل ومحیط گشتہ۔ اول علم۔ دوم قدرت۔ سوم ارادہ۔ چہارم حکمت، و در نشاءۃ اخرویہ چہار صفت دیگر ہمراہ ایں چہار مذکورہ در کار خواہند شد تا نشاءۃ اخرویہ از نشاءۃ دنیویہ مغائرت و امتیاز پیدا کند۔

اوّل صفت ظہور وانکشاف حقیقت صرفہ کہ ہر چہ دراں عالم ست بر ہر کس ظاہر و ہویدا خواہد بود۔ و بوجہے اشتباہ واختفاء و غرور تلبیس دراں عالم نخواہد ماند، حتی کہ کافراں وجاہلاں نیز حقائق خفیہ مستورہ را خواہند دریافت۔ چنانچہ در قرآن مجید جا بجا مذکور استیکہ۔ یَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ - وَأَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ۔ يَوْمَ يَأْتُونَنَا۔ الی غیر ذالک۔ ونام خطا ونام صواب دراں عالم نخواہد ماند۔ ولہذا قلم تکلیف از ہر مکلف مرتفع خواہد گشت۔ و در دنیا ایں صفت عام وشامل نبود۔

دوم۔ صفت سبوغ وکمال وتمام کہ ہر چیز آں عالم از نقصان، و آفت سالم خواہد بود۔ حتی کہ بنیہ کافراں وبدکاراں نیز محتاج بغذا و دوا نخواہد شد، واحساس وجمیع قوائے ایشاں از تخیل وتوہم وادراک عقلی وقوائے محرکہ بحسب اقتضائے نشاءۃ در عین اوج کمال خواہند بود۔ چنانچہ میفرمایند۔ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔ وخلود، و دوام و ابدیت وبقائے غیر متناہی از آثار ہمیں صفت ست۔

سوم۔ صفت قدس وطہارت کہ بسبب صفائے نشاءۃ از کدورات والواث بعید خواہند بود، حتی کہ کافراں وبدکلاں را نیز بول وبراز و دیگر اشیائے قذرۃ وفضلات نجسہ نخواہد شد وقیح وصدید وغسلین ونتن فروج زوانی وزناۃ بطریق تعذیب

(باقی ص۴۱ پر)

وملک ثانی کہ حامل کمال خلق است، متحقق است باسم مصور، وموکل است برنفوس، وصور نوعیہ بسائط ومرکبات فلکیہ، وعنصریہ۔ واو راست علم ابقائے خواص صور، وشرح و افاضۂ آثار آن، وتشخیص ہیاکل وقوائے آن، ومرافق ہر یکے ومایتعلق بہ۔

وملک ثالث کہ حامل کمال تدبیر ست، متحقق ست باسم عدل، وموکل است بر تشبیہ نظام بخیر مطلق عند اشتباک الصور وتداخل الآثار، و او راست علم ترجیح بین المختلفات، وقبض وبسط اسباب، وموازنہ آنہا بعنایات ومایناسبہ۔

وملک رابع کہ حامل تدلی ست متحقق ست باسم قدوس، وموکل است بر تجلیات وشعائر الٰہیہ، واو راست علم مظاہر تجلیات متنوعہ، ونصب شرائع، وموازین عقائد و اعمال ومراتب اہل اللہ، وحفظ ملل حق وباطل ومایماثلہ۔

وظاہر آنچہ در حدیث نبوی وارد گشتہ، مرا اذن دادہ شد کہ بیان کنم برائے شما حال ہر یکے از ملائکہ حملۃ العرش وبعد ذکر عظم خلقت او، فرمودند تسبیح او این کلمہ است کہ سُبْحَانَكَ حَیْثُ کُنْتَ۔ اشارہ باین ملک عظیم القدر است۔

شرح این رمز آنکہ حقیقت این ملک جہتے خاص است از کمالات الٰہیہ کہ ہر کجا در مظاہر جمال صفت تاکہ ظہور فرماید منشائے جہت حقانیہ دراں کسوت، وحامل این ظہور ہمیں ملک باشد گو ہر کجا تجلی باشد نمی شود مگر بر قلب این ملک، وہمیں ملک ست کہ متشبہ میگردد بصورت تجلی، و اوست کہ جارحہ لسان کلمہ اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ[۵] میگردد۔ ومرأۃ ذات حق میشود من حیث رفع الحجاب مثلاً ہمیں ملک بود کہ بصورت نار برائے حضرت موسیٰ علیہ السلام

(بقیہ حاشیہ ۴) برایشان سلط خواہد شد نہ بطریق تعفن وتخبس۔

چہارم۔ صفت عدل وابقائے حق ہر چیز بآن کہ در دنیا ہرگز متصور نیست، وبوجہے دراں عالم ظلم وستم درمیان نخواہد آمد وچوں آثار این چہار صفت نیز علی سبیل الشمول والعموم در آن نشاۃ درکار شد گرانی عرش معنوی کہ عبارت از جہاندار لیست مضاعف گشت، واز جہت تطابق با معنی عرش صوری نیز ثقل وگرانی پیدا گردد۔ وملائکہ اربعہ کہ سابق مظاہر آن اسمائے اربعہ شدہ حمل عرش می نمودند۔ از تحمل این ثقل مضاعف عاجز آمدند ناچار امداد آنہا بچہار ملک دیگر کہ مظاہر این اسمائے اربعہ باشند ضرور افتاد۔ ۱۲ (سواتی)

۵؎ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴

ظاہر شد - و مصداق اَنۡ بُوۡرِكَ مَنۡ فِی النَّارِ [۱] - گشت، و کلمۂ اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰهُ از جناب الٰہی بکلام بے کیف در سینۂ این ملک سر برمیزد، و در مرأۃ نار مسموع میشد - واللہ اعلم

بالجملۃ این چہار ملک حملۂ عرش تکوین اند اصالۃً - و اتمامے فیض تشریع بایشان از حیثیت اندراج تشریع ست در تکوین، و چون جریان نظام این نشأۂ دنیا برحسب فیض تکوین ست، و فیض تشریع درین نشأۂ تبعی و ضمنی، و تمیز حق از باطل کما ینبغی در پردۂ التباس ست لاجرم تحمل بار مر این چہار راست تا آنکہ بمقتضائے سَنَفۡرُغُ لَكُمۡ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ [۲] - عنایت الٰہی بتعمیر روضۂ تشریع بپردازد، و تخم ہر نفسے را در ارض وَاِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ لَهِیَ الۡحَیَوَانُ [۳] - کہ دار السبوغ و ایفاء الحقوق ست بیفشاند، و استعدادات فطری و کسبی ہر نفسے سر برآرد - ہر یکے حکم عالمے پیدا کند و منبع چندین ہزاران ہزار صور و اعمال خیر و شر گردد - و خادمان فیض تشریع در برداشتن عرش فیض مطلق شریک شوند -

اول ملکے باشد کہ رفیق ملک اوّل ست [۴] - و او راست علم استعدادات نفوس بشریہ و جنیہ و دقائق مندرجہ دران، و درجات کمالات آنہا و قوائے مخمرہ در آنہا -

---

[۱] سورۃ النمل آیت ۸ - [۲] سورۃ الرحمٰن آیت ۳۱ .. [۳] سورۃ العنکبوت آیت ۶۴

[۴] - حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں" و بعض از مفسرین گفتہ اند کہ تا وقتیکہ عرش در مکان خود ثابت ست او را چہار فرشتہ عظیم القدر می توانند برداشت، و چون از مکان خود حرکت کند و انتقال نماید محتاج بچہار دیگر گردد - زیراکہ نقل و تحویل اشیاء عظیمۃ المقدار قوت بسیار میخواہد، بخلاف آنکہ در مکان خود ثابت باشند - و آنچہ از نسق روایات نبویہ معلوم میشود آنست کہ حق تعالیٰ با بندگان خود موافق آنچہ متعارف ایشان ست، و مرکوز اذہان ایشان در دنیا و آخرت معاملہ میفرماید - مثلاً در دنیا با آنکہ از مکان منزہ است برائے خود خانہ قرار دادہ تا بندگان او را ببینند، و حق تعظیم صاحب خانہ بجا آرند، و بدون دیدن آن خانۂ معظمہ ممکن نبود کہ تعظیم باطنی ایشان بر ظاہر ایشان ظہور کند - و دران خانہ سنگ سیاہ را بجائے دست راست خود قرار داد - زیراکہ عادت آدمیان ہمیں است کہ در اول ملاقات با رؤسائے خود دست بوس و مصافحہ می نمایند - و برائے محافظت و نوشتن اعمال بندگان فرشتہا را واقعہ نگار و خفیہ نویس ساخت حالانکہ او تعالیٰ نہ محتاج این نوشتن ست - زیراکہ علم او محیط است، و نہ خوف نسیان دارد - و علی ہذا القیاس در جمیع امور شرعیہ، اگر بنظر تعمق بجا آوردہ شود تشبیہ معقول بمحسوس مرعی و معتبر ست، ہمچنیں در آخرت موافق مرکوز اذہان بنی آدم با ایشان معاملہ خواہد شد - و شان پادشاہان ہمیں ست کہ چون بر سر عدالت و انتقام می آیند - اول پردہا و حجابہا را دور میکنند و رعایا را بآواز نقارہ و توپ و چار آگاہ می کنند، و می خوانند - باز خود بر تخت نشستہ دربار می فرمایند - و متصدیان ہر دفتر حاضر میشوند و فوج و حشم و پیادہ ہا گرداگرد صف زدہ می ایستند (باقی بر ص ۴۴)

وثانی ملکے است کہ رفیق ملک ثانی ست' واو راست علم حقائق اعمال وکیفیت تطوّرِ آنہا بگونا گون تمثلات در مرأة مثال راسخ' وشرح جہات اعمال از طاعات ومعاصی کہ ہر یکے حقیقت شرعیہ است علیحدہ' وموازین سعادت وشقاوت' واجزیہ احوال واقوال واعمال' وصور معتقدات وملکات۔

وثالث رفیق ملک ثالث ست واو راست علم حوائج ناس ومعاملات وحقوق العباد' وفصل خصومات ووجوہ مقاصد کفارات وسیئات ومحو واثبات الوان قلوب باہمدیگر' وتخصیص درجات اہل تفاضل از ناجین' وہالکین' وضوابط مصالح' ومقاصد واعذار۔

ورابع ملکے ست کہ رفیق ملک رابع ست' واو راست علم ثمرات احوال ومشاہدات' ومراتب اہل رؤیۃ حق تعالیٰ' وربط احوال باسمائے الٰہیۃ کہ مبادی آنست' وقدر ظہور ہر اسم در شبح خود قوۃً وضعفاً۔ وتحدید منازل از ارتفاع حجب' وانکشاف ذات' واخلاص عالمین' وتخلق وتحقق باللہ' ومایلائم ذالک' این ست آنچہ نور توفیق در حالت اعیۂ بآں راہ نمودہ۔ ووجدان ایمائی کند کہ کیفیت حمل این جماعت چناں باشد کہ قائمہ کہ

(بقیہ حاشیہ ص۴۲) تا در داروگیر وقت حکم حاضر باشند وخلعت خانہ' وعقوبت خانہ ہر دو گرم میشوند' ہمیں صورت مہیبہ را بتقریرات رنگارنگ در آیات قرآنی واخبار نبوی شرح وبسط فرمودہ اند' پس مراد از عرش در ینجا نہ آں عرش عظیم ست کہ محیط جمیع اجسام ست وآں را آن روز انتقال از مکان تو فہمیدہ شود۔ بلکہ عرشے دیگرست کہ تجلی عدالت الٰہی بر آں جسم عظیم القدر نورانی مستوی شدہ در عرصات ظہور خواہد فرمود۔ چنانچہ در آیت دیگر در سورۃ زمر مذکور ست۔ کہ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ تا آنکہ فرمودہ اند وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ لیکن درینجا باید دانست کہ این تشبیہ معقول بمحسوس کہ در شرائع وارد ست نہ محض تصویر وتخییل ست کہ برائے ترغیب وترہیب عوام بکار بردہ باشند بے آنکہ حقیقتے داشتہ باشد۔ چنانچہ معتزلہ وفلسفی مزاجان می فہمند' وبراں می نازند بلکہ این تشبیہ خفیف ست بے مجاز۔ زیراکہ ذات او تعالیٰ راصفت ظہور وتجلی' ودنو' وتدلی ثابت است۔ باوجود آنکہ در مرتبۂ تنزیہ اعلیٰ متمکن باشد۔ میتواند کہ بہر رنگ خود را جلوہ دہد وظہور فرماید۔ چنانچہ در قصہ آتش طور ودر قصہ لَن تَرَانِي مصرح وواشگاف فرمودہ اند۔ پس درین مقامات کہ مرجع ومآب بندگان ست۔ ہم در دنیا وہم در آخرت ذات او تعالیٰ متجلی ست واحکام او تعالیٰ جاری ست ونافذ۔ وفرق در عقیدۂ اہل شرع وفلسفیہ باثبات تجلیات ست وبس' بلکہ اگر تامل وافی بکار بردہ شود ودر اخبار شرعیہ امعان نظر کردہ آید عقیدہ تشبیہ وتنزیہ ہر دو انطباق پیدا می کنند۔ تشبیہ در تجلیات وظہورات است۔ وتنزیہ در حقیقت وذات" ۔ ۱۲ (سواتی)

مواجہہ خلق یدان است مقام ملک رابع است۔ وجانب یمین آں مقام ملک ثانی است وجانب یسار مقام ملک ثالث وجانب خلف مقام اول۔

اما مخفی نباشد کہ ایں جملہ ملائم باعتبار اندراج درضمن ھبہ وجدانیہ رحمانی مستوی وتعاکس انوار یکے در دیگرے۔ واقتضاءِ نشأۃ سابقہ مجردہ دربسیارے ازمعرفت اسمائے الٰہی واحوال قدسی وصرف ہمت در استنتاج غایاتِ متشارک، ومتعاون اند مضمون اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ[1] الخ ومجاذبہ درتسبیح سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ وَسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَلٰی عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ۔ ازیں مقام است۔ واللہ اعلم بالصواب

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّبَاطِنًا وَّظَاهِرًا۔ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی خَازِنِ سِرِّهٖ وَحَامِلِ لِوَائِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْوَارِثِيْنَ۔

[1] سورۃ مؤمن آیت ۷

شرح رُباعیات

دائم دلِ من پیشِ تو حاضر باشد
چشم برخِ خوبِ تو ناظر باشد
در مذہب ما شرک جلی ست و صریح
گر سوئے دگر خطرۂ خاطر باشد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباعی

یارم بدل چو جا گرد شد سحر و غم فراموش
از دست خود نمایم با دستِ خویش آغوش
ذوقِ وصالِ جانان دریافت کردم از خود
اے منکر این حکایت در گوش گیر و خاموش

(شرح) تواند بود کہ ہر جوہر روح ہوئی کہ در سویدائے قلب متمکن و منبعث است و از آن جا در جمیع اطراف جسد ساری گشتہ، حامل جمیع قوائے حس و حرکت، و حافظ حیاتِ بدن، و اعتدال مزاج میشود نور خاص ربّانی، و تجلی باہر سبحانی، خواہ در کسوت صورت جوہریہ کہ شبیہ بنار شجرۂ حضرت کلیم علیہ السلام باشد۔

و خواہ در کسوت بنیۂ عرضیۃ، کہ بذاتِ اقدس نسبتِ صورت علمیہ معلوم، در صورتِ مرئیہ در مرآۃ برائے وارد متحقق، و راسخ گردد۔

چنانکہ صورتِ خیالی در حس مشترک نزول نمودہ، محسوس میگردد۔ و صورت استحسانی بر قلب ترشح کردہ عزم و ارادہ می شود۔

ہمچناں ایں صورتِ علمیہ با حال الٰہی کہ بہرہ ضعیف، و قلیل از وجودِ اصلی خارجی داشت۔ بسبب دوامِ ملازمت و شدت استغراق، و جمع ہمت، با قطع سائر دواعی، بمدرکات، در ارواح مضغۂ صنوبری، وجودے بغایت قوی پیدا نماید۔

و از حقیقت حکایت معلوم محجوب از خواص جواہر و ارضیہ کسوت تیرہ بر خود گیرد۔

دریں اثناء سرّ کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ ای فی قلب المؤمن محمد ﷺ آشکارا شود۔[1]

[1] قال الشاہ ولی اللّٰہ رح فی التفہیمات الالٰہیہ ثم ان فی النفس ترتیباً۔ فاول ما تعین فیہا صورت الذات الالٰہیہ التی ہی مبدأ المبادی وتلک الصورۃ ہی النور الاسفیدی القاہر علی جمیع من سواہ۔ وہی المشار الیہا فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کان فی عماء ما فوقہ ہوا وما تحتہ ہوا۔ لما سئل فقیل لہ این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ۔ وہی المشار الیہا فی قولہ تبارک وتعالیٰ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ الآیۃ فقولہ مثل نورہ معناہ مثل نورہ فی قلب المؤمن کما قرأ ابن عباس رض۔ والمراد بذالک النور المجرد البحت وہذہ الصورۃ الالٰہیہ قدیم دائم، غیر حادث، ولا منقطع الوجود۔ وہو فرد واحد یجب الایمان بہ۔ (ج ۱ ص ۲۰)

وقال فی السطعات "این آیت اگرچہ فہمی تامل کنندگان مانع فہم امر نشود، صریح است در بیان طلسم الٰہی، ہمان ذات مجردہ مقدسہ نور السموات والارض است، لیکن بواسطہ طلسم الٰہی، بقرینہ مثل مذکور، چنانچہ نفس ناطقہ ما می بیند بواسطہ قوتے کہ در جلیدیہ و مجمع النور مکنون است، و می شنود بواسطہ قوتے کہ در عصب صماخ مفروش است، و بطش می کند بواسطہ قوتے کہ در ید مبثوث است، و راہ می رود بواسطہ قوتے کہ در رجل موضوع، صفت نور خدا تعالیٰ در سموات و ارض، مانند صفت مشکوۃ است الخ این جا تقدیمے و تاخیرے بعمل آمدہ، و آن مقتضائے لغت فصیح عرب است۔ چنانچہ در تفسیر اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰہُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰہُمَا الْاُخْرٰی۔ دانستہ باشی، و سبب تقدیم و تاخیر آن ست کہ سوق کلام این جا برائے بیان سرایت نور اللہ است، در سموات و ارض، مثل انتشار نور مصباح در مشکوٰۃ، و سائر کلام اتمام مبحث است، اصل مقصود آن ست، کہ صفت نور خدائے تعالیٰ مانند مصباح ست کہ کائن ست در قندیل، و آن قندیل کائن است در مشکوٰۃ، آن مصباح افروختہ می شود از زیت ماخوذ از درخت زیتونیکہ شرقیہ و غربیہ نیست، بلکہ در وسط درختان واقع است و ضوء شمس صبح و شام او را معتدل ساختہ، نزدیک است کہ در قندیل افروختہ می شود، بسبب زیت، چنانکہ در فتیلۂ چراغ آتش قائم است بزیت، کہ زیت مطیۂ اوست۔ ہمچنان صورت الٰہیہ قائم بحجرے از عالم کہ در حاق وسط واقع است، آن مثال بمنزلہ زیتونہ معتدلہ است، نہ شرقیہ و نہ غربیہ، یعنی مجرد است کہ فیض مبدأ اولاً قبول کند، و نہ از جسمانیات است کہ مطرح فیض مبدأ اخراً باشد، بلکہ واسط است بین ہذا و ذالک، و آن جز مناسبتے تمام دارد بمجرد محض، و بسبب آن مناسبت مطیۂ او شدہ، و مرآۃ او گشتہ، و اجزاء شخص اکبر ہیچ جز قابلیت مرآۃ شدن نداشت الا ہمیں جزء، پس گویا مجرد محض است، و نور صرف، چون تجلی الٰہی بروے مستولی باشد، نور علیٰ نور گشت، آن فتیلۂ روشن در زجاجہ است بغایت درخشان، ہمچنان آن تجلی الٰہی در حظیرۃ القدس است، ہمہ برنگ تجلی برآمدہ من وجہ دون وجہ گویا عین او شدہ، و آن زجاجہ در مشکوٰۃ است، یعنی طاقے کہ موضع نہادن قندیل است اضواء منتشرہ در قندیل، تمام طاق را در گرفتہ، و بہمہ نواحی آن رسیدہ، و ہمہ را بنور خود منور گردانیدہ، ہمچنان از حظیرۃ القدس اشعہ رواں شدہ بجانب جمیع عالم کون بواسطہ ملائکہ ملأ اعلیٰ و ملأ سافل، و ہمہ را پُر ساختہ" (باقی بر صفحہ ۴۹)

و دریں حال نحوے از علم کہ جامع طریقِ حضور وحصول باشد حاصل گردد۔ ووقتِ لمعان وشعشعان آن بتمام اجزائے روح را فرو گیرد۔ ومشارالیہٗ سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہٖ گردد۔ و روح ہمہ اش مثل شعلۂ نورانی الٰہی گردد۔

این معنی را حصول علم، وظہور تصرفات بمحض ہمت، بے مباشرتِ اسباب، ومعرفت، ہبہ وجدانیہ بجناب الٰہی جل شانہٗ بر وضعے کہ مصداق سائر صفاتِ کمالیہ باشد۔ ورنگین ساختن طالبان بصبغۃ اللہ در طرفۃ العین، وسریان دوائے این نفس جزئیہ در حظیرۃ القدس، وترشح دواعی آن موطن دریں نفس از راہ ہمین اتصال ومحاذات معنوی۔ وتداخل صفات، بمعنی انتساب والادات این نفس بجناب والا۔ مثل قال اللہ تعالیٰ علیٰ لسانہ وسمع باذنہ۔ وبالعکس لازم خواہد بود۔

وحالتے طرفہ جامع جہت اتصال جسمانی، ومشاہدہ روحانی، میسر خواہد گردید۔

بالجملہ تحقق باللہ بدیں وجہ حالتے است عجیب، نمونہ طلسم الٰہی کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى[۱] شرح آنست، چہ عرش وسائر افلاک، نیز اجرام نسمیہ اند کہ ہمہ آن علم، والادہ است، وبسبب شیوع وقوت واحاطہ آن تجلی کلی باین نمونہ قدسی۔ اضعاف مضاعف از نسبت مضغۂ قلب بالمحیط افلاک

(بقیۃ حاشیہ صفحہ ۴۸) وزیر قہرِ فرمانِ خود آوردہ، وظلمت ہمہ را زدودہ، وبخیر حقیقی متنبہ گردانیدہ، باین سبب شخص اکبر را مشابہت بخیر محض بتمام گشت۔ (صفحہ ۲۵)

وحضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح میفرمایدؒ کہ سبب روشنی مصباح است، کنایہ از مرتبہ ذات ست، کہ شرقی و غربی بودن ازان منتفی ست، وَيَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ کنایہ از مرتبہ شیون واعتبارات ست کہ در مرتبہ ذات مندمج ست، ومصباح کنایہ از مرتبہ صفات است کہ زائد بر ذات اند، وبیشتر مصدر ظہور آثار گشتہ، وزجاجہ کنایہ از مرتبہ ظلال ست، ومشکوٰۃ کنایہ از عالم امکان ست، حاصل آنکہ نور شجرہ مبارکہ ذات بتوسط اضاءت ذاتیہ، شیونات مصباح صفات را اضاءت بخشیدہ، وبتوسط مصباح صفات زجاجہ ظلال را درخشان کانہا کوکب دری ساختہ، وبتوسط زجاجہ ظلالی ظلمت عالم امکان، وظلمت کفر از مشکوٰۃ قلوب وصدور المؤمنین، وظلمت غفلت، وشرک خفی از مشکوٰۃ قلوب العارفین، برطرف ساختہ، نور علی نور، بمنصۂ ظہور آمدہ قولہ یہدی اللہ لنورہ من یشاء عبارت است از ہدایت کردن عارف بمراتب نور، وبمعرفت سریان نور ذات درجمیع شیون وصفات وظلال وممکنات وایراد اسم ذات در قولہ تعالیٰ اللہ نور السمٰوات والارض، دلیل واضح است، برآنکہ ذات است کہ مابہ الموجودیۃ ہمہ اشیاء است لاغیر" (مکتوبات قاضی ثناء اللہؒ) ۱۲ سواتی

[۱] سورۃ طٰہٰ آیت ۵

وعرش فزون تراست۔

وہمچنیں نسبت محل آن تجلی با محل این، و قوائے ہر دو، واین حالت سرحد ابتدائے کمال است که ترانهٔ دریافت، ونوائے وصال از آن جا توان زد، وههنا اسرار لا یتأتی ذکرها۔ واللّٰه تعالیٰ اعلم

رباعی

دریادِ تو حالتے عجب داشته ام

در عشق تو تخم نادرے کاشته ام

نه خود توام ونه جز تو چیزے دگرم

حیرت زده ام چه وهم پنداشته ام

(شرح) حاصلش آنکه وجود مطلق حقیقی را ذاتے مستقل مجرد از قیود و مغائر مقید است ہم بحسب ذات، وہم بحسب ظرفِ حصول، ثابت است که ذوات مقیدات را دران موطن وقوعے، وبآن ذات اتحاد متصور نیست۔

ودران بارگاہِ جلال ازین گناسانِ خسیس نامے ونشانے نه۔

کان اللّٰه ولم یکن معه شئ وهو الآن علی ما علیه کان[1]۔

ومقید را بجز ذات موہوم که کُنهِ آن، ذات مطلق است، مع القیود العدمیة فی مواطنها الظلیة، بجوہرے وذاتے نه۔

پس مطلق را ہم بحسب ذات، غیریت ثابت است۔ وہم در مراتب ظہور اتحاد حاصل۔

ومقید را امرے۔ وبحسبِ آن حکم بمغایرت، واستقلال از مطلق توان کرد۔ ورنه فلیس فی دار الوجود غیره۔

ومدار ومنشاء آن، دخول قیود عدمیه است۔ من حیث انها عدمیة در ذاتِ مقید۔

واعتلائے ذاتِ مطلق از تقیید ثبوت۔ وانتفائے آن قیود۔ من حیث الاطلاق الحقیقی۔

---

[1] اشارة الی الحدیث الصحیح المخرج فی صحیح البخاری والمسلم بالفاظ کثیرة منها ــــ قال کان اللّٰه ولم یکن شئ قبله، وفی روایة غیره وفی روایة معه وکان عرشه علی الماء (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۳۲ طبع مصر) ۱۲ سواتی

تحقق بحقیقت این معنی کمال یاد داشت است ۔

و موجب حصول آن تکون لفظ محبت ذاتیہ است ۔ در ظہور آثار آن کنہ جناب ۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(حواشی شرح چغمینی) قولہ اذا خلیت وطبائعھا الخ

قال الفاضل الاوحدی عبد العلی البرجندی رح فی تعلیقۃ علی ہذا الشرح ۔ ان ہذا القید للعناصر فقط ولو ذکر تحتھا لکان انسب انتہیٰ ۔

(اقول) وجہہ ان الاحتیاج الی التخلیہ مع الطبع انما یکون فیما یمکن فیہ تاثیر القاسر، ومن العلوم المثبت فی موضعہ، ان لا قاسر فی الفلکیات فلا حاجۃ فیہا الی تخلیتھا مع طبائعھا ۔ فلا تعلق لہذا القید بالاجرام الاثیریۃ

فان قیل کیف یصح نفی القسر عن الاجرام الاثیریۃ وبقاءہا،

غیر سوثر فیما یؤثر لاجلہ ؟ [1]

فاذا حصلت الحیاۃ فی الشخص ۔ ویسمی دنیا ۔ فلہ ثلاث مراتب ۔ فی کمال الصحۃ ثم القوۃ ثم المرتبۃ ۔

فالصحۃ ہو التقویٰ ۔ والقوۃ المجاہدۃ ۔ والصبر، والرتبۃ ہو الاحسان ۔

والصحۃ یضادہا امران ۔ امراض الظاہر کالعمی ۔ والجذع ۔ والشل ۔ وامراض الباطن، کالعمی ۔ والفالج ۔ والاستسقاء ۔

وکذالک التقویٰ لہ ضدان ۔ الفسق ۔ والنفاق ۔

وفقنا اللہ لحقیقۃ التقویٰ والمجاہدۃ والاحسان ۔ وعصمنا عن النفاق والفسق والعصیان ۔

بحرمۃ نبی الرحمۃ والہدایۃ والامان ۔ اللہ وہاب ولی، رحیم و رحمٰن ۔

(در شعبان المعظم ۱۳۲۰ھ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تالیف شد)

---

[1] غالباً یہاں سے عبارت چھوٹ گئی ہے ۔ اس لئے میں نے سوالیہ نشان لگا دیا ہے ۔ (سواتی)

بقایا ص۱۶

این چہل کاف است

از تصنیف حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ

کہ شیخ عبد الحق دہلوی آنرا ترجمہ نمودہ است رحمہما اللہ تعالیٰ

کَفَاکَ رَبُّکَ کَمْ یَکْفِیْکَ وَاکِفَۃً

بس ست ترا پروردگار تو بساست کہ بسندہ کند ترا از روئے حادثہ

کِفْکَافُہَا کَکَمِیْنٍ کَانَ مِنْ کَلَکَا

کہ پوشیدن وے مانند کمین ست کہ باشد از صیاد

تَکُرُّ کَرًّا کَکَرِّ الْکَرِّ فِیْ کَبَدٍ

می پیچد پیچیدنی مانند پیچیدنی ریسمان در جگر

تَجَلّٰی مُشَکْشَکَۃً کَلُکْلُکٍ لَکَکَا

بر میکشد کارد تیز را مانند شیر کہ از قفا پنجہ زند

کَفَاکَ مَالِیْ کَفَاکَ الْکَافُ کُرْبَتُہٗ

بس ست ترا آنچہ نزد من ست بس ست مر ترا بازدارندہ اندوہ جگر را

یَاکَوْکَبًا کَانَ تَحْکِیْ کَوْکَبَ الْفَلَکَا

ای ستارۂ دل من کہ ہستی و مشابہت داری ستارۂ آسمان در روشنی

(غنیۃ الطالبین مطبوعہ ۱۳۰۰ھ)

---

[۱] منصوب است بنزع الخافض یعنی الحادثہ - [۲] الالف للاشباع والمجرور منصوب للالف وکذا کوکب الفلکا ۱۲ - [۳] الکاف بمعنی الکف بمعنی بازداشتن - ۱۲ - ن تحکی مشابہت دارد آن حادثہ -

بیعت

"ہیہات ہیہات امروز از بدروز ماست کہ جہاں از پیری و مریدی پُر شد و ہیچ خبر از مسلمانی نیست۔" (شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ)

"امروز از بدروز ماست، پیروی و مریدی از کجا ایں ہمہ جز بت پرستی و خود پرستی نیست والعیاذ باللہ امروز درویشی بلقمہ فروشی ست۔ ما و براں را خدا تعالیٰ ازیں درویشی و دین فروشی توبہ دہد۔ اول بارے مسلمان درست کنیم و بعدہ درویشی۔"
(مکتوبات شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ)

(۱) إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (سورۃ فتح)

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورہ توبہ)

(۳) فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (سورۃ یوسف)

(۴) فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا (سورۃ کہف)

تا نیفتد بر تو مردے را نظر — از وجود خویش کے یابی خبر
اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست (رومیؒ)

(سوانی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد الحمد والصلوٰۃ می گوید بندۂ مسکین محمد رفیع الدین، بیعت کہ پیش صوفیہ معتبر و مقبول است۔ چہار قسم یافتہ می شود۔ و ہر قسم را شروط علیحدہ است، و ثمرات دیگر، بیعت وسیلت، و بیعت شریعت، و بیعت طریقت، و بیعت حقیقت، و سوائے این آنچہ برائے تحصیل مال و جاہ، یا برائے تحصیل حاجات دنیوی از مرشد باشد فی الحقیقت اعتبارے ندارد۔ بمضمون مَنْ[1] کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ۔

امّا بیعت وسیلت ۔ پس حقیقتش آنکہ رب العزت را جل شانہٗ با ہر یکے از ائمہ طرق بشارتہا و وعدہ ہائے برّ و احسان است۔

مردماں ناقص محبت یکے ازیں اصحاب طرق حاصل کردہ، و مناقب و فضائل ایشاں دریافت می خواہند، کہ استحقاق آن بشارات حاصل نمایند۔ چوں ایں معنی اندراج در زمرۂ ایشاں داخل سازد و ایں دخول را آن بزرگان قبول فرمایند۔

چوں ایں بزرگاں از نظر عوام مخفی اند۔ ناچار وکلائے ایشاں کہ در حق آنہا کلامِ مفید وکالت مانند یَدُہٗ کَیَدِیْ۔ و قَوْلُہٗ کَقَوْلِیْ فرمودہ باشند۔

چنانچہ حق جلّ شانہ در حق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔

اِنَّ الَّذِيْنَ[2] يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ گفتہ باشد، تا عقد قبول ایشاں منسوب بموکلانِ ایشان شود۔

---

[1] اخرجہ البخاری و مسلم وغیرہما من حدیث امیر المومنین عمر بن خطاب رضی ۔ سواتی

[2] سورۃ الفتح آیت ۱۰

پس بنا بریں، بیعت بر صدقِ محبت طالب و بر صحت سلسلہ شیخ باشد[1]

و شرط آں قیام بتعظیم، و یادگاری ایشاں، و مزاولت چیزے از اوراد و اشغال ایشاں

است۔ یا نوعے از مناسبت بایشاں متحقق گردد۔

پس ثمرۂ آں اتصال بآں بزرگاں است در قبر و حشر، و امداد[2] ایشاں ایں طالب را

وقتاً بعد وقت۔

واما بیعت[3] شریعت — پس حقیقتش آں کہ مردِ عامی کہ عمر را در غفلت و معصیت گذاردہ،

ہرگاہ بر ایں خیال متنبہ می شود۔ و ندامت می کشد۔ و رجوع بر آں تقویٰ و طاعت می خواہد۔

حصول ایں معنی بدون تحکیم عالمِ متقی، بر ظاہر و باطن خود در عادت منتظم[3] نمی تواند شد۔ چہ دیدن

---

[1] حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ "مرید شدن از آں کس درست است کہ دراں پنج شرط متحقق باشد۔

شرط اوّل۔ علم کتاب و سنت رسول داشتہ باشد خواہ خواندہ باشد خواہ از عالم یاد داشتہ باشد۔

شرط دوم — آنکہ موصوف بعدالت، و تقویٰ باشد۔ و اجتناب از کبائر و عدم اصرار بر صغائر نماید۔

شرط سیوم۔ آنکہ بے رغبت از دنیا، و راغب در آخرت باشد۔ و بر طاعات موکدہ، و اذکار منقولہ کہ در احادیث صحیحہ آمدہ اند، مداومت نماید۔

شرط چہارم — آنکہ امر بالمعروف و نہی از منکر کردہ باشد۔

شرط پنجم — آنکہ از مشائخ ایں امر گرفتہ باشد۔ و صحبتِ معتد بہا ایشان نمودہ باشد۔

پس ہرگاہ ایں شروط در شخصے متحقق شوند، مرید شدن ازاں درست است۔ چنانچہ در قول جمیل فی بیان سواء السبیل تفصیل ایں شروط مذکور است۔ ۱۲۔ (فتاویٰ عزیزی جلد دوم)

[2] مراد از امداد امداد ظاہری و ما تحت الاسباب است کہ پیر کامل در راہ سلوک و طریقت بمطابق سنّت سردار رسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام برائے مریدے کند نہ آنکہ ما فوق الاسباب امداد و اعانت مراد است زیراکہ ایں مختص بباری تعالےٰ وحدہ لاشریک لہ است و باوے ہیچکس باہیچ نوعے شرکت نہ دارد۔ سُبحَانَہٗ وَتَعَالیٰ عَمَّا یُشْرِکُونَ

چنانچہ حضرت مصنف خود در فتاوی در وصف مشرکین میفرماید "و در تصرف در کائنات جزئیہ مانند کشادہ کردن در رزق و دادن اولاد و دفع امراض و تسخیر ارواح و مانند آں بکار می آرند ایں خود شرک صریح است۔ و دریں مقام عذرے نیست (بلفظہٖ فتاویٰ شاہ رفیع الدین صاحبؒ) ۱۲۔ سواتی

[3] حضرت شاہ ولی اللہؒ القول الجمیل میں بسلسلہ شرائط مرشد فرماتے ہیں "والشرط الخامس ان یکون صحب المشائخ وتادب بہم دھراً طویلاً۔ واخذ منہم النور الباطن والسکینۃ۔ وھذا لان سنۃ اللہ جرت بان الرجل لا یفلح الا اذا رای المفلحین کما ان الرجل لا یتعلم الا بصحبۃ العلماء۔ وعلی ہذا القیاس غیر ذالک من الصناعات۔ ۱۲۔ سواتی

کتاب ہائے شریعت مانند مراجعت کتب طب است، بیمار را بدون حصول ملکہ طب و معالجہ باین قدر اصلاح مزاج و دفع مرض دشوار است، وہمچنیں بقول ہر عالمے عمل کردن موجب تجربہ است کہ ہر یکے صحیح الفکر والحواس نمی باشد۔

پس بنابریں ضرورت مردے راکہ باوجود علم وتقویٰ دو صفت داشتہ باشد۔

یکے عدم مساہلت و مداہنت[ل] درمقام امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

دوم شناختن آنچہ بحال طالب افضل واسہل است۔

ل حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ مداہنت کی تفسیر میں فرماتے ہیں " کہ مرد حقانی را اصلاً بگفتۂ مخالفان بروا نباید کرد، ورضاجوئی آنہا را منظور نباید داشت کہ آخر ایں مقصد منجر بستی در دین میشود۔ آرے مدارات وحسن خلق باہمہ کس محمود است لیکن بے آنکہ در وضع و آئین خود فتورے واقع شود۔ و در دین خود مساہلتے بپیدا آید۔ وایں مقامے است بسیار مشکل در امتیاز و معرفت اکثر مردم، دریں مقام لغزش خوردہ اند بارہ در تحسین خلق واستمالت قلوب وارضائے خواطر آنقدر کوشیدند کہ در امور دینی مداہنت صریح کردن گرفتند، و برخے از راہ تعصب وحمیّت دین آن قدر دور رفتند کہ درشت گوئی وبدخلقی را عین عبادت فہمیدند، ومعرفت جادۂ مستقیمہ موقوف بر فرق مدارات ومداہنت است۔ مدارات درگذشت از حقوق خود است مثل تعظیم واکرام واحسان بدست وزبان عیب پوشی وخیر خواہی۔ ومداہنت، مساہلت در ایفائے حقوق دین ست از امر بالمعروف ونہی عن المنکر، واقامت حدود، وبیان حق۔ و بہر حال موافقت با منکران گو بظاہر باشد، در ہدایت عامہ کلیۃً خلل می اندازد، و در استحقاق اجر غیر ممنون قدح می کند چنانچہ در حدیث شریف وارد ست کہ۔ اذا لقیت الفاجر فالقہ بوجہ خشن۔ و در حقائق التنزیل مذکور ست۔ کہ سہل بن عبداللہ تستریؒ فرمودہ اند کہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یانس الی المبتدع و یجانسہ ولا یؤاکلہ ولا یشاربہ ویظھر لہ من نفسہ العداوۃ ومن داھن مبتدع سلبہ اللہ تعالیٰ حلاوۃ الایمان، ومن تحبب الی المبتدع نزع نور الایمان من قلبہ۔ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیاں انس نگیرد۔ وہم مجلس، وہم کاسہ، وہم نوالہ نشود، وہر کہ با بدعتیان دوستی بپیدا کند نور ایمان وحلاوۃ آن از وے برگیرند، وبالخصوص از جملۂ منکران کسے کہ رذیل النفس و بد اخلاق باشد باو موافقت کردن گو بحسب ظاہر بود، موجب نقصان کمال حسن اخلاق ست، پس کسے راکہ حق تعالیٰ بر اخلاقِ نیک ثابت دارد، او را از موافقت آنہا احتراز ضرور ست، تا بسبب کثرت مزاولت و مصاحبت آن رذیل النفس در اخلاق ایں کس قصور نیفتد۔ (تفسیر عزیزی) ۱۲ ستواتی

پس این کس را اختیار کنند و زمام امور خود را بدست او سپارد' ومتابعت او بر خود لازم گیرد تا بمراد خود رسد وثمرهٔ این رسیدن است به نجات کلی در عقبیٰ و دخول او در جناب اعلیٰ وتحصیل رضائے مولیٰ - کما قال تعالےٰ۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط [1]

وشرط آن راضی داشتن شیخ است، تا بر خاطر او غبار ملال نه نشیند وبنهان نه داشتن احوال از شیخ ظاهر است. که این معنی دراں شیخ متحقق خواهد بود که او بر دست شیوخ تربیت یافته باشد وبفیض محبت ایشاں از مرکائد نفس آگاه گشته[2]، پس او را نیز سلسله می باید۔

واما بیعت طریقت[3] - پس حقیقتش آنکه مرد خوش همت هرگاه فضائل ومناقب اولیاء، وتصرفات عجیبۂ ایشاں مثل حصول مراد مرذم' وقوت همت وتصرف بر دلہا' وکشف احوال موتیٰ، و

---

[1] سورۃ البیّنہ آیت ۸

[2] حضرت مولانا عبد الرحمن جامیؒ اپنی کتاب نفحات الانس میں لکھتے ہیں - کہ حضرت ابو ہاشم صوفیؒ (جو کہ حضرت امام سفیان ثوریؒ کے معاصر تھے) فرماتے ہیں کہ "سفیان ثوریؒ گوید لولا ابوهاشم الصوفی ما عرفت دقائق الریا" اور نیز مولانا جامیؒ فرماتے ہیں - ابوہاشم گفتہ لقلع الجبال بالابرۃ أیسر من اخراج الکبر من القلوب بسوزن کوہ کندن آسان تر از بیرون کردن کبر ومنی از دلہا۔

اور حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ اپنی مشہور کتاب تذکرۃ الاولیاء میں حضرت بشر حافیؒ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں ۔ نقل است کہ احمد بن حنبلؒ بسیار پیش او رفتے' و در حق او ارادت بسیار داشت. شاگردانش می گفتند تو عالمی در احادیث وفقہ' واجتہاد' و در انواع علوم نظیر نداری. ہر ساعت پیش شوریدۂ (حافیؒ) می روی چہ لائق بود - (امام) احمدؒ گفت ارے ہمہ علوم کہ بر شمردی من بہ ازو دانم' اما خدائے را بہ از من داند پس پیش او رفتے وگفتے حَدِّثْنِي عَنْ رَبِّي مرا از خدائے من سخن گوئے۔

حضرت امام شافعیؒ حضرت شیبان الراعیؒ کے سامنے اس ادب واحترام کے ساتھ بیٹھتے تھے جیسے کہ مکتب میں کوئی بچہ استاد کے سامنے بیٹھتا ہے اور مختلف مسائل کے بارہ میں ان سے مشورہ کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ جیسا جلیل القدر امام' اور اس بدوی سے یوں مسائل پوچھے تعجب ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ان هذا وفق لما اغفلنا اور اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت یحییٰ بن معینؒ برابر حضرت معروف کرخیؒ کے پاس آتے جاتے تھے' حالانکہ علم ظاہر میں حضرت معروف ان کے پایہ کے نہ تھے۔ ولقد صدق من قال - (باقی بر ۵۹)

کشف مستقبلات حوادث، و ملاقات ارواح طیبہ، و مانند آن می شنود - و شوق تحصیل آن در دل او غالب می شود از قبیل متعارف است کہ ہم صنعتے بغیر مزاولت، و اخذ آن از ماہران آن فن، بکمال نمی رسد پس چیزے کہ مانند آن در دست ہیچ کس دیدہ نمی شود از فکر ناقص خود - چہ گونہ آن کمال را تحصیل توان کرد - پس کسے را کہ درین اشتغال و اعمال مہارت کلی داشتہ باشد، و خود مصدر این آثار باشد - و این امور مر او را اسہل الحصول باشد - استاذ خود ساختہ حق متابعت آنہا ادا نماید - و بمقصود خود رسد - و ثمرۂ آن مصفا ساختن وجہ روح است از کدورت جسمانی، و منور، و ممثل ساختن آن بانوار روحانی و اسماء ربانی، و مبداء فیض الٰہی گشتن برائے بندگان الٰہی، و حل مشکلات آنہا تا بطفیل آن در جناب الٰہی بحکم الخلق[۱] عیال اللہ فاحبہم الی اللہ انفعہم لعیالہ -

مستحق فضیلت محبوبیت مشرف گشتن - و با زمرۂ اولیاء، و صلحاء شریک فضائل شدن و مناسبت صفاتی بایشان پیدا کردن -

(بقیہ حاشیہ ص۵۸) علماء الظاہر زینۃ الارض والملک، وعلماء الباطن زینۃ السماء والملکوت۔ (اذکار غزالی) سواتی

۵۳ وقال المؤرخ ابن خلدون رح فی باب علم التصوف ـــ واما الکلام فی کرامات القوم واخبارہم بالمغیبات و تصرفہم فی الکائنات فامر صحیح غیر منکر وان مال بعض العلماء الی انکارہا فلیس ذالک من الحق اھ ص۴۷۲۔ وقال فی ص۴۷۴ وکذالک یدرکون کثیراً من الواقعات قبل وقوعہا ویتصرفون بہممہم وقوی نفوسہم فی الموجودات السفلیۃ اھ

وقال فی ص۴۱۱ ویسمون مایقع لہم من الغیب، والحدیث علی الخواطر فراسۃ وکشفا ومایقع لہم من التصرف کرامۃ و لیس شئی من ذالک بنکیر فی حقہم اھ

وازیں جا معلوم شد کہ ہرچہ بر دست اولیاء کرام رح تصرفات عجیبہ صادر میشوند آنہا را کرامت میگویند - و آن فعل حق تعالٰے است کہ بر دست ولی صادر شود چنانکہ معجزہ فعل حق تعالٰے است - و بر دست نبی و رسول صادر میشود و انکار معجزہ و کرامت از فعل ملحداں و زندیقاں است و ہمچنیں بر دلہائے اولیاء کرام رح علم بعض حوادثات مستقبلات و کشف احوال موتٰی وغیرہ طاری میشود آں کشف و الہام است و انکار او جہل است اما فرق درمیان علم کہ قطعی را گویند و کشف و الہام کہ ظنی اند لابدی است و ہمچنیں احوال کہ بر قلوب پاکاں ظاہر گردند اگرچہ بسیار باشند اما محدود اند با علم خالق کہ محیط و تفصیلی است چنیں نسبتے ندارند کہ نسبت ذرہ بے مقدار بکوہ عظیم و حدیث خضر علیہ السلام کہ در صحیحین وغیرہما است برو دلیل واضح است لہذا استدلال اہل بدعت از ہمچنیں عبارات مصداق کوہ کندن و کاہ برآوردن است - سواتی

[۱] صفحہ ہذا - رواہ البیہقی فی شعب الایمان - عن انس رض و عن عبد اللہ رض قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ (مشکوۃ ج۲ ص۴۲۵ باب الشفقۃ والرحمۃ) سواتی

واما بیعت حقیقت ـ پس حقیقتش آنکه مردانِ عالی ہمت را کہ حق تعالےٰ ایشان را برائے مشاہدۂ جمالِ خود، مرأة ساختہ، و برائے اجرائے مراداتِ خود آلہ جارحہ فرمودہ است، و از روزِ ازل کیشش محبتِ ذاتی در جوہرِ ارواحِ ایشاں نہادہ، بتقریبے از تقریباتِ آن سرِ مکنون از درون شورشش می زند، و تعلقات مکنونات را از ضمائرِ ایشان از ہم می پاشد، پس مشتاق دوامِ حضورِ بے مزاحمت آثارِ اکوان، و عاشق جمالِ حضرتِ ایزدی می شود، و بدون آن قرار نمی دارد، و فنائے وجود خود و بقا بوجود الٰہی از تہ دل می جوید۔ چوں طلبِ ایشان حقیقی است ۔ وجود الٰہی بافضال کمال در آفرینش ایشاں برائے ہمیں است ۔

اما جوہرِ نفس ہر یکے سوائے انبیائے کاملین ازان قبیل نیست کہ خود بخود بایں مقصدِ عالی تواند رسید۔ برائے تربیت ایشان و ایصال ایشان بایں مقصدِ اعلیٰ ۔ یکے را از کاملین بر سروقت ایشان می گمارند۔ تا باعانت او و در رہنمائی او حلِّ مشکلات و دفع ترددات و کشف شبہات کہ لازم بشریت است می نمودہ باشد ۔ و باندک تربیت فائدہ بے نہایت می یابد۔ و ہمچنیں کسانے را کہ ایں معنی در جوہرِ نفس اگرچہ مندرج است، لیکن بآن قوت نیست کہ اینہا را بکمالے می رساند۔ کہ از پرتوِ باطن او بہ طینتِ او بایں مراتب عالیہ مشرف شوند، شرط این فنائے وجود، و قطع تعلقات کونی، و حظوظ نفسانی، و بے تعلقی از مال، و جاہ، و علاقہ داران است، و ثمرۂ آن موجود بودن بنور تجلیاتِ الٰہی، و فنا گشتن حجب وجود ظلمانی است ۔ گویا حقیقت خلافت رب العزة برائے ایشاں، و حدیث کُنْتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ [1] بیانِ حال ایشان ۔ و حدیث اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا یَسْتُرُ الرَّبُّ عَنْھُمْ۔ صادق بر ایشان ۔ واللہ اعلم

۱ـ عن سعید بن جبیرؓ (مرسلاً) سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اولیاء اللہ؟ قال الّذین اذا رؤوا ذکر اللہ عز وجلّ۔ (کتاب الزھد لابن المبارک ج۹ ص۴۲)

۲ـ اسماء بنت یزیدؓ : مرفوعًا.... قال خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر اللہ۔ (ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۴۲۷)

۳ـ ابن کثیر ص۲۰۴ ج۲ بحوالہ مسند احمد من حدیث عبد الرحمٰن بن غنم مرفوعًا ـ
"خیار عباد اللہ الذین اذا رؤوا ذکر اللہ، و شرار عباد اللہ المشاؤن بالنمیمة المفرقون بین الاحبة الباغون برآء العنت ۔"

[1] رواہ البخاری ج۲ ص۔ عن ابی ھریرةؓ مرفوعًا وفیہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ الحدیث ـ ورواہ فی المشکوٰۃ ج۱ ص۱۹۷ (و راجع لمعناہ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ج۲ ص۳۲۵ و تفسیر عزیزی ص۱۲۷ سورۂ مزمل۔ و ابن کثیر و دل کا سرور دستوتی ص۱۹۵)

شرح چہل کاف

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةً
كِفْكَافُهَا كَكَمِينٍ كَانَ مِنْ كَكَكٍ
تَكِرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ فِي لُبَدٍ
تَحْكِي مُشَلْشِلَةً كَلْكَلُكِ لُكَكٍ
كَفَاكَ مَا بِي كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتَهُ
يَا كَوْكَبًا كَانَ يَحْكِي كَوْكَبَ الْفَلَكِ

بقایا ص۵۲ پر ملاحظہ فرمائیں

کتب الشیخ الفقیہ المحدث المحقق العلامہ ابوسعید محمد عبدالعزیز الخطیب السابق بمسجد الجامع فی غوجرانوالہ (المتوفی ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۰م)

بخطہ علی حاشیۃ ہذہ الرسالۃ - "صل علی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ثم استغفر اللہ - کل واحد منہما احد عشر مرۃ ثم اقرأ ہذہ الابیات احدی و اربعین مرۃ۔ ثم استغفر اللہ و صل علی رسولہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بمثل اول مرۃ وانفث علی المسحور سیشفیہ اللہ تعالیٰ برحمتہ۔ اجازنی الشیخ المرشد سلمہ اللہ"۔ (المراد من الشیخ المرشد حضرت العلامۃ والفہامہ محی التوحید والسنۃ قامع الشرک والبدعۃ المحدث الکامل رئیس المفسرین فی وقتہ المولانا حسین علی المتوفی ۱۳۶۳ھ - تلمیذ قطب الارشاد الفقیہ التام والمحدث ذی البصیرۃ واستاذ الاساتذہ والمجاہد الکبیر مولانا رشید احمد گنگوہی المتوفی ۱۳۲۳ھ)۔ ۱۲ سواتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد فیقول العبد المسکین محمد رفیع الدین الحقہ اللہ تعالیٰ بسلفہ الصالحین۔

ہذا شرح مختصر للابیات القافیۃ الکافیۃ، المنسوبۃ الی شیخ الثقلین، نور اہل الکونین، صفوۃ الاصفیاء، وسلطان الاولیاء، امامنا وسیدنا الغوث الاعظم، الشیخ ابی محمد محی الدین عبد القادر[1] جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن اسلافہ واخلافہ اجمعین۔

[1] حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے متعلق نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں۔ "شیخ الاسلام محی الدین" ابو محمد عبد القادر الحسنی والحسینی الجیلانیؒ از احفاد عبد اللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط است رضی اللہ عنہم در ۴۷۱ھ متولد شد۔ گیلان وطن اوست۔ سی سال فقہ وتدریس کرد۔ وفتویٰ داد چہل سال سخن بر مردم در ارشاد فرمود۔ نود سال زیست در ۵۶۱ھ از دنیا برفت، عالم قرآن وحدیث بود۔ وجمیع علوم را اصولاً وفروعاً مذہباً وخلافاً نیکو می دانست تا آنکہ گوئندہ گفت، فائق الکل فی الکل وصار مرجع الجمیع فی الجمیع۔ در قلوب خاص وعام قبول عظیم، وعظمت تمام یافت (تقصار الجیود ص۱۲۶)

آپ کا سلسلہ نسب گیارہ واسطوں سے حضرت حسنؓ سے جا ملتا ہے۔ بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں حصول علم کا شوق ڈال دیا تھا والد فوت ہو چکے تھے ایک بھائی آپ کے اور تھے۔ والدہ ماجدہ سے اجازت لیکر حصول علم کے لئے روانہ ہو گئے۔ والدہ نے چالیس دینار جو ان کو وراثت میں حاصل ہوئے تھے کپڑے میں بغل کے نیچے سی دیئے اور والدہ نے رخصت کرتے وقت فرمایا کہ ہمیشہ سچ اختیار کرنا۔ اتفاقاً راستہ میں ڈاکوؤں نے قافلہ کو آگھیرا اور لوٹ لیا۔ ان سے یکے بعد دیگرے تین ڈاکوؤں نے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے۔ انہوں سے صاف فرمایا کہ چالیس دینار ہیں۔ ان کو ڈاکو اپنے سردار کے پاس لے گئے اس نے بھی اسی طرح پوچھا۔ اور پھر دینار آپ کے کپڑوں سے نکال کر آپس میں بانٹ لئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے اس پر متعجب ہو کر ان سے پوچھا کہ آخر یہ اعتراف تم نے کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے والدہ نے عہد لیا تھا کہ سچ بولنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینی تھی۔ ڈاکوؤں کا سردار اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوا کہ رونے لگا۔ اور کہا کہ اتنا عرصہ ہو چکا ہے۔ کہ میں اپنے (باقی بر ص۴)

اخرجت معانی مفرداتہا علی حسب النسخۃ التی وصلت الی، بکتاب القاموس ۔ و اللّٰہ اسئال التوفیق۔

(بقیہ حاشیہ ص ۶۳) اپنے رب کا عہد توڑ تا رہا ہوں۔ اور آخر کار وہ اور باقی سب ڈاکو تائب ہو گئے۔ (نفحات الانس)

شیخ ؒ ۴۸۸ھ میں بغداد پہنچے۔ پہلے قرآن کی تعلیم اخذ کی۔ پھر فقہ، وحدیث اور علوم ادبیہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے اقران وامثال سے فوقیت لے گئے۔ ۵۲۱ھ میں آپ نے مجلس وعظ قائم کی اور خلق خدا کو ارشاد و ہدایت سے مستفید فرمایا۔ آپ کے حالات و مقامات بہت بلند رہیں۔

اخلاق۔ عادات اور کرامات: امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ "واما کراماتہ فخارجۃ عن الحصر۔ وقد اخبرنی من ادرکت من اعلام الائمۃ۔ ان کراماتہ تواترت او قربت من التواتر۔ ومعلوم بالاتفاق انہ لم یظہر ظہور کراماتہ لغیرہ من شیوخ الآفاق کراتہؒ"۔ (نفحات الانس مولانا جامیؒ)

وقال بعض المشائخ ؒ کان محی الدین عبد القادر الجیلانیؒ ظاہر الوضاءۃ، دائم البشر، کثیر البہاء، شدید الحیاء، رحب الجناب، سہل القیاد، کریم الاخلاق، طیب الاعراق، عطوفاً، رؤفاً، شفوقاً، یکرم الجلیس، ویبسط اذا راہ مہموماً۔ وما رأیت ابین لساناً ولا اظہر لفظاً منہ"۔ (مقدمہ غنیۃ الطالبین از مولانا محمد حیات سنبھلیؒ)

اول قرآن مجید را بار روایت و درایت بصنعت اتقان تجوید نمودہ۔ و از اعلام محدثین وعلماء متقین، استماع حدیث نمودہ۔ وتحصیل علوم وتکمیل آن فرمودہ، وبمرتبہ قطبیت کبریٰ و ولایت عظمیٰ رسیدہ۔ وجمیع طوائف از فقہا، علماء، طلباء، فقراء از اقطار ارض، و آفاق عالم، توجہ بجناب آوردند۔ ینابیع حکمت از محیط قلب او بر لسان جاری شدہ۔ وقلوب جمیع انام را مسخر سلطان ہیبت وقہرمان عظمت ساخت۔ (مقدمہ شرح فتوح الغیب از شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ)

حلیہ مبارکہ: نحیف البدن، ربع القامۃ، عریض الصدر، عریض اللحیۃ وطویلہا، اسمر اللون، مقرون الحاجبین، ذا صوت جہوری، وسمت بہی، وقدر علی، وعلم وفی"، رصین وصون وسمت وصمت۔ و در کلام آنحضرت نوعے از سرعت وجہر بود کہ سامع را رغبتے وہیبتے در دل می افزود۔ واز جملہ خوارق کلام او آن بود کہ شنیدن آن قریب وبعید یکسان بودہ۔ و بحسب قرب وبعد مکان ومجلس تفاوتے ظاہر نمی شد۔ وہر کرا نظر بر جمال باکمال او افتادے اگرچہ در قساوت متمکن بودے خشوع وخضوع دست دادے۔ وہرگاہ بمسجد جامع برآمدے۔ ہمہ دست بدعا آوردندے۔ وحاجات از درگاہ قاضی الحاجات خواستندے۔ (مقدمہ شرح فتوح الغیب)

غوث: قطب غوث وغیرہ اہل تصوف اور بزرگان دین کی کچھ اصطلاحات ہیں۔ ان میں سے بعض تو خود قرآن مجید میں بھی آچکی ہیں۔ مثلاً اخیار، ابرار، نقیب۔ اور بعض کا ذکر احادیث میں ہے۔ جیسا کہ رقباء، نجباء اور ابدال۔ (حدیث رقباء و نجباء۔ عن علیؓ انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لکل نبی سبعۃ نجباء ورقباء الخ رواہ الترمذی۔ اور دہ مولانا الشاہ رفیع الدین رحمہ اللّٰہ۔ فی فتاواہ۔ فی الجواب عن السوال الثالث عشر۔

وحدیث الابدال رواہ جماعۃ من الصحابۃؓ بالفاظ عدیدۃ فنہم علیؓ۔ عن شریح بن عبد اللّٰہ قال ذکر اہل الشام

باقی برص ۶۵

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةً

الجملة الاولیٰ اما دعائية او خبرية ذكرت تقوية لاجاء والتوكل وتوسلاً بالاعتياد بالنعم السابقة الى الاستحقاق للنعم اللاحقة من كتاب الكريم جل مجده -

وكم خبرية في محل النصب على المصدرية او الظرفية - والمضارع بعدها للاستقبال او الحال او للاستمرار -

والكفاية في لغة العرب يتعدیٰ الى المفعول الثاني بلا واسطة حرف الجر - والوكف رجكيدن فالواكفة كالنازلة، والواكفة كناية عما ينزل من سوء القضاء من المحن، والبلاء وهي مفعول ثان للمضارع - وحذف المفعول الثاني من الجملة الاولیٰ لقصد التعميم مع الاختصار -

(المعنیٰ) كفايت كرده است از ترا پروردگار تو، بسيار كفايت مى كند ترا از مصيبتها -

---

(بقیہ حاشیہ ص۶۴) عند علیؓ قيل العنهم يا امير المؤمنين قال لا - انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الابدال يكونون بالشام وهم اربعون رجلاً كلما مات رجل ابدل الله مكانه رجلاً يسقى بهم الغيث وينصر بهم على الاعداء، ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب، - رواه احمد مشكوٰة ج۲ ص۵۸۲

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ج۱۰ ص۶۲ رواه احمد ورجاله رجال الصحيح غير شريح بن عبيد وهو ثقة اھ ومنهم عبادة بن الصامت رضؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال. الابدال في هذه الامة ثلاثون الى ان قال كلما مات ابدل الله مكانه رجلاً. رواه احمد - ورجاله رجال الصحيح غير عبد الواحد بن قيس - وقد وثقه العجلى وابوزرعة، وضعفه غيرهما - مجمع الزوائد ج۱۰ ص۶۳ . ومنهم انس بن مالكؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن تخلو الارض من اربعين رجلاً. الحديث رواه الطبراني في الاوسط واسناده حسن. مجمع الزوائد ج۱۰ ص۶۳ . وروى من حديث ابن مسعودؓ وعبد الله بن عمرؓ وعوف ابن مالكؓ وغيرهم باسانيد ضعيفة. وروى من حديث علیؓ موقوفاً اخرجه الحاكمؒ في المستدرك ج۴ ص۵۵۳ . وقال الحاكم مرفوع صحيح، وقال الذهبیؒ صحيح موقوف) -

نقیب کا معنی سردار، محافظ یعنی اس امت کے سردار اور رہنما. اور نجبا. اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انسان اور روشن ضمیر حضرات - اخیار. اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے بہترین ہستیاں. کما فی الحدیث وخیار عباد اللہ اذا رأو ذکر اللہ - اعماد - جو بمنزلہ ستون کے ہوتے ہیں جیسے مکان کا قوام ستون پر ہوتا ہے. اسی طرح عالم کی درستگی اور بہتری ان حضرات کیوجہ سے ہوتی ہے جیسا کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے - لولا الصالحون لهلك الطالحون. اسی طرح اوتاد جو بمنزلہ میخ کے ہوتے ہیں. مدار اصلاح دنیا. قرآن کریم میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے لیکن دوسرے معنی میں -

غوث دنیا والوں کے لئے کار آمد ہستی یعنی ایک مستجاب الدعوات شخصیت جنکی دعاؤں اور برکتوں (باقی بر ص۶۶)

کفکافہا لکمین کان من لکک

الکفکاف لازم ومتعد، بمعنی الصرف والانصراف، وہو مبتدأ وما بعدہ خبرہ والجملۃ صفۃ لو الکفۃ۔

والکمین ہو الکمون فی الحرب، مصدر بمعنی الاختفاء ترصداً للعدو۔ والجملۃ بعدہ صفۃ لہ۔ وکان تامۃ۔

واللکک کصرد فی کتاب العسکر المزدحم۔ ولکتف مخفف للکیک بذالک المعنی۔ ویوجد فی اکثر النسخ کلک بتقدیم الکاف علی اللام، وبغیر بالصیاد، ولم اجدہ فی اللغۃ۔ فالانصراف ان کان متعد بعن فالمراد انصرافہا عنک کید ومکر، لکمون العسکر المزدحم علی نیۃ الرجوع والغارۃ۔

(بقیۃ حاشیہ ۶۵) سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فیض پہنچاتا ہے اور یہ لوگوں کا تزکیہ کرتے ہیں۔ اور روحانی فیض پہنچاتے ہیں۔ اور لوگوں کی طرح طرح کی مشکلات اور ضروریات کی گرہ کشائی ان حضرات کی تعلیم و تربیت، تلقین تزکیہ، تصفیہ اور دعاؤں اور توجہات وغیرہ کی وجہ سے ہوتی رہتی ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کے لئے مشکل کشا کا لفظ بمعنی حلال المعاقد استعمال ہوتا ہے۔ (جسکی تفصیل مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ میں ہے)

لفظ غوث کا مفہوم بزرگان دین اور اہل سلوک و تصوف کے نزدیک ہرگز یہ نہیں کہ کسی ہستی کو مافوق الاسباب متصرف، مختار، نافع، ضار، عالم الغیب یا حاضر و ناظر جان کر اسے فریاد رسی کے لئے پکارا جائے۔ کیونکہ ایسا جاننا اور اعتقاد رکھنا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے لئے شرک صریح ہے۔ اعاذنا اللہ۔ اگر اس لفظ کو اہل بدعت غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ تو یہ ان سے کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ قرآن کریم کی واضح آیات اور صریح احادیث کو بھی غلط معانی پہناتے ہیں۔ اس لفظ کا صحیح محمل اور مفہوم جو بزرگان دین کے نزدیک ہے وہ ہم نے عرض کر دیا ہے۔ اس لفظ سے بدکنا اور نفرت کرنا اور بزرگان دین کے بارہ میں بدگمانیاں پیدا کرنا۔ یہ بھی کوئی دیانتداری کی بات نہیں، اس لفظ کو غائبانہ فریاد رسی کرنے والے کے معنی میں بزرگوں نے کبھی استعمال نہیں کیا۔ ہمارے اکابر میں سے حضرت شاہ شہیدؒ جو فی الحقیقت محی السنہ اور قامع البدعت والشرک اور رئیس الموحدین تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے لئے غوث الثقلین اور غوث اعظم کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ کے دست مبارک پر اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوقات کو ہلاکت، ضلالت، کفر، شرک، نفاق، بدعت اور معاصی سے نجات دلا کر صراط مستقیم پر لگایا اور اعلیٰ مراتب پر فائز فرمایا۔ اور آپ کے فیوضات آجتک جاری ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہینگے۔ چنانچہ ایک جگہ مرید کی تربیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ "ونیز او را می باید کہ خصوصیتے زائد و مناسبتے قوی بہ نسبت قرآن مجید در دل خود مستحکم سازد۔ ومثل مناسبت طالب با شیخ خود۔ مثلاً شخصیکہ در طریقہ قادریہ (باقی بر ۶۷)

او المراد حاصل المصدر، ای احتباسہا و رکودہا عنک،

وان کان متعدیا بالیٰ فالمراد ان الآفات حیث لم ینزل تتوارد قوماً بعد قوم وحیناً بعد

حین. فاصابتہا لیس اول مرۃ، بل عود وانصراف۔

وفیہ ایماء الیٰ ان توجہ البلاء کانہ انحراف من سنۃ الطبیعی فان دخول الشر فی القضاء

بالعرض۔

(المعنی) کہ بازگشتن آن، یا باز استادن آن مانند کمین کردن است کہ باشد از لشکر درہم آمدہ

(بقیہ حاشیہ ۶۶) قصد بیعت می کنند۔ البتہ اورا در جناب حضرت غوث الاعظم اعتقادے عظیم بہم می رسد۔
کہ خود را از زمرہ غلامانِ آنجناب و از جماعت حلقہ بگوشانِ آن عالیقباب می شمارد۔ (ص ۱۴۷)
اور اسی طرح ایک دوسری جگہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی تربیت اور نسبت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "القصہ
حضرت ایشان را نسبت طرق ثلاثہ یعنی قادریہ، چشتیہ ونقشبندیہ قبل از مبادی حاصل شدہ۔ اما نسبت قادریہ، نقشبندیہ
پس بیانش آنکہ بسبب برکت بیعت و یمن توجہات آنجناب ہدایت مآب۔ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلینؓ
وجناب خواجہ بہاء الدین نقشبندیہؒ متوجہ حال ایشان گردیدہ۔ وتا قریب یکماہ فی الجملہ تنازع مابین روحین مقدسین
در حق حضرت ایشان ماندہ۔ زیراکہ ہر واحد ازیں ہر دو امام تقاضائے جذب حضرتِ ایشان بتمامہ سوئے خودمی فرمود۔
تا اینکہ بعد انقراض زمانہ تنازع و توقع مصالحت بر شرکت۔ روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ گر
شدند۔ تا قریب یکپاس ہر دو امام بر نفس نفیس حضرت ایشاں توجہ قوی و تاثیر زور آور می فرمودند۔ تا اینکہ درہماں
یکپاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیبہ حضرت ایشاں گردید۔ و اما نسبت چشتیہ پس بیانش آنکہ روزے حضرت ایشاں
سوئے مرقد منور حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکیؒ قدس سرہ العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقد
مبارک ایشاں مراقب نشستند۔ دریں اثنا بر روح پر فتوح ایشاں ملاقات متحقق شد۔ و آنجناب بر حضرت ایشاں
توجہے بس قوی فرمودند۔ کہ بسبب آن توجہ ابتدائے حصول چشتیہ متحقق شد" (ص ۱۶۶)
اور اسی طرح محدث شیخ محسن تیمیؒ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارہ میں فرمایا ہے"۔ فہو الشیخ الاجل الامام العارف
بحر الحقائق والاسرار والمعارف محی السنن النبویۃ وناصر شریعۃ البیضاء السنیۃ قطب الاقطاب فی زمانہ والغوث الاعظم
فی اوانہ مُشیّد مبانی الطریقۃ ومجدد معالم الحقیقۃ، برہان العرفاء المحققین وحجۃ الاولیاء المتقین شیخ الاسلام والمسلمین
سیف الحق والملۃ والدین ابو الاولیاء۔ احمد بن عبد الاحد بن زین العابدین رضی اللہ عنہ۔ (الیانع الجنی)
کاملین کی مزید تفصیل اگر دیکھنا چاہیں تو حضرت شاہ ولی اللہؒ کتاب بدور البازغۃ۔ بیان مراتب النفوس الکاملہ
والناقصہ واستخراج اقسامہا۔ ص ۱۵۴ تا ص ۱۷۹ دیکھیں۔ (بقایا ص ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

قطب | ان اصطلاحات میں ایک قطب بھی ہے۔ ان کے درجات ومراتب بھی مختلف ہوتے ہیں۔ (باقی بر ص ۶۸)

تَكِرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكُرِّ فِيْ كَبَدٍ

الكرّ من باب ضرب معناه (بازگشتن وحمله آوردن) والجملة صفة ثانية للواكفة، والمصدر بعده مفعول مطلق للتاكيد والتمهيد للنعت بالتشبيه۔

والكر الثاني يراد به انعطاف بعض الاجزاء الى بعض۔

والكر المضاف اليه الحبل الغليظة، والقيد من الليف والخوص، والتشبيه صفة المصدر۔

والكبد بفتح الباء، الشدة، والصعوبة، ومنه قوله تعالىٰ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ۔

والظرف هو الجامع للتشبيه، فهو متعلق بمعنى التشبيه المستفاد من الكاف، اے لقبول الواكفة كانعطافها القيد لصاحبه بالاحاطة واللزوم في الفرد الضيق۔ وفاعل الجملة ضمير موصوفها۔

(المعنى) حمله مى كند حمله كردنى مانند پيچيدن رسن سبطر درسختى ومشقت۔

(بقیہ حاشیہ ۶۷) بعض ان میں سے قطب الارشاد ہوتے ہیں یہ رشد و ہدایت کا مرکز ہوتے ہیں۔ اقطاب کی زیادہ تفصیل حضرت شیخ ابن عربیؒ نے فتوحاتِ مکیہ جلد چہارم میں فرمائی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔" واما رجال الغيب فهم نفوس بشرية لاحقة بالملائكة جبلة وكسبا فمنهم السابقون الذين قويت بهيميتهم وملكيتهم، وقوى تشبههم بالملائكة۔ وقوى فيهم عالم المثال۔ فاقيموا في برزخ من عالم المثال والناسوت لمصلحة الهية۔

ومنهم اصحاب اليمين سفلت ملكيتهم، وضعفت بهيميتهم وقوى تشبههم بالملائكة فانهم بمنزلة الملائكة العنصرية الضعيفة۔ وتلك المصلحة ربما يكون انه يحتاج في نظام العالم ان يكون في الناسوت نفوس يجمعون البشرية والملكية۔ فيلهمون۔ فيدبرون اموراً۔ لا تقتضيها الاسباب الارضية وحدها۔

ومنهم الخضر عليه السلام وهو افضلهم

ومنهم الابدال

وربما يكون الفيض المستمر النازل الى الناسوت۔ المتمثل في المثال المقضى له في الملكوت امراً كلياً۔ فيحتاج في نظام الخير الى نفوس لهم همة قوية في طلب نظام الخير على وجه خاص ليكون هممهم مشخصة لامر الكلي۔ في الناسوت وهم القطب وجنوده۔

وليس لاهل الارشاد علم بالقطب۔ وطريقة هؤلاء وهؤلاء متباينان۔ اللهم الا ان يوجد رجل يجمع الوجهين۔ والله تعالىٰ اعلم۔

واهل الارشاد هم ورثة الانبياء عليهم السلام۔

واما القطب المدار، وجنوده الابدال واشباههم نعنا ثمون بسر التكوين لا بسر التشريع (تفہیمات الٰہیہ جلد اول ص ۸۴)

تحکی مشتشکۃ کلکلک لکک ۔

ہذہ صفۃ ثالثۃ للواکفۃ ۔

والمشکشکۃ تونث اسم الفاعل من مضاعف الرباعی ۔

والشکشک ۔ الطعن بالرمح ونحوہ ۔

والیضاً السلاح الحاد الطرف کالرمح وشبہہ ، فہی صفۃ لجماعۃ ذات السلاح او للالۃ الحادۃ

وہی مفعول تحکی وضمیر الفاعل راجع الی الواکفۃ ۔

واللکلک کہدہد الصغیر ، والضخم من الابل ، والتشبیہ صفۃ مشکشکۃ ۔

والکک بفتحتین الجمل الصلب المکرر اللحم ، صفۃ

المعنی ، حکایت می کند آن مصیبت جماعۃ سلاح پوش را ، یا نیزۂ تیز را ، مانند شتر جوان فربہ سخت گوشت ۔

(بقیہ حاشیہ ص ۶۸)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی المذہب تھے :
باوجود اس تبحر علمی اور کاملیت کے پھر بھی آپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر تھے ۔ اور اسی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے ۔ اور ان کی تقلید کو اپنے لئے باعث فخر و نجات جانتے تھے ۔۔۔ کیونکہ ائمہ مجتہدینؒ کی تقلید سے روگردانی کا نتیجہ بسا اوقات ضلالت دغوایت ہوتا ہے ۔ جیسا کہ خود ایک غیر مقلد مسلم عالم مولانا محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی نے اس کی تصریح کی ہے (دیکھئے اشاعت السنۃ)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور مذہب حنفی :
بعض غیر مقلدین اور متعصب حضرات شیخ صاحبؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین کی ایک عبارت لے کر مذہب احناف ، اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ شیخ صاحبؒ امام ابوحنیفہؒ کو فرقہ مرجیۂ میں شمار کیا ہے ۔ حالانکہ یہ حضرت شیخ صاحبؒ پر محض اتہام ہے ۔ یہ لوگ مذہب حنفی کے خلاف نفرت اور امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ بغض کیوجہ سے ۔ حضرت شیخؒ کی عبارت کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں ۔ ان لوگوں کی عادت ہے کہ یہ کبھی امام ابوحنیفہؒ کے خلاف یوں کہتے ہیں کہ وہ حدیث نہیں جانتے تھے اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ قیاس اور رائے سے کام لیتے تھے ۔ اور کبھی یہ کہ وہ تابعین میں نہیں تھے وغیرہ ۔ امام ابوحنیفہؒ کے پیروکار اربوں گذر چکے ہیں اور کروڑوں موجود ہیں ۔ اور بفضلہ تعالیٰ تا قیامت رہینگے ۔ ان کے خلاف حسد و نفرت اور لعن وطعن کرکے اپنی تباہی کا سامان تیار کرتے ہیں ۔ ہمارے پاس ایک غیر مقلد کا ایک رسالہ موجود ہے ۔ جس میں امام ابوحنیفہؒ کی تنقیص شان کے لئے ۔ ادھر ادھر سے کچھ اناپ شناپ حوالے جمع کرکے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ ابوحنیفہ بیس ۲۰ تھے ۔ تم کس (باقی برص ۶۹)

كَفَاكَ مَا بِي كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتَهُ:

الخطاب للقلب، وجملتان دعائیان، وما موصولة، والمراد بها الآلام و الاحزان، و بی صلتها۔ والباء للملابسة، فان كانت الآلام حاصلة فالملابسة خارجية، وان كانت متوقعة فالملابسة علمية، اے ما فی علمی من صنوف المحن۔

وفاعل الفعل الاول ضمير الرب تبارک وتعالیٰ۔

وضمیر البارز والموصول مفعولاه، وفاعل الفعل الثانی لفظ الكاف بعد كاف الضمير، وهو مرخم الكافی بحذف الیاء۔ نحو قوله تعالیٰ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ۔

ومفعول الثانی كربته۔ والكربة شدة الحال وتفرق البال۔

وضمير الغائب المجرور بالاضافة راجع الی ما موصولة۔

(المعنی) کفایت کناد ترا پروردگار تو اے دل من از آنچہ با من است۔ یعنی در علم من است کفایت کناد ترا از رنج و کلفت آن۔

(بقیہ حاشیہ ص۶۹) کی تقلید کرتے ہو؟ ان لوگوں کی ذہنی ناہمواری اور تعصب بے جا کا یہ بیّن ثبوت ہے۔ اعاذنا اللہ من البغض والحسد وجمیع الامراض الروحانیۃ۔ خیر ان سب چیزوں کی حقیقت علماء احناف نے اپنی جگہ پر واضح فرمائی ہے۔ یہاں پر صرف یہ عرض کرنا ہے کہ مرجیہ جو کہ اہل بدعت میں سے ایک فرقہ ہے جس کی کئی شاخیں ہیں۔ حضرت امام صاحب کی نسبت اس فرقہ کی طرف کرنا نہایت ہی گستاخی ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس بارہ میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے بعینہٖ اسے یہاں نقل کر دیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"اما بعد فقد سألنی سائل عن قول امام الطریقة وقطب الحقیقة الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنه وارضاه۔ عند ذکر الفرق الغیر الناجیة فی الغنیة۔ حیث قسم المرجئة الی اثنا عشر فرقة۔ منهم الحنفیة۔ ثم قال بعد التفصیل۔ واما الحنفیة فهم اصحاب ابی حنیفة النعمان رحمه اللہ زعم ان الایمان۔ هو الاقرار، والمعرفة، والاقرار باللہ ورسله وبما جاء من عنده جملة علی ما ذکره البرهوتی فی کتاب الشجرة۔ فقال قوله هذا قدس سره۔ یرد علیه الوجهان من الاعتراض۔ احدهما ان الحنفیة من اهل السنة باتفاق من یعتد به۔ فلا یصح عدها من فرق المرجئة وتضلیلها۔ والحکم بانها غیر ناج۔ وثانیهما انه بین العقائد التی سمیت لاجلها المرجئة مرجئة۔ وجعل الحنفیة منهم۔ فکان مقتضی کلامه ان الحنفیة قائلون بها معتقدون ایاها۔ ولیس الامر کذالک۔ قال وانما سموا المرجئة لانها زعمت ان الواحد من المکلفین اذا قال لا الٰه الا اللہ محمد رسول اللہ۔ وفعل بعد ذالک سائر المعاصی لم یدخل النار اصلاً۔ ومما لا شک فیه ان الحنفیة براء من هذا الاعتقاد۔ فقلت الارجاء ارجاءان۔ ارجاء یخرج القائل به عن السنة وارجاء لا یخرج۔ (باقی بر ص۷۱)

يا كوكباً كان يحكي كوكب الفلك:—

المراد بالكوكب القلب العالي الهمة، الرفيع المنزلة، المستنيرة بنور العقل او الفهم، او بنور الحضور بين يدي الله سبحانه و الالتجاء اليه -

و نصب المنادي المعرفة بالنداء على انه شبه المضاف، بناء على نية التقييده بالوصف كما قال الشاعر ؎

يا مطلبا ليس في غيره ارب
اليك آل التقصي و انتهى الطلب

و ورد في الدعاء يا حليماً لا تعجل و يا جواداً لا تبخل -

(المعنی) اے ستارہ کہ حکایت می کند، ستارہ آسمان را - فكلمة كان زائدة في المعنى -

و النكتة فيها الاشارة الى استحكامها في هذا الوصف -

واذا انتهى الحل ناسب التنبيه على فوائد -

(بقیہ حاشیہ ص۷۰) اما الاول - فهو ان يعتقد - ان من اقر باللسان و صدق بالجنان لا يضره معصية اصلاً -

واما الثاني - فهو ان يعتقد ان العمل ليس من الايمان - ولكن الثواب والعقاب مترتب عليه -

و سبب الفرق بينهما ان الصحابة و التابعين اجمعوا على تخطئة المرجئة، فقالوا ان العمل يترتب عليه الثواب و العذاب - فكان مخالفهم ضالاً و مبتدعاً -

و اما المسئلة الثانية ليست مما ظهر فيها اجماع من السلف، بل الدلائل متعارضة فكم من حديث، و آية، و اثر يدل على ان الايمان غير العمل - وكم من دليل يدل على اطلاق الايمان على مجموع القول و العمل - و ليس النزاع الا راجعاً الى اللفظ لاتفاقهم جميعاً على ان العاصي لا يخرج عن الايمان و انه يستحق العقاب -

ثم الدلائل على انه المجموع يمكن صرفها عن ظواهرها بادنى عناية - و الامام ابوحنيفة رح من القائلين بهذه الثانية، و هو من كبار اهل السنة و ائمتهم - نعم نشأ في اهل مذهبه و التابعين له في الفروع آراء مختلفة - فمنهم المعتزلة كالجبائي و ابي هاشم، و الزمخشري - و منهم المرجئة و منهم غير ذالك -

فهؤلاء كانوا يتبعون ابا حنيفة رض في الفروع الفقهية، ولا يتبعونه في الاصول الاعتقادية، و كانوا ينسبون عقائدهم الباطلة الى ابي حنيفة رضي الله عنه - ترويجاً لمذهبهم - و يتعلقون ببعض اقوال ابي حنيفة رضي الله عنه - فانتهض لذالك اهل الحق من الحنفية - كالطحاوي رح وغيره فبينوا مذهب ابي حنيفة رضي الله عنه - و ذبوا عنه ما نسبوا اليه - يشهد بذالك

(باقی بر ص۷۲)

(الفائدة الاولیٰ) ان ملاک استجابۃ الدعاء بعد موافقۃ القدر - صدق التفرع، وہو قد ینشاء من ملاحظۃ حال المدعو فی عزتہ و رحمتہ، وقد ینشاء من ملاحظہ الداعی حال نفسہ فی اضطرارہ و عجزہ عن مقاومتہ حاجتہ -

الاولیٰ - اکثر ما یکون للخواص -

والثانیۃ - یکون للخواص والعوام جمیعا -

فصاحب الابیات ایضا اجمل الاولیٰ فی صدر الابیات عند ذکر الکفایۃ، والتربیۃ، وتوالی النقمۃ المألوفۃ، والمامولۃ، و بالغ فی ذکر الثانیۃ حیث وصف الواکفۃ بثلث صفات

الاولیٰ - حالہا قبل الوصول

والثانیۃ - بعد الوصول

والثالثۃ - حالہا فی نفسہا وختم الدعاء بذکر اسم الکافی رداً للعجز الی الصدر، واعترافا بحسن الظن.

ولا یخفی حسن ہذا السیاق وکونہ ادعیٰ الی الاجابۃ -

(بقیہ حاشیہ ص۱۷) نقول کثیرۃ لاتخفی علی من راجع الکتب. فبین الحنفیۃ واہل السنۃ عموم وخصوص من وجہ -

اذا علمت ہذا فاعلم ان الشیخ رضی اللہ عنہ - ذکر فی الفرق الضالۃ المرجئۃ اہل الارجاء الخارج عن السنۃ - و لذالک قال انما سموا مرجئۃ ہم - و ذکر منہم الحنفیۃ - یعنی قوما یتبعون فی الفروع الامام ابا حنیفۃ رح و یدعون انہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان موافقاً لہم - فی ہذا المذہب - ثم ذکر ماتعلقوا بہ من اقوالہ رضی اللہ عنہ فقال زعم ان الایمان فلما قررنا ہکذا اضمحل الاعتراضان معاً - وظہر ان الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما اتہم الامام ابا حنیفۃ رح - و لا الماتریدیۃ من الحنفیۃ - اعاذہ اللہ من ذالک - وانما نسب مانسب الی قوم من المرجئۃ منتسبین الی الامام ابی حنیفۃ - فی الفروع - یتعلقون بظاہر قولہ - ویحملون کلامہ علی غیر محلہ" (تفہیمات الٰہیہ جلد اول ص۲۷ تا ۲۹)

فقیرِ بے نوا میگوید کہ نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد در کتاب خود دلیل الطالب ص۱۶۵ طبع بھوپال بحوالہ حکیم الامت ایں اعتراض را بوجہ احسن رد کردہ ہمنوائے دیگر محققین گشت کہ مرجئہ گفتن اصحاب امام ابی حنیفہ رح را بآن معنی است کہ برو اعتراض نمی وارد شود ولا غبار علیہ -

تصنیفات | حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مصنفات میں سے ایک غنیۃ الطالبین ہے - جو اسرارِ شریعت اور سلوک و تصوف پر بہترین کتاب ہے - اور اسی طرح فتوح الغیب - جو نہایت مختصر اور عمدہ کتاب ہے - اور مجالس ذکر جو آپ کے مواعظِ حسنہ اور ملفوظات پر مشتمل ہے - نہایت ہی قیمتی خزانہ ہے - یہ دعائیہ جبل کاف بھی آپ کی طرف منسوب ہے - اللہم رحمنا واغفرنا - وعافنا و رفعنا بحرمۃ اصفیائک واولیائک آمین (سواتی)

(الفائدۃ الثانیۃ) ان الابیات قطعۃ من بحر البسیط

المثمن الاجزاء واصلہ مستفعلن - فاعلن اربع مرات – وہی من العروض ۔ وضرب فیہما

مخنون ۔ والبواقی قد تسلم علی الاصل و قد یخبن فیصیر مفاعلن، وفعلن

وقافیتہا متدارکۃ مطلقۃ مکسورۃ مجراہا ۔

وہی موصولۃ بالیاء عندنا ۔ وعند غیرنا بالالف

وحینئذ یقع تکلفات رکیکۃ جداً ۔

(الفائدۃ الثالثۃ) بلغنی ان من ترک الحیوانات، والمنہیات، یوم الثلثاء، وابتدأ من

نصف لیلۃ الاربعاء بعد الغسل وتحیۃ الوضوء، فقال یاجبروائیل[1] ۔ بحق الکاف اجب و اطع

وسخرلی فی قضاء حاجاتی، وحصول مرادی، بلامہلۃ ولامکث ۔ والف قلوبنا بین قلوب الامۃ،

بحق کفاک وارنی عالم الارواح فی ہذہ الساعۃ سریعاً ۔ کفاک ربک ۱۰۰۰ واتمہا الفے مرۃ، و

قرأ صدر کل مائۃ بہذا الدعاء، وختمہا بہ، وصام نہارہا ۔ ودام علی ذالک سبع ایام مع کثرۃ السکوت،

والعزلۃ، والتوجہ الی اللہ سبحانہ، فی استکشاف اسرارہا، وتاثیراتہا، یری العجائب باذن اللہ

وعند ہذا تم الکلام ۔

والحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ الذی لا نبی بعدہ

(اول صفر ۱۲۲۰ھ تالیف شد)

---

[1] غالباً یہ سریانی یا عبرانی زبان میں مؤکل کا نام ہے ۔ (سواتی)

بقایا ص ۶۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمار مبارکہ میں غوث، غیث اور غیاث بھی آتے ہیں۔ غوث تو نصرۃ اور مدد کے لیے آتا ہے اور غیث بارش کے لیے اور غیاث اسم ہے اغاثہ یعنی مدد کرنے والے کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ایسی ہے کہ آپکے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی مدد کی ہے۔ حالانکہ لوگ ضلالت و گمراہی میں ڈوبے ہوئے تھے اور جہالت کی امواج ان کے ساتھ کھیل رہی تھی اور لوگ بالکل ملک جبّار کی ناراضگی کے قریب پہنچ گئے تھے اور دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے بس اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو چھڑالیا اور ان کو بچالیا ان کو نجات دی اور پناہ دی اور بارش جس طرح خدا کی طرف سے رحمت ہوتی ہے اور نہروں اور لوگوں کے لیے باعث حیات اور زینت ہوتی ہے کیونکہ بارش سے نباتات، اشجار، اثمار، پھول وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور پانی کے چشمے اور نہریں جاری ہوتی ہیں تو آپ کی تشبیہ اس ہدایتِ نور اور رحمت کی وجہ سے اور لوگوں کو ہلاکت سے بچانے اور ہدایت کی وجہ اور جہالت میں بصیرت پیدا ہونے سے اور دلوں کی زندگی اور زلیست کی وجہ سے جو ایمان سے حاصل ہوئی ہو اس لیے کہ وہ مُردہ اور ویران ہو چکے تھے کفر کی قحط سالی اور خشک سالی اور قسوت کی وجہ سے۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات امام فاسی رح ص۱۱۵)

امام ولی اللہ رح فرماتے ہیں: "وچنانکہ اہل اللہ بکشف دریافتہ اند کہ ہمیشہ در عالم نفوس کثیرۃ علی سبیل التبدل پیدا می شوند جمع ابدال و جمع اخیار و نظامِ عالم موقوف میباشد بر وجود ایشاں۔"

(ہوامع شرح حزب البحر ص ۵)

جیسا کہ اہل اللہ نے کشف سے دریافت کیا ہے کہ ہمیشہ عالم میں نفوس کثیرہ یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے ہیں منجملہ ایک جماعت ان میں ابدال کی ہوتی ہے اور ایک اخیار کی اور نظام عالم ان کے وجود پر موقوف ہوتا ہے۔

باقی ص۶۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

شرح برہان العاشقین

یا

حلِّ معمّا

(۱) وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ۔ (سورۃ عنکبوت)

(۲) بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ

(سورۃ یونس)

(۳) يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (سورۃ البقرہ)

(سوراتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد حضرت الٰہ، و درود بر پیغامبرِ والاجاہ، و اصحاب دین پناہ، بندہ مسکین محمد رفیع الدین بن شیخ الاسلام، زبدۃ العرفا باللہ سیدی و سندی، ولی اللہ ابن الشیخ العظیم مولانا عبد الرحیم، اسکنہما اللہ فی العلیین و الحقہ بسلفہ الصالحین۔

وا می نماید کہ بعض یاران، حل سمرے از اسمار حضرت غریب نواز، محمد گیسو دراز[1] قدس اللہ سرہ، درخواستند۔

آنچہ حاضر وقت شد بترقیم می آید۔

---

[1] آپ عام طور سے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ ۱۳۲۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے اور گلبرگہ میں ۱۴۲۲ء، ۸۲۵ھ میں فوت ہوئے۔ آپ سلطان فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ میں ۸۱۵ھ میں گلبرگہ تشریف لائے اور پھر آخر تک یہاں ہی مقیم رہے۔ علم تصوف میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ آپ کے مریدوں اور معتقدین کا دائرہ نہایت وسیع تھا۔ آپ کی ذات سے تبلیغ اور ہدایت کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا تھا۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ نماز ظہر کے بعد پہلے طلباء اور مریدین و مستفیدین کو علم حدیث اور تصوف و سلوک کا درس دیتے تھے۔ اور پھر علم کلام اور فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔ جو لوگ عربی اور فارسی زبان نہیں جانتے تھے ان کے لئے آپ دکنی زبان میں تقریر فرماتے تھے۔ دکنی لوگوں کے لئے آپ نے اسی زبان میں متعدد کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ چند کتابیں آپ کی مشہور ہیں۔ مثلاً معراج العاشقین، ہدایت نامہ، رسالہ سہ بارہ، یہ تینوں علم تصوف اور سلوک میں ہیں۔ ان میں بعض طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ (آب کوثر۔ دکن میں اردو)

نواب صدیق حسن خانؒ آپ کے متعلق فرماتے ہیں۔ "سید محمد بن یوسف الحسنی دہلوی، معروف بگیسو دراز خلیفہ راستین چراغ دہلی، است۔ جامع بود میانِ سیادت و علم و ولایت، شانے رفیع، و رتبتے منیع، و کلام عالی دارد۔ او را میان مشائخ چشت مشربے خاص، و در بیان اسرار حقیقت طریقے مخصوص است۔ بعد از رحلت شیخ بہ یار دکن رفت، و قبولے عظیم یافت، و ہمدر ہمان دیار از دنیا انتقال فرمود، خدمت میر الملفوظات مسمٰی بجوامع الکلم کہ بعضے از مریدان او جمع کردہ ---

ویکے از تصنیفات او کتاب اسمار است کہ در آنجا حقائق و معارف بزبان رمز و ایما و اشارہ (باقی بر صفحہ ۲۸)

قال العارف المحقق، رفعہ اللہ قدرہ، باسمہ سبحانہٗ

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ

قولہٗ تعالیٰ - وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ - بدانکہ ماچہار برادر بودیم)

یعنی کون و فساد چہار عنصر بودند - (از نہ دیھہ) یعنی در جوف نہ فلک -

(سہ جامہ بداشتند) یعنی نار، و ہوا، و ماء سطح ملون کہ از نفوذ نظر حائل باشد - بداشتند بلکہ

شفاف اند (ویک برہنہ بود) یعنی ارض، در دیدۂ چشم اشکار بود -

---

[۱] سورۃ الحشر آیت ۲۱ -

(بقیہ حاشیہ صـ۷۷) بیان کردہ - (تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار صـ۱۵۰)

شیخ محمد بن یوسف الحسنی الدہلویؒ خلیفہ اکبر شیخ نصیر الدینؒ جامع میان سیادت، و ولایت، بعد از رحلت شیخ بدکن رفت، و قبول عظیم یافت، و اہل آں دیار مطیع و منقاد او گشتند، و سلسلۂ عالیہ وے در تمام دکن شائع و رائج شد۔ ہم دراں دیار انتقال نمود - (حاشیہ ہندوستان میں تصوف از مولانا نور الحق علویؒ بحوالہ تاریخ فرشتہ، اخبار الاخیار، خزینۃ الاصفیاء)

گیسو دراز ایک روز حضرت خواجہ نصیر الدینؒ پالکی میں سوار جا رہے تھے، سید محمدؒ بمع چند دوسرے معتقدین کے پالکی اٹھائے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں سیدؒ کی زلفیں اپنی درازی کے باعث کہیں پالکی میں اٹک گئیں۔ فرطِ ادب اور غلبہ استغراق میں آپ نے ان کے چھڑانے کی فکر نہ کی۔ اور لمبی مسافت اسی حال میں طے کی۔ بعدہ جب شیخ کو یہ واقعہ معلوم ہوا، تو آپ نے اور متوسلین نے سیدؒ کی اس ادا کو بہت پسند کیا۔ اور آپ گیسو دراز کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (حاشیہ ہندوستان میں تصوف بحوالہ خزینہ و اخبار)

تعلیم و تربیت دہلی میں آپ نے مشہور اساتذہ سے کسب علم کیا۔ اور علوم ظاہری میں آپ نے تکمیل قاضی عبد المقتدر تھانیسریؒ جیسے فاضل سے کی۔ اور حضرت خواجہ چراغ دہلیؒ جیسے کامل بزرگ کی خدمت میں سلوک و تصوف کی تعلیم و تربیت باطنی حاصل کی۔ اور اس مقصد کے لئے آپ نے بڑی ریاضت کی اور مشقت اٹھائی۔ اور صاحب نظر بزرگ نے آپ کو نہایت محبت اور بڑی شفقت سے تعلیم دی۔

حضرت خواجہ نصیر الدینؒ نے ۷۵۷ھ میں وفات پائی۔ وفات سے تین دن پہلے آپ نے حضرت گیسو درازؒ کو خلافت عطا فرمائی۔ اس کے بعد دیر تک دہلی میں مقیم رہے۔ اور ۸۰۱ھ میں اسیؔ سال کی عمر میں، امیر تیمور کے حادثہ کے بنا پر دہلی سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ اور گوالیار۔ بھانڈیر۔ ایرچہ۔ چندیری۔ بڑودہ۔ کھمبائت، ہوتے ہوئے۔ گجرات میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد۔ دولت آباد تشریف لائے اور اس کے بعد گلبرگہ کا رخ کیا جو اس دور میں شاہان بہمنی کا دار الخلافہ تھا۔ بادشاہِ وقت نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ اور آپ وہاں ہی (باقی بر صـ۷۹)

(آن برادر برہنہ درست زرہ در آستین داشت) یعنی زمین فراوان صور نوعیہ و ہیأت عرضیہ

در استعداد داشت۔

(بیازار رفتیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم) یعنی در ہمہ عالم ترکیب داخل شدند تا استعداد ات

وہبی و کسبی بدست آرند۔ و تحصیل کمالات عالم تجرد نمایند۔

(بقیہ حاشیہ ۵) مقیم ہو گئے۔ جوامع الکلم آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جس کو آپ کے بڑے صاحبزادے سید محمد اکبر حسینیؒ نے جمع کیا تھا۔ اس کے بعض اندراجات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت گیسو درازؒ کو تبلیغ الاسلام سے کتنی دلچسپی تھی۔ اور ان دشواریوں کا بھی پورا اندازہ ہوتا ہے کہ جن سے اس دور کے ہندوؤں کے مضبوط معاشرتی نظام کی وجہ سے مبلغین اسلام کو دو چار ہونا پڑتا تھا۔

ایک ملفوظ میں برہمنوں اور ہندوؤں کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ کئی مرتبہ ان کے علماء اور درویش (پنڈت اور یوگی) میرے پاس بحث و مناظرے کے لئے آئے۔ اور آخر یہ طے پایا کہ جو بحث میں کامیاب ہو۔ دوسرا اس کی بات مان لے۔ اور اس کی متابعت کرے۔ چنانچہ اس پر قول و قرار ہو گیا۔ میں نے کہا کہ پہلے آپ لوگ اپنی بات شروع کریں۔ انہوں نے کہا نہیں تم کہو۔ میں نے ان کی سنسکرت کی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں۔ اور انکی اور روایات کو جانتا تھا۔ چنانچہ میں نے ان سے شروع سے لیکر آخر تک باتیں کیں۔ اور انہوں نے ان سب باتوں کو دل و جان سے قبول کیا۔ اور کہا کہ واقعی جو تم کہتے ہو وہ ٹھیک ہے۔ پھر میں نے اپنے مذہب کا بیان شروع کیا۔ اور دونوں کا موازنہ کر کے اپنے مذہب کو ترجیح دی۔ اس پر وہ حیران رہ گئے۔ شور و غوغا کرنے لگے۔ اور جس طرح بتوں کے سامنے ڈنڈوت کرتے ہیں۔ اسی طرح میرے سامنے اظہار عقیدت کرنے لگے۔ میں نے کہا یہ سب بیکار ہے۔ تمہارے اور میرے درمیان معاہدہ یہ ہے کہ جس کی بات سچی ہو۔ دوسرا اس کی پیروی کرے۔ اور اس کے راستہ پر چلے۔ لیکن کوئی کہنے لگا میری بیوی بچے اور خاندان کے لوگ ہیں میں ان کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ اور کسی نے کہا ہمارے بزرگ اسی راستہ پر چلتے تھے جو ان کے لئے ٹھیک تھا وہ ہمارے لئے بھی ٹھیک ہے۔

اور اسی طرح سامانہ کے ایک ہندو کا تذکرہ آپ نے کیا جس کے ساتھ اسی طرح قول و قرار ہوا تھا۔ کہ جو مباحثہ میں دوسرے کو قائل کر دے تو اس کا مذہب قبول کریگا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے بھی قائل کرا لیا۔ اور دین اسلام کی صداقت و حقانیت اس پر ظاہر ہو گئی۔ لیکن اس نے کہا کہ میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ سامانہ جاتا ہوں اور اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آؤں گا۔ لیکن وہ ایسا گیا کہ پھر واپس نہ آیا۔

حضرت گیسو درازؒ کا جس طرح عرفان و تصوف میں اونچا مقام ہے۔ اسی طرح علم و فضل، اور تالیف و تصنیف میں بھی ان کا نام روشن ہے۔ بلکہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں میں سے سب سے پہلے جس نے تالیف و تصنیف کی طرف پوری توجہ کی وہ آپ کی ذات بابرکات تھی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو پانچ تک بتائی جاتی ہے۔ سیر محمدی میں آپ کی تصانیف میں سے اکتیس کے نام گنائے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسرار و معارف کے بیان کرنے میں آپ کو بڑا امتیاز حاصل تھا۔ چنانچہ اپنی کتاب اسماء الاسرار (باقی بر ۸)

(قضا رسید ہر چہار گشتہ شدیم) یعنی باستیلائے قوائے فلکی و روحانی، از کواکب، و ارباب الانواع، صور بسائط مخفی و مضمحل گشت۔

(و بست و چہار زندہ برخاستیم) بعد از فعل و انفعال بست و چہار مزاج پیدا شدند ہشت مزاج اعتدال و ہشت مزاج غیر اعتدال، و ہشت مزاج اختلال۔

(بقیہ حاشیہ ۲۹) کے دیباچہ میں فرماتے ہیں۔ "کہ ہر کس کہ در آں حضرت (یعنی حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ) سلوک کرد۔ بجزئے مخصوص شد۔ ما بہ سخن مخصوصیم۔ خدا مارا دولت بیان اسرار خویش داد۔"

آپ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی جو سلوک و تصوف کے رنگ میں تھی۔ اور مشہور جار اللہ زمخشری معتزلی کی تفسیر کشاف پر آپ نے حواشی بھی تحریر فرمائے۔ اور شرح فصوص الحکم۔ معارف شرح عوارف۔ شرح فقہ اکبر۔ رسالہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ شرح آداب المریدین۔ اسماء الاسرار۔ حظائر القدس۔ مستطاب خاتمہ یازدہ رسائل۔ اور مکتوبات وغیرہ آپ کی تصنیفات ہیں۔ آپ کے مکتوبات جو فارسی زبان میں ہیں۔ ان کا خلاصہ محمد معشوق حسین خان صاحب سلطانی نے اردو زبان میں کیا ہے اور لاہور سے فوائد حضرت بندہ نوازؒ کے نام سے شائع ہو چکا ہے جو نہایت مفید ہے۔ آپ شاعر بھی تھے آپ نے بہت سے غزلیات اور اشعار کہے ہیں۔ انیس العاشقین کے نام سے آپ کا دیوان دکن میں شائع ہو چکا ہے۔

آپ کی زیادہ تر تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔ لیکن آپ نے عوام کے فائدے کے لئے بعض رسالے دکنی زبان میں بھی تحریر فرمائے ہیں۔ جیسا کہ معراج العاشقین۔ جس کی طباعت ہو چکی ہے۔ اور قدیم اردو یا دکنی زبان کی سب سے پہلی کتاب سمجھی جاتی ہے۔

شیخ اکرام صاحب نے سرکاری گزیٹر سے بحوالہ ارنلڈ نقل کیا ہے۔ کہ حضرت گیسو درازؒ نے پونا اور بلگام کے کئی لوگوں کو مسلمان کیا۔ فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (آب کوثر از شیخ اکرام)

رسالہ معما اس رسالہ کا نام رسالہ معما اور برہان العاشقین ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے شرح کے آخر میں لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اس کو سمر ج اسمار کہتے ہیں۔ لفظی معنی الحدیث باللیل۔ سمر سمراً من (ن) لم ینم وہو سامر۔ کما فی القرآن المجید۔ مُسْتَكْبِرِينَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ۔ (الشعراء) سامر اسم جمع الذین یسمرون باللیل۔ (تاج العروس ومختار الصحاح)

اس رسالہ میں حضرت گیسو درازؒ نے ایک قصہ کے رنگ میں نہایت ہی اختصار سے" انسان کی روحانی ترقی کو بالکل انسان کی پیدائش کے ابتدائی درجہ سے یعنی درجہ جماد سے۔ حظیرۃ القدس کے اتصال تک نہایت ہی عمدہ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

چونکہ رمز و اشارہ۔ بلکہ چیستان تھی۔ اس لئے حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے اس کی ضروری تشریح اور وضاحت فرما دی۔ شرح کے ذیل میں بہت سی مفید۔ اور گرانقدر باتیں بھی حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی (باقی بر ۸۱)

بیانش آنکہ تکافو، حقیقی حرارت، با برودت، ویبوست بارطوبت معاً محالست، لاجرم مرکب

راجانبے انحراف خواہد بود۔

اگر بیک کیفیت بود چہار مزاج مفرد ست۔

واگر بدو کیفیت غیر متضاد بود چہار مزاج مرکب است۔

این ہشت مزاج اگر با فعال دینیہ مرکب ملائم است۔ مزاج اعتدال است۔

واگر منافی سنت است، مزاج اختلال است۔

و تحمل است کہ بست وچہار قسم ترکیب مراد باشد۔

تصویرش آنکہ مساوات چند جزء غیر مغلوب درمرکب مستدعی انحلال ترکیب است، بسبب

تساوی میول وجزء مغلوب قاصر بر اجتماع نتواند شد۔ لاجرم یکے غالب خواہد بود۔

پس پیش ترکیب ثنائی دوازدہ محسوب شوند۔

وچہار ترکیب ثلاثی نیز دوازدہ۔

ویک ترکیب رباعی۔

چہار ازین بست وہشت، دو ثنائی، آب و آتش، و دو ثلاثی اینہا با ہوا فاسد است، کہ

ہوا مغلوب است، بسبب رقت قوام، سہل الانحراف است۔ وبسبب آن لطیف جوہر رنگ شریک

غالب گرفتہ، تدافع مغلوب می شود۔

بست وچہار ترکیب باقی صالحہ باشند۔

(آنگاہ چہار دیدیم) یعنی بعد از استقرار مزاج، چہار درجہ کمال اولی طبائع پیش آمد، کہ ہر یکے

برائے صدور آثار چون کمال ست۔ (سہ ناقص بودند) یعنی صورت معدنی، و نباتی، وحیوانی از وصول

بعالم تجرد قاصر اند۔ (ویکے دوخانہ، و دو گوشہ نداشت) یعنی نفس ناطقہ کہ صورت انسانی است،

دو جز مادہ، وصورت، دو طرف امتداد نداشت کہ مجرد بذات بود۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰) اختصار پسند عادت کے مطابق نہایت ہی ایجاز سے تحریر فرمادی ہیں۔ اہل علم اور خواص اگر اس کو غور سے پڑھینگے تو انشاء اللہ بہت سے تصوفانہ معارف سے آگاہ ہونگے۔ ۱۲ (استواتی)

(آن برادرِ زردار کمان بے خانہ و بے گوشہ بخرید) یعنی بدن ارضی نفس ناطقہ را قبول کرد۔

(تیرے می باید بایست) یعنی نفس ناطقہ را برائے ایصال بامور خانہ چہ از ذاتِ خود قوائے دراکہ می یابند۔ (چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند) یعنی چہار قوت یافت۔

یکےؔ حس مشترک که دریابندۂ صور جزیئہ است۔

دوؔم وہم کہ دریابندۂ معانی جزیئہ است۔

سوؔم عقل کہ دریابندۂ کلیات است۔

این ہر سہ شکستہ پائے اند بآنچہ نظیر ندارد۔ و منتزع از محسوسات نیست نمی تواند رسید۔

(و یکے پر و پیکان نداشت) یعنی چہارم کہ نور ایمان است، از پریدن، و زوال، و خلیدن، و شبہات دران، امن است، فان الیقین بالایحتمل النقیض حالاً و مالاً۔ (آن تیر بے پر و پیکان بخریدیم، و بطلبِ صید بصحرا شدیم) یعنی بشرفِ ایمان صحیح، مشرف گشتہ، بتائید آن طالبِ کشف حقیقت گشتیم۔ وتحقیق این نکتہ آن ست کہ ہر نوع علمے، کہ بحصول صورت باشد، خالی از کیفیت، وطلبیت نیست۔

راہ بسوئے بے کیف، واصلِ محض، ندارد، وسیلۂ وصول بآنحضرت جز معرفتِ اجمالی لحاظی صرف کہ ایمان بالغیب نام دارد نتواند بود۔

(چہار آہو دیدیم) یعنی بطفیل دوام توجہ بعالمِ اطلاق، چہار حقیقت مشہود گشت۔

(سہ مردہ بودند) یعنی سہ حقیقت کہ باصطلاح اہل تصوف. ناسوت[۱]، وملکوت[۲]، وجبروت[۳]۔ و باصطلاح اہل اشراق، برازخ[۱] ومُثُل[۲] و انوار[۳]۔ و باصطلاح اہل حکمت طبیعت، ونفس، وعقل باشند اعدامِ امکانی اند، و در قبضۂ غیر کالمیّت فی ید الغسّال۔

جان ہر یکے کہ مدبّر و باطن اوست، درو خارج است۔

جانِ ناسوت ملکوت، وجانِ ملکوت جبروت، وجان جبروت لاہوت است۔

(و یکے جان بداشت) یعنی چہارم کہ حضرتِ لاہوت است، مدبر باطن ندارد، بلکہ خود قیومِ ہمہ، و

والبطن الباطن است وبذات خود زنده وجان ہمہ است۔

(آن برادرِ زردار برہنہ کمان کش، تیر اندازان کمان، بے خانہ و بے گوشہ، آن تیر بے پر و پیکان

بران آہوئے بے جان زد) یعنی آن شخص ارضی انسانی، صادق الایمان، ذات مقدسہ را ہدفِ

ہمت ساختہ، و آلات، و معدات، فطری، و کسبی، فراہم آوردہ وکشش و کوشش علمی و عملی نمودہ، و طی

مراحل، واردات کردہ، از علم الیقین، بعین الیقین رسید۔

و چون مجذوب سالک بودٗ از راہ اندراج النہایتہ، ولوس وراء الحجب آشنائے حضرتِ لاہوت گردید

(کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم) یعنی معاملہ و علاقہ می بایست کہ از عین الیقین بحق

الیقین برآید و از تعلق بتخلیق گراید۔ (چہار کمند دیدیم، سہ پارہ، و یکے دو کرانہ، و میانہ نداشت) یعنی چہار

معاملہ پیش آمد۔ خوف، و طمع، و محبت، کہ ہر سہ آلودہ غرض و قابل انقطاع بودند و چہارم فنا فی الوحدۃ

کہ تحمل طرفین، و وسط ندارد۔ (صید را بدان کمند بے کرانہ، و بے میانہ، برمیان بستیم) یعنی بواسطہ معاملہ

چہارم اندرون جان را آشیانہ ہمائے لاہوت ساختیم، و بطریق مطالعۂ وحدت در کثرت جمالِ محبوب

در خود دیدیم، و از حق الیقین بہرہ یافتیم۔ (خانہ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم) یعنے

قانون وطریقہ می بایست، کہ بواسطہ ملازمت بران از حق الیقین بحقیقۃ الیقین، و از تخلق بتحقق عروج

نمودہ شود۔ و جمیع لطائف، و طبقات را برنگِ معرفت منصبغ ساختہ، و حجبِ وجود را خرق کردہ آید۔

(چہار خانہ دیدیم، سہ درہم افتادہ) یعنی چہار طریقہ یافتہ شد۔

روش اہلِ شریعت کہ مبنی بر تصحیح عبادات، و اصلاح معاملات، و تہذیب اخلاق و تعمیر اوقات

باوراد است۔

دوم روش اہل عزیمت، کہ مبنی بر مراعات پرہیز، و حساب دعوات، و خواندنِ اسماء و مؤکلات است

سوم روش اہل طریقت، کہ مبنی بر محافظتِ انفاس، و جلسات، و ذکر باضربات و تصورات است۔

و اہل این ہر سہ باہم منازعت، و مناقشہ دارند، و از خرق حجب وجود فرو ماندہ اند۔

(و یکے سقف و دیوار نداشت، در آن خانہ بے سقف، و بے دیوار در آمدیم) یعنی چہارم راہ اہلِ

حقیقت، کہ مبنی بر دوام شہود، و تنزیہہ معبود، و نفی وجود و بذل موجود، بطفیل جذبۂ ملکِ ودود است۔ این راہ از سقفِ تقلید، و دیوار قیود، و رسوم برتر است۔

خود را در تربیتِ الٰہی کہ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى[1]۔ اشارۃ باوست حوالہ نمودہ، این طریق را لازم گرفتیم، و درین اثنا ترقیات در اسماء و صفات می نمودیم۔

(دیگے دیدیم برطاقِ بلند کہ ہیچ حیلہ دست بآن نمی رسید۔) یعنی وصول تجلی ذات وراء الوریٰ کہ منبع جمیع اسماء و صفات و معدنِ ارزاق روحانی و جسمانی است، منظور افتاد، کہ تمام قوائے بشری ازاں قاصر بودند، و بجز غایت انکسار، و نفی آثار و اعیان بآنجناب راہ نبود کہ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ اِلٰى رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ[2]۔ رمزے ازان است۔

(چہار گز مغاکے زیر پائے کندیدیم) یعنی چہار درجہ طرفِ بطون فرو رفتیم، و چہار طبقہ را از المالوفاتِ خود، برکندیدیم۔

و بدن را در ریاضیت و نفس را در مجاہدہ و قلب را در مشاہدۂ عظمت و روح را در شعاع احدیت۔ بنوعے از تلاش محو ساختیم تا بعدم اصلی لاحق گشتیم۔ و مقام كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْءٌ وَهُوَ الْاٰنَ كَمَا كَانَ[3] حاصل شد۔

و اگر خواہی بدن و نفس را یکے گیری۔ و چہارم عین ثابتہ شماری، چنانچہ پیش عظمائے محققین، مسلّم است کہ مادام نظر از عین ثابتہ، و از اسمے کہ مبدأ تعین او ست، نگذرد، و خلع طوق استعداد جزئی نمودہ۔ تا شیون ذاتیہ نرسد۔ بحقیقت تجلی ذات، بدون آمیزش رنگ مرآۃِ استعداد متجلی لہٗ واصل نشود۔

(دست بآن دیگ رسید) یعنی تجلی حقیقی ذات میسر گشت۔ و در مرآۃ وحدت مشاہدۂ کثرت اسماء و صفاتِ الٰہی، و تعیّنات، و اعتبارات امکانی، بحصول بانجامید۔

---

[1] سورۃ والضحیٰ آیت ۷۔ [2] و رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقرب ما یکون العبد من ربہ و ہو ساجد فاکثروا الدعاء۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۹) سواتی

[3] اشارہ است بحدیث عمران بن حصین رض المخرج فی الصحیحین مرفوعاً۔ کان اللہ ولم یکن شئ قبلہ وفی روایۃ غیرہ (بخاری ج ۱ ص ۴۵۳) وفی روایۃ معہ (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۴۷) واما قولہ وہو الآن کما کان فلم اجدہ فی ہذا الحدیث واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ ۱۲۔ سواتی

بدانکه - مراد از نفس، روح ہوائی است - واز قلب، نفس ناطقہ، واز روح وجودیکہ وقت میثاق بود، واز عین امتیازے کہ در علم الٰہی بود - واز شیون ذاتیہ اندراج، و اتحاد باذات صرافت، پیش از تمیز علمی و عملی -

(چون شکار پختہ شد شخصے از بالائے خانہ فرود آمد کہ بخشش من بدہید کہ نصیبے مفروض من دارم) یعنی عارف منتہی شد و مظہرِ مجموعِ کمالات، و متحقق بجمیع شیون، و صفات گشت، و ہر شانے حظ خود از وے بگرفت شان اسم المضل کہ مظہر او ابلیس است ظہور کردہ، مقابل شد - کہ بتصدیق لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا[1] - حصۂ من نیز حوالہ کنید - (برادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود) یعنی فیض روح القدس کہ مصداق وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ[2] منہ باشد - بہر محافظت بمقتضائے فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا[3] - آفرین حال بود - (استخوان آن شکار را از دیگ برآوردہ بر تارک سرِ وے زد) یعنے عقدۂ مالاینحل، ذو مبنی کہ مقتضائے کثرت اسماء است، بنا بر عزیت، موسوم نمودہ، سر دفتر حجاب ساختہ، در نظر خلائق علم کرد -

چون استخوان تحلیل نمی شود و عمود بدن است - و این عقدہ نیز نمی کشاید - و مدار انتظام نشاتین است تعبیر با استخوان پر مطابق است - (درخت سنجدے از بالائے پاشنۂ او بیرون برآمد) یعنی اسفل طبعیات وجود را کہ قدم شخص اکبر است و مسمیٰ است بہیولیٰ اجسام و نمونہ وحدت ذات، است، از نظر مختفی داشتہ، و کثرت صوری جواہر و اعراض را کہ بر صفحۂ او شگفتہ و شاخ و برگ آوردہ، اولاً موجب تحیر ناظران نمودہ، و ہمگنان را بوضع مست و مدہوش، ساخت کہ از حقیقتِ خود غافل، بلکہ منکر گشتند گان چون درختِ سنجد مسکر است تعبیر باو مناسب افتادہ - (بر سرِ درختِ زرد آلو رفتیم) یعنی ثانیاً بتقاضائے موافقت و مخالفتِ طبع در طلبِ مرغوب، و ہرب از نامرغوب، سرگردان شدند

چون رنگ زرد، دل فریب است کہ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ[4] - بہ زرد آلو تعبیر رفت - (خربزہ کاشتہ بودند) یعنی ثانیاً گرفتار لذّت، و حلاوت، و منہمک در نغومت و فریب، کہ ہمروز خربزہ

---

[1] سورۃ النساء آیت ۱۱۸ - [2] سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۳ - [3] سورۃ الجن آیت ۲۷ - [4] سورۃ البقرۃ آیت ۶۹ (سواتی)

حاصل است گشتند۔ (بفلاخن آب می دادند) یعنی تقاضائے نفس وہوا را پامالی، وعقائد باطلۂ پریشان رجماً بالغیب پرورش کردند۔ (ازان درخت بازبخانہ فرود آمدیم) یعنی کاملان در باطن خود اندیشیدہ نیایش بحضرت عزت بردند۔ کہ بازداشتن مردمان، از مشتہیات محال، وصحبت باخلق، وتالیف ایشان از برائے ہدایت بے زرو دولت دشوار۔ بوسعت خُلق ضرور وفتوح ظاہر منظور۔ (قلیۂ زردک ساختیم وبدنیا گذاشتیم) یعنی فتوح ظاہر را فائدہ خلق عوام ساختند وبیشتر مباح داشتند۔ چون رنگ زر زرد است بزردک مناسبت دارد۔ (چندان خوردند کہ آماس شدند وپنداشتند کہ فربہ شدیم) یعنی طالبانِ دنیا بحرص تمام تمتع گرفتند، وگمان بردند کہ بسعادت رسیدند۔ (ازخانہ بیرون نتوانستند رفت، درنجاست خود ماندند) یعنی محبت دنیاوی، وتیرگی باطن، وآلودگی شہوات، واخلاقِ ذمیمہ، وعقائد سخیفہ در دل ایشان قرار گرفت۔ تاکہ زہد وطاعت برایشاں سخت دشوار۔ وموت بغایت ناسازگار وخونخوار گشت، دلہائے ایشاں باین پلیدی پائے بند ماند، ودرین زندان گرفتار۔ (وما بآسانی ازکید خانہ بیرون شدیم) یعنی مثلِ ما جمعے کہ توفیق رفیق وطوق جذبہ الٰہی زیور گردن ایشان بود۔ بآسانی ازغرور دنیا وفریب آن برستند وبرجستند، وازمکر الٰہی وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ[۱] - وبتسویل زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطَانُ اَعْمَالَهُمْ[۲] نجات یافتند۔

وبدستاویز فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی[۳] درآویختند وپیوستند۔ وبمقر مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ[۴]۔ جاگرفتند، وبمقصد اقصیٰ رسیدند۔ (ارباب تعرف برین حالات بازنمانند) یعنی اہل معرفت باین محبت گرفتار نمی شوند کہ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ[۵] - ودرین فقرہ اشارہ کہ وسیلۂ نجات ازمہلکہ، بہتر ازعلم حقیقت، وصحبت اہلِ آن ہست۔ این ست آنچہ اندیشہ این شرمسار بآن رسیدہ تا مراد مصنف چہ باشد۔ واللہ اعلم۔

مخفی نماند کہ نام این رسالہ برہان العاشقین بنظر آمدہ۔ چون مشتمل ست برگذشت طالب ازمرتبہ جمادیہ، تابلوغ باعلیٰ مرتبۂ کمال۔ لہٰذا التسمیہ باین بجاست۔

والحمد للہ الذی عندہ علم الخفیات ومن جودہ نیل الطلبات والصلوٰۃ والسلام علی محمد صاحب الآیات المحکمات والمتشابہات وعلیٰ الہ وصحبہ انجم الہدایات ونسأل اللہ العفو والہدایۃ فی جمیع الحالات۔ (تالیف شد بتاریخ سیزدہم شہر جمادی الاخریٰ ۱۲۲۰ھ)

[۱] سورۃ القلم آیت ۴۵ / [۲] سورۃ الانفال آیت ۴۸ - [۳] سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۶ [۴] سورۃ القمر آیت ۵۵ [۵] الزمر آیت ۹

نذورِ بزرگاں

(۱) وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ
وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ - (البقرہ)

(۲) ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ
(الحج)

(۳) عن عائشةؓ ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لا نذر فی
معصية - وكفارته كفارة يمين - (ابن ماجہ)

(سواتی)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بعد حمد و شکر رب العزۃ، و درود و سلام بر خاتم النبوۃ و بر متوسلان جناب از اہل بیت، و اہل صحبت میگوید۔ بندۂ مسکین محمد رفیع الدینؒ۔ الحقہ اللہ بسلفہ الصالحین۔ این کلماتے است در باب نذورے کہ بر مزارات اولیاء می آرند مشتمل بر چند مسئلہ۔

مسئلہ اول آنکہ لفظ نذر کہ آنجا کہ مستعمل می شود، نہ بر معنی شرعی است۔ کہ ایجاب غیر واجب است از جنس عبادات مقصودہ بطریق تقرب الی اللہ۔ بلکہ معنی عرفی است۔ چہ عرف آن ست کہ پیش بزرگان می برند۔ نذر و نیاز می گویند۔ آرے نذر شرعی قسمے ازاں گاہے می باشد۔

وحکم نذر این است کہ اگر بتحقیق محض برائے اولیاء ست حرام است کہ وارد شدہ۔ لَا نَذْرَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ونیز قضائے حاجت باستقلال[1] از کسے خواستن۔ و او را مالک نفع و ضرر خود اعتقاد کردن نوعے از

[1] معنی استقلال را نیک باید فہمید تا کہ در مسئلہ شک و شبہ باقی نمی ماند۔ در فتاوی رشیدیہ حصہ سوم ص۲۲ طبع جید برقی پریس دہلی۔ نقل آوردہ کہ قدرت و اختیار چیزے عطا فرمودن، و قوت اقتدار آن تفویض نمودن مفہومے دیگر است۔ و فعل خالص خود در چیزے ظاہر کردن مضمونے دیگر۔ مثلاً تواں گفت کہ زید بقلم نوشت و فعل خاص خود کہ کتابت است در قلم ظاہر کرد و نمی تواں گفت کہ زید قدرت و اختیار حرکت و قوت اقتدار کتابت بقلم سپرد زیرا کہ قلم تا وقتیکہ مثل زید انسان نشود قدرت و اختیار حرکت و قوت و اقتدار از کتابت حاصل نمیتواں کرد۔ و خاصۂ انسان بدست نتواں آورد پس اگر کسے گوید کہ زید قلم را قدرت و اختیار نوشتن داد و بتفویض خاصۂ خود بنواخت۔ محصل کلامش ہمیں خواہد بود کہ زید قلم را انسان ساخت و اگر گوید کہ زید بقلم نوشت مفادش آن باشد کہ فعل کتابت خاصۂ زید است و قلم را ہیچ وجہ در آن فعل قدرتے و اختیارے نیست و قوتے و اقتدارے نہ۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

چوں این سخن دلنشین خاطر نشان شد بر اصل مطلب میرویم و میگویم کہ قدرت و اختیار افعال خاصۂ احدیت و قوت و اقتدار آثار مختصۂ صمدیت بکسے یا بچیزے سپردن از مرتبہ امکان برتبۂ وجوب بردن است۔ زیرا کہ مبدأ قدرت و اختیار آن افعال و مدار قوت و اقتدار آں آثار نیست الا وجوب وجود، پس ہر کہ آن قدرت و اختیار آں قدرت ربانی بر ۹۰

شرک اکبر بصورت است نہ در نیت[۵۱] حقیقت و واقع بر یکے از سہ وجہ مباح است۔

وجہ اول —— آنکہ خالص برائے خدائے تعالیٰ است۔ و ایشان مصرف محض اند گویا می گوید الٰہی آن مراد من حاصل شود، نذر تو بر خدا آم آن صالح رسانم۔

وجہ دوم —— آنکہ ایشان را شفیع[۵۲] سازد۔ گویا می گوید۔ یا حضرت در جناب الٰہی برائے این مشکل دُعا بکنید۔ اگر این مراد حاصل شود۔ از طرف تو در جناب الٰہی این قدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب این عائد بشما شود،

(بقیہ حاشیہ ص۸۹) واقتدار برائے غیر ثابت میکنند۔ محصل کلام و مآل مرامش ہمیں خواہد بود کہ خداوند تعالےٰ را واجب الوجود گردانیدہ رح و در ج ۳ ص۳۳ میگوید کہ۔ لفظ علم ذاتی و تصرف استقلال و مثل آن کہ در کلام بعض علماء مثلاً شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز (رحمہما اللہ تعالیٰ) نسبت بکفار واقع شدہ مراد ازاں ہمیں اثبات قدرت و اختیار از درگاہِ پروردگار است کہ موجب شرک کفار نابکار است ورنہ مشرکین عرب ذات و صفات اصنام را مخلوق خدا و قدرت و اختیار آنہا عطا فرمودہ جناب کبریا میدانستند کما مرّ تحقیقہ۔ و وجہ اطلاق لفظ استقلال ظاہر است زیرا کہ مشرکین بیدین آن، افعال خاصۂ الٰہیہ را بسبب اعتقاد تفویض قدرت و اختیار در افعال اختیاریہ و اعمال مقدوریہ داخل نمودند۔ و بر افعال اختیاریۂ بندگان جمیع احکام استقلال جاری میشود و استحقاق مدح و ذم طاری گو کہ ہمہ افعال عباد بر قوت و قدرت خدا داد مبنی باشد۔ و حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ در منصب امامت ص۳۱ میفرماید کہ حق جل و علا بقدرت کاملہ خود در عالم تکوین تصرفے عجیب و غریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود میفرماید نہ آنکہ قدرت صدور خرق عادت در و ایجاد میفرماید و او را باظہار آں مامور مینماید حاشا و کلا قدرت تصرف در عالم تکوین از خواص قدرت ربانی است نہ از آثار قوت انسانی۔ ۱۲ سواتی

۵۱۔ وجہش بالا گذشت کہ مشرکین عرب ہم این اعتقاد کردند۔ کہ قوتے و اقتدار یکہ از اصنام و الٰہہ باسر زند میشود آن عطا فرمودۂ جناب کبریا است و این ہمہ ما فوق الاسباب وسائط و ذرائع اند۔ کما قال اللہ تعالےٰ حاکیاً عن عقیدۃ المشرکین۔ ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ الآیۃ — وما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی الآیۃ اگرچہ در نیت حقیقت آنہا مشرکین این شرک نبود و لیکن باریتعالےٰ در کلام پاک خود این را بنام شرک موسوم کرد۔ و آنہا را خطاب مشرکین داد۔ زیرا کہ این ہمہ از شرک قبیح است۔ و درین مقام کسے معذور نیست۔ و با خالق کائنات ہیچ کس در ہیچ خاصۂ او از ذات و صفات و افعال بہ ہیچ رنگ شرکتے ندارد۔ تعالیٰ اللہ عن ذٰلک علواً کبیراً ۱۲ سواتی

۵۲۔ در فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص۹۹ است۔ "تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالےٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں۔ اور مانعین سماع منع کرتے ہیں۔ سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے"۔ و حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (باقی برص۹۱)

واین معنی جواز دارد - چراکہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر المومنین[۱] علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ را وصیت فرمود کہ تا زندہ باشی از طرفِ من قربانی کردہ باشی - بدون فرمودن توسل وسعد[۲] بن عبادہؓ را فرمود چاہے بنا کن وبگو ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ

وجہ سیوم ـــــــ آنکہ آن بزرگ را در جناب الٰہی وسیلہ[۳] سازد - گویا می گوید الٰہی ببرکت فلان بزرگ وبحق عنایات ومہربانی خود براو کہ عمر خود در بندگی ورضاجوئی تو گذرانیدہ - اگر مشکل من آسان کنی این قدر مال برائے تو بدہم - وثواب آن تن خواہ روح آن بزرگ سازم - تا از بر واحسان بآن بزرگ خوشنود شوی - واین ہم ست کہ مذہب[۴] حنفیہ است کہ - للانسان ان یجعل ثواب نافلۃٍ لمن شاء -

(بقیہ حاشیہ ص۹۰) میفرمایند کہ - "وظاہر آنست کہ از فقہاء آنانکہ قائل بسماع وادراک میّت اند قائل بجواز اند وآنکہ منکر اند آنرا نیز انکار کنند۔" اھ (فتاویٰ عزیزی ج ۲ ص۱۰۷) سواتی

[۱] رواہ ابوداؤد وروی الترمذی نحوہ (مشکوٰۃ ج ۱ ص۱۲۸) سواتی

[۲] رواہ ابوداؤد والنسائی - (مشکوٰۃ ج ۱ ص۱۶۹) سواتی

[۳] درمسئلہ توسل چند وجوہ اند - بعضے ازاں شرک وحرام وبعضے مکروہ وبعضے جائز - حضرت مولانا تھانویؒ در البوادر والنوادر تحقیق انیق فرمودہ علماء را باید کہ باو رجوع کنند - آرے اگر کسے این چنین گوید کہ یا الٰہی ویرورد گارِ من بطفیل فلاں وبتوسل فلاں وببرکت فلاں کارے مرا آسان کن - ومراد او این باشد کہ ما را باو فلاں محبت است و اگر آن ذاتِ نبی ورسول است (علیہ الصلوٰۃ والسلام) براو ایمان ما است واین ایمان ومحبت از صالح عمل خود است وتوسل بصالح الاعمال جائز است ودلیلش در صحیحین وغیرہما حدیث غار است واین توسل کہ بصالح اعمال است نزد جمہور علماء حتیٰ کہ حافظ ابن تیمیہؒ وقاضی شوکانیؒ ہم جائز است واگر این توسل توسل بذوات نیکاں است مفاد آں ہم نزد این فقیر بتوسل صالح اعمال میرسد - زیراکہ توسل بذات نبی بوصف رسالت ونبوت است وتوسل بذوات صحابہ کرام رض بوصف صحبت نبوی است وتوسل با بزرگاں وائمہ دین بوصف نیکی وتبلیغ دین است واین ہمہ صفات حمیدہ را نیکو شمردن ونیکو دانستن وبدیں وجہ بآن حضرات ایمان آوردن وعشق ومحبت کردن بفحوائے حدیث افضل الاعمال الحب فی اللہ الحدیث از علامات ایمان است - اما اکابر علماءِ دیوبند کثر اللہ جماعتہم قاطبۃً در حق جواز توسل اند مگر بآن وجہ کہ جائز است - ۱۲ سواتی

[۴] - حافظ ابن القیمؒ در کتاب الروح ص۱۴۵ طبع حیدرآباد دکن میگوید کہ - "واختلفوا فی العبادۃ البدنیۃ کالصوم والصلوٰۃ وقراۃ القرآن والذکر - فمذہب الامام احمد وجمہور السلف وصولہا وہو قول لبعض اصحاب ابی حنیفۃؒ (باقی بر ص۹۲)

مسئلہ دوم :- دادن بنام اولیاء برکلام یکے از عفو از مرمت زین و روشنی، و مصرف خدام، و خدمت اضیاف و سرانجام مجلس مقرر کند۔

حکم این قسم آنکہ وقف است برائے مصارف مذکورہ، زیراکہ اصل آن محبوس است از تصرف اہلِ استحقاق، و منافع آن مصروف بایشان، لیکن نہ وقف حقیقی است، زیراکہ آنچہ اصل محبوس است ملک رقبہ آن برائے واقف نبود۔ بلکہ شبیہ بوقف است در صورت و احکام۔

پس در تقدیر فقدان مصارف راجع بواقف شود۔ یا بہ بیت المال۔ مگر آنکہ امراء و حکام غلہ و زر نقد برائے ہمیں مصارف معین می کنند۔ و زمینداران از آنچہ للّٰہ می برآرند و آنرا رسولی می خوانند برائے ہمیں قسم امور بر مزاراتِ ایشان می فرستند۔ و دریں صورت شخصے کہ او می رساند وکیل است برائے صرف کردن در آن مصارف۔

و آن مال یا صدقہ خواہد بود۔ یا ثابت بر ملک واہب۔ تا زمانِ صرف کردن۔

و مصارفِ آن ہمان مصارف وقف است، پس برائے این کار متولی وقف لازم است۔ و آن متولی را امانت، و کفایت واجب۔

و نصب این متولی یا از طرف میّت باشد کہ در حین حیاتِ خود شخصے را معیّن کند کہ وصی او باشد و یا نصب او باتفاق اہل حل و عقد از اصحابِ طریق، و خلفائے میت، و اقارب قبیلہ او باشد۔

مانند آنچہ در حدیث شریف آمدہ است۔ اذا کنتم فی سفر فامروا احدکم[۱]۔

یا آنکہ ایں امر بجز یکے دراں خاندان نماند، خواہ بقربتِ صوری چون فرزند۔ و خواہ بخلافت معنوی۔

پس مردم بالضرورۃ باو رجوع نمایند و کار در دست نہند۔ و خواہ نصب او بتجویز حکم سلطان باشد۔

(بقیہ حاشیہ ص۹۱) و قال ایضاً و المشہور من مذہب الشافعیؒ و مالکؒ ان ذلک لایصل۔

و فقیر میگوید کہ صحیح مذہب حنفیہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ ذکر کردہ است۔ و صاحب البیت ادریٰ بما فیہ۔

و قال النوویؒ فی شرح المسلم ج ۱ ص۱۳۔ و ذہب جماعات من العلماء الیٰ انہ یصل الی المیت ثواب جمیع العبادات من الصلوۃ و الصوم و القرأۃ و غیر ذالک۔ ۱۲ سواتی

[۱] و اخرج ابوداود عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤمروا احدہم۔

۲ مشکوۃ باب آداب السفر۔ ۱۲ سواتی

در صورت اول آن شخص را صاحب سجاده توان گفت۔

و در صورت اخیر متولی محض خواہد بود۔

وقسم دیگر ـــــ آنکه حاکم، یا زمیندار به نیّت صله وبر۔ یا روح میت، وبه نیت خوشنودی ورضائے او، بیکے علی التعیین بدہد۔ ویا بطریق سالانه وفصلانه، بنام آن معین ومقرر سازد۔

واین قسم نیز جائز است بنا بر حمل آنکه جناب نبوت صلی الله علیه وسلم۔ از طعام[۵] ولحم نزد صدائق حضرت خدیجه صدیقه رضی الله عنہا می فرستاند۔ واین ہبه وہدیه محض است دیگرے را درو شرکتے نیست۔ ودر آنجا اہدا ایست ثوابے وعبادتے نیست بلکه بر وَاحسان با احباب است۔ در شرع شریف مجوز ومسلّم است۔

وحکم این قسم آنکه ہدیه وتملیک محض است برائے غنی، وصدقه است برائے فقیر۔ بثبوت قبض خالص ملک موہوب له میگردد۔ ودیگران را از اقارب ومتوسلان او دران شرکتے نیست۔

واراضی ازین قسم حکم سائر اراضی دارند از اعطائے سلطانی۔

اگر واہب تملیک رقبه کرده است حکم فرائض در ورثهٔ آن شخص جاری خواہد شد۔

واگر نه کرده است۔ پس اگر قانون تقسیم معین کرده، حکم عواری ست بران عمل نمایند۔

واگر معین ننموده، ومورث تقسیم آن معین نموده بر آن نیز عمل باید کرد۔ ویا موافق فرائض باید کرد تا مطابق تقسیم خداوندی باشد۔

مادامیکه صاحب عطا شرح نکرده، ویا تجویز تقسیم از خود ننموده این حکم جاری می تواند شد۔ والاّ در قسم سابق مندرج خواہد گشت۔

قسم سیوم ـــــ آنکه مردم بر مزارات اولیاء چیزے نہاده می روند۔ وتعین کسے منظور ندارند۔ موافق اراده ایشان، خواه یکے از متوسلان ایشان بگیرد۔ خواه ہمه تقسیم کنند۔ خواه اجنبی بگیرد۔

وحکم این قسم آنکه از قبیل تحلیل واباحت است۔ مانند خم آب بر سر راه نہند ہر که خواہد بنوشد۔ ویا

---

[۵] عن عائشة رضی الله عنہا قالت ماغرت علیٰ احد من ازواج النبی صلی الله علیه وسلم ماغرت علیٰ خدیجة رض وما بی ان اکون ادرکتہا وما ذلك الاّ لکثرة ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم لہا وان کان لیذبح الشاة فیتتبع بہا صدائق

(باقی بر ص ۹۴)

خوشۂ خرما در مسجد می آویزند. ہر کہ خواہد بخورد۔

قسم دیگر ـــــــ آنکہ کسے بطریقِ نذر، چنانکہ در مسئلہ اول گذشت۔ چیزے بنامِ خدامِ مزارِ مقرر نمودہ۔ وقت ادا آنجا رسانند۔

و دیگر آنکہ چیزے در غلّہ اندازد۔ چنانکہ خدام مزار برائے تقسیم جمع می سازند۔

حکم این قسم آنکہ در اصل ملکِ شخصے نیست ہر کہ از ایشان خواہد تصرف نماید۔

لیکن چون جمعے متوقع این قسم فتوح نشستہ اند۔ و در خدمت مزار متساوی الاقدام اند۔ و قاسم را نسبت بخیانت و حق تلفی می کنند۔ و اخفائے این فیما بین ایشاں موجبِ منازعت و مخاصمت می گردد۔ پس برائے رعائتِ عدالت و برائے دفع تہمت و خصومت، در تقسیم قانونی مصطلح می نہند۔

درین صورت از روئے شرع حکمے معیّن نیست، بلکہ محمول بر شرکت وجوہ۔ و شرکت تقبیل ست۔ بر نوعے کہ قرار دہند معتبر و معمول بہ خواہد بود۔

و این تقسیم نہ از قبیلِ قسمت غنائم ہست، و نہ از قبیل قسمت مواریث، و اگر درین باب شبہ دامنگیر شود کہ این از قبیل ہبہ مشاع میگردد۔ باید فہمید کہ ہبہ مشاع از قبیل محظورات عقلی، و ممنوعات شرعی نیست۔ بنوعیکہ مخالف ادلّہ عقلیہ باشد۔ و قضائے قاضی بآن رد شود۔ بلکہ صاحبینؒ و امام شافعیؒ حکم بجوازآن کردہ اند۔

اگر بنا بر ضرورت تجویز نمایند و عمل بقول مجوز آن کنند دور از فقاہت نخواہد بود۔

و اگر محمول بر تحلیل و اباحت دارند ہم بعید نیست۔

و قسم دیگر ـــــــ آنکہ بعضے اغنیاء مبلغ پیش امینے می فرستند کہ در خدام فلان مزار تقسیم نماید۔ درین صورت آن شخص وکیل است در انقباض از طرف واہب، و بعد تقسیم حق خاص ہر یکے بحکم ہبہ مبلغ مرسول و اقباض او تمام می شود، و تقسیم آن باجازتِ مالک باید کرد یا تفویض بر رائے وکیلِ امین۔

(بقیہ حاشیہ ۹۳) خدیجۃ رضی اللہ عنہا فیُهُنَّ بِہا لہن۔ ہذا حدیث حسن صحیح غریب (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۸) مراتی

واین تقسیم خواہ بطریقِ فی نزد امام شافعیؒ باشد۔ یا بطریق حاجت، و مصارف نزد امام اعظمؒ۔

واین وجہ ثالث در آنچہ برائے تعمیر مزارؒ وغیر آن ارسال کردہ شود متعین است۔ واگر صاحبِ توفیقے مکانے بر مزارے مرتب سازد، و از تصرف خود برآوردہ، در تصرف خدام آنجا گذارد۔ بعد مرمت شکست وریخت وکہنگی۔

حکم او نیز ہمیں حکم باشد، کہ ثمن آن در مرمت و مصالح ہمان مکان صرف نمایند، وآن چہ از مصارف مستغنی عنہ باشد بطریقِ امانت نگاہدارند، برائے وقت حاجت، واگر حوائج مساکین وخدام غالب بود، در صورتِ استغناء از مرمت، در ایشان تقسیم نمایند۔

مسئلہ سیوم کہ مستحق این نذر کیست، چون ظاہر است کہ میت را ملک نیست۔ پس اعتبار میراث از حجب حرمان، وحجب نقصان مرعی داشتن ہم متعذر وہم باطل است۔ بلکہ در لفظ واہب باید دید۔ اگر نام اولاد است۔ بر اولاد موجود تقسیم نمایند۔ واگر بنام خدام در ایشان تقسیم نمایند۔ واگر بتعیین اسم نیست در خدام آنجا خواہ اولاد باشند، خواہ اجانب، واگر بر مزار ہم نباشد۔ اگر اولاد باشند احق اند والا متوسلان،

واگر تعیین جماعت معتبر شد، موجب اجر خواہد بود۔

لہ ۔ مراد از مزار دریں عبارت بظاہر آن عمارت است کہ برائے سکونت فقیران و درویشان نزدیک قبر تعمیر شدہ باشد۔ وآنرا خانقاہ نیز گویند کہ بعض درویشاں دراں برعایت قواعد شرع مبین چلہ کشند ومنازل سلوک طے کنند وآن عمارتہا کہ بر قبر بصورت گنبد تعمیر می کنند آں ہرگز مراد نیست۔ چنانچہ علامہ حلبیؒ در کبیری ص۵۹۹ مینویسند "وعن ابی حنیفۃؒ انہ یکرہ ان یبنی علیہ بناء من بیت او قبۃ او نحو ذالک لما مر من الحدیث آنفا۔ وقال فی السراجیہ ص۲۴ ۔ ویکرہ البناء علی القبور۔ وقال ملا علی القاریؒ. ویجب الہدم الخ (مرقات ج۲ ص۳۷۲)۔ وقال السید آلوسیؒ۔ و تجب المبادرۃ الی ہدمہا وہدم القباب التی علی القبور اذ ہی اضر من مسجد الضرار لانہا اسست علی معصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتجب ازالۃ کل قندیل او سراج علی قبر ولا یجوز وقفہ ونذرہ (روح المعانی ج۱۵ ص۲۱۹)۔ وقاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بیہقی وقت میفرمایند کہ۔ آنچہ بر قبور اولیاء عمارت ہائے رفیع بنا میکنند وچراغان می کنند وازین قبیل ہرچہ میکنند حرام است (مالابد منہ ص۹۵) فائدہ ۔ مراد از مکروہ در عبارت فقہاء احناف حرام است۔ چنانچہ ابو المکارم الحنفی المتوفی ۸۶۰ھ میگوید۔ المکروہ التحریم عند الامام وقال محمد ان کل مکروہ حرام (کنز الدقائق ص۳۴۹) ای عند الاطلاق (باقی بر ص۹۶)

مسئلہ چہارم ۴:- آنکہ رسم است کہ بعضے حق داران حصۂ خود را کہ معبّر باسم "اسامی" می شود۔ بدست کسے بیع کنند یا رہن می گذارند و یا ہبہ می نمایند۔

و این عقد موافق قواعد شرع باطل است۔

اوّل - آنکہ مال موجود نیست۔ و معلوم القدر نیست۔ پس قابل تملیک بعوض و غیر عوض نخواہد بود و اگر این چنین بجہالت واقع شود۔ زرے کہ بائع گرفتہ است اگر زندہ است از سہم او ادا سازند کہ شبہہ مرتہن خواہد بود۔

و اگر مردہ است و مال دیگر دارد۔ از آن مال ادا سازند۔

و الا صیانۃ لمال المشتری تا مدت ادائے آن، امہال کنند۔ و مسامحت نمایند۔ و بعد آن بوجوہ مذکورہ تقسیم فیما بینہم قسمت کنند۔

وَاللّٰہُ اعلم۔

(بقیہ حاشیہ ص۹۵) یکون المکروہ حراماً لامطلقاً۔ فافہم۔ ۱۲۔ سواتی

جوابات

سوالاتِ اثنا عشر

(۱)- فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ (الانبیاء)

(۲)- عن ابن مسعود رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الحسد الا فی اثنین. رجل اتاہ اللّٰہ مالاً فسلطہ علی هلکتہ فی الحق ورجل اتاہ اللّٰہ الحکمۃ فهو یقضی بها ویعلمها - (متفق علیہ)

(۳)- عن ابن عباس رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد - (ترمذی وابن ماجہ)

(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حافظ صاحب گرامی مرتبت امام شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر رفیع الدینؒ بعد از سلام مسنون الاسلام واضح باد کہ رقیمۂ کریمہ رسید - مطالبِ چند مرقوم بود - اجوبہ آن نوشتہ می شود -

سوال اول - آنکہ پیش فقہائے حنفیہ، مسح ربع لحیہ فرض است، و در حدیث شریف است - کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیر زنخ را تر کردند -

اگر ربع لحیہ را مسح فرض شد زیر زنخ را تر کردن چہ حاجت است -

جواب - مسح ربع لحیہ فرض است، و تر کردن زیر زنخ از حدِ وجہ خارج است۔ شستن آن بالضرورۃ از فرض خارج است -

ہمچنین کثّ اللحیہ را غسل جلد مخفی سنت است، پس در فرضیت مسح ربع لحیہ، و شستن زیر زنخ تعارض نیست -

سوال دوم - آنکہ روز قیامت، کہ لقائے حضرت باری جل شانہ خواہد شد، چہ طور خواہد شد در تجلی ذات، یا صفات -

جواب - این فقیر در رسالہ دررودراری[1] تفصیل مستوفی، درین باب نوشتہ است، کہ اظہارِ آن درین مقام طولے دارد -

اما سخن مختصر این است کہ متفق علیہ اہل سنت وجماعت است کہ دیدارِ الٰہی در جنت بے کیف خواہد بود یعنی بغیر لون، و شکل، و بعد، و جہت -

تصویر این مقام محققانِ اہل عقل وکشف بچند وجہ بیان فرمودہ اند -

---

[1] "دررودراری"، حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا علم عقائد وکلام میں ایک اہم رسالہ ہے اسی رسالہ میں سے یہاں جوابِ دوم میں رؤیت باری تعالیٰ کے بارہ میں ایک مبحث نقل کی ہے - افسوس کہ اس رسالہ کا کوئی مخطوطہ ہمیں دریافت نہیں ہوسکا - ۱۲ سواتی -

حکیم ابونصر فارابی[1] در کتاب نصوص خود می گوید که انکشاف شئ گاہے بروجہ جزئی شخصی می باشد۔ وگاہے بوجوہ کلیہ کہ عنوان یک شخص، یا اشخاص کثیرہ شود۔ اول را رؤیت، وثانی را معرفت، و ثالث را علم گویند۔

حاصل در وقت تعلق بدن، از حق جل شانہ قسم ثانی است۔ وبعد خلع بدن، این معرفت ترقی نمودہ بدرجہ اول خواہد رسید، این را تعبیر برؤیت نمودہ می شود۔

واین کلام نقل مضمون اوست نہ ترجمہ عبارت او۔

وحضرت مجدد[2] رضی اللہ عنہ می فرمایند۔ جزمے ولذتے کہ مبصر وباصرہ را در وقت معاینہ حاصل شود۔ بقدرت الٰہی جل شانہ بہ نسبت آن ذات مقدس، ہمچنان جزم ولذت در مبصر وباصرہ پیدا خواہد شد۔ واین را بجز ابصار ورؤیت، تعبیر نتوان کرد کہ عبارت دیگر مشعر بر کمال انکشاف نیست۔

---

[1] ہو ابونصر محمد بن طرخان، ولد فی النصف الآخر من القرن الثالث من الہجرۃ، فارسی الاصل، مولدہ فاراب بلدۃ من بلاد ترکستان، کان من کبار حکماء الاسلامیین، واسع الاطلاع فی العلوم الفلسفیۃ، ترجم ورتب المنطق من کتب الیونانیین الی العربیۃ، لاسیما کتب المعلم الاول ارسطو۔ وصنف کتباً عدیدۃ فی الفنون المختلفۃ، واتقن فن الموسیقی غایۃ الاتقان، وکان محباً للعزلۃ لایوجد الاعند المیاہ الجاریۃ، والغابات، ذوی الاشجار الملتفۃ، والبساطین، ولما کان اکثر ممن سبقہ من الفلاسفۃ الاسلامیین ایضاحاً وشرحاً لکلام افلاطون وارسطو، وکان اقدرہم علی فہم اغراضہم لقب بالمعلم الثانی توفی ۳۳۹ھ وعمرہ یناہز الثمانین سنۃ۔ ۱۲ سواتی

[2] حضرت مولانا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، آپ کی ولادت ۹۷۱ھ میں ہوئی، آپ کی ذات گرامی سے تمام عالم الاسلام بالعموم اور خاص طور پر برصغیر پاک وہند کے کروڑوں انسانوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ آپ کی رہنمائی سے بہت سے گم گشتگان بادیہ ضلالت، راہ راست پر آئے۔ آپ کے تجدیدی کارنامے اظہر من الشمس ہیں آپ نے ایک طرف بادشاہوں اور شہنشاہوں کی پر غرور گردنوں کو جھکا دیا۔ اور جو اپنے لئے تعظیمی سجدے کراتے تھے ان کی ایسی کایا پلٹ دی۔ کہ وہ خود مالک حقیقی کے سامنے سربسجود ہو گئے۔

اور دوسری جانب آپ نے غلط کار متصوفین جنہوں نے تصوف اور سلوک کے نام پر ہزاروں بدعات اور شرکیہ رسومات جاری کر رکھی تھیں۔ اور خلق خدا کو گمراہ بنا رہے تھے۔ کی گمراہیوں اور ضلالتوں کی پردہ دری کر کے امت مسلمہ کو کتاب وسنت اور فقہ حنفی اور صحیح تصوف واحسان کے مقام سے روشناس کرایا۔ اور ان کی رہنمائی فرمائی، شرک وبدعت اور ہر قسم کی باطل پرستیوں کا قلع قمع کیا۔

اور تیسری طرف بڑھتے ہوئے تشیع اور رفض کی بنیادوں کو کمزور کیا اور بڑی شدت سے اس غلو (باقی بر ص ۱۰۱)

و درین نقل ہم اندک تغیرے و اصلاح کردہ شد یعنی در کلام شریف ایشاں حصول جزم و لذت در باصرہ نبود۔

و اتفاق علماء است کہ رؤیت ہماں ادراک قلبی است کہ بتوسط حاسہ باشد، نہ مجرد ادراک قلبی و الا ایں قول موافق تاویل اہل اعتزال می شود۔ بنا بر آں دو سہ حرف درین زیادہ کردہ شد۔

و از کلام بعض دیگر مستفاد می شود کہ رؤیت در شاہد متحقق می شود بحصول ظل مرئی در جلیدیہ۔ و ازین جا در مجمع النور، و از آنجا در حس مشترک۔

و از اے نفس ناطقہ صورت خیالیہ، و وہمیہ، و عقلیہ تجرید می کند۔

و درہمین رشتہ نزول می کند، کہ علم عقلی بواسطہ وہم و خیال، بحس مشترک نزول می کند۔ و شبیہ حالت ابصار حاصل می شود۔

اما چونکہ تا جلیدیہ نزول نیست، ابصار حقیقی نتواں۔ و در آں جہان کہ نفوس مقدسہ و مطمئنہ گشتہ کمال اتصال بجناب مبدأ پیدا می کند، اشعۂ نورانی آں ذات مقدس بر قوت عقلیہ، و وہمیہ پرتو می زند و از آنجا بخیال، و حس مشترک نزول می کند، و بسبب شیوع فیوض الٰہی، و قوت مدرکۂ انسانی و رفع موانع نوم، و تعطل حواس، در مجمع النور، و جلیدیہ مریزش خواہد کرد۔

(بقیہ حاشیہ ص۱) کا مقابلہ کیا۔ اور علم سنت بلند کیا سلف صالحین کے بتائے ہوئے صحیح راستہ کی طرف خلق خدا کو دعوت دی، آپ کا مقام یقیناً عزیمت کا مقام تھا۔ آپ ایسے مجاہد حق گو تھے۔ جس نے حق گوئی کرتے ہوئے سالہا سال تک جیل میں رہنے کی اور قید و بند اور ہر قسم کے جبروت تشدد کی کوئی پروا نہیں کی۔

آپ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد اور پیروکار تھے۔ جو کارنامے آپ نے انجام دیئے ہیں۔ بڑی بڑی جماعتیں تو کجا سلطنتیں بھی ان کے کرنے سے درماندہ ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ آپ کے فیوض جاری ہیں۔ اور جاری رہینگے۔ آپ جس طرح عالم کتاب و سنت تھے اسی طرح آپ فقیہ کامل۔ اور صوفی حق پرست، اور مجدد اعظم بھی تھے۔ اور صاحب درجات رفیعہ اور مقامات عالیہ۔ سلوک و تصوف میں نقشبندی طریق کے امام تھے۔ آپ کے مکتوبات شریفہ سلوک و تصوف اور علم الحقائق میں وسیع اور عریض سمندر ہے شناوران حقیقت اور متلاشیان حق و صواب ان سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کی عظمت و بلندی کے لئے یہ شہادت کافی ہے جو کہ آپ کے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ آپ کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے۔ "شیخ احمد ایک ایسا آفتاب ہے کہ ہم (باقی بر ص۲)

ہمچنانکہ خیالات درین جہان در جہت، ومکان نیست آن معاینۂ حقیقیہ نیز در جہت ومکان نخواہد بود
دیگرے گفتہ است کہ در حدیث شریف آنچہ در باب رویت وارد شدہ برنفی جہت وسلب لوازم
جسمیت ایمائے نمی دہد۔

این قدر الیست کہ آن تجلی عیانی، صوری، از سائر مظاہر بدو وجہ امتیاز می دارد۔

اما از سائر مخلوقات کہ نیز مظاہر صفات آنجناب اند پس بآنکہ ظہور ذات در آن مقام بعنوان
الوہیت است۔ و در سائر مظاہر بعنوان خلیقۃ، وانواع کائنات۔ چنانچہ از نار حضرت کلیم علیہ السلام ندائے
انا اللہ لا الٰہ الا انا۔ سرمی زد۔

اما سائر تجلیات صوری، وخیالی، وحتی این جہانی پس بدین وجہ است کہ ظہور ذات مقدسہ در آن
مقام بصورتے مباین صور کائنات معلومہ، ومقرون بحدے از عظمت وکبریا، ونور، وبہا، وجمال، وصفا،
درشمول کمالات ذاتی واسماء خواہد بود، کہ حوصلہ ناظر اکمل واشرف را در وہم وعقل خود گنجائش ندارد۔
وہر کرا ازان در تصور آوردن نمی تواند۔

وآنچہ اہل سنت نوشتہ اند کہ رویت آنجہانی بے کیف است۔ برائے دفع اشکالات معتزلہ از
ثبوت لوازم جسمیہ گفتہ اند۔ چون حقیقت تجلی دریافت شود۔ جملہ اشکالات آن ہم میباشند۔

ومع ہذا بعضے اکابر می فرمایند کہ نفس را بسبب استغراق قوی در شہود حق، احساس ہیچ بجز از زمان
ومکان، وجہت، ووجود خود نخواہد بود۔[1]

(بقیہ حاشیہ ص۱۰۱) جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی میں گم ہو جائیں۔ آسمان کے نیچے ان کی نظیر نہیں۔ اور ان
جیسے اس امت میں چند ہی آدمی گذرے ہیں"۔ (تذکرہ اولیاء کرام)۔ آپ کی وفات ماہ صفر سنہ ۱۰۳۴ھ میں بعمر ۶۳ سال
ہوئی۔ قبر مبارک سرہند میں ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ کاملۃ۔ سواتی

[1] ۔ قال حکیم الامۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی۔ "الرؤیۃ علم حضوری، وانکشاف تام، باللہ تعالیٰ تارۃ۔ و
بصفاتہ المقدسۃ ایضاً اخریٰ۔ وذالک بان یضمحل تقررہ، ولا یبقیٰ الا الفرد الصمد، وہذا التوحید علی ضرب ما من التمام لا یتصور
قط فی الدار الدنیا المخدجۃ۔

وللہ در اہل السنۃ حیث وفقوا لما ہو الحق، المطابق للواقع، فیما حکموا، بان لجارحۃ العین مدخلاً ہنالک فی
الانکشاف التام، وما ذالک الا من برکات جمع الہمۃ علی تقلید الانبیاء علیہم السلام، وتحقیقہ علی ما تفردت بذوقہ (باقی بر ص۱۰۳)

ہمیں را معائنہ بے جہت وشکل، ولوازم جسمیہ میتوان گفت۔

بالجملہ ہمچناں کہ گفتہ می شود کہ زید و عمرو را صریحا دیدم، وحال آنکہ سوائے بعضے اعراضِ ایشاں ندیدہ ایم۔

ہر گاہ ایں مسامحہ تعبیر در شاہد کہ موضوع لہ لغوی لفظ رؤیت است، جاری باشد۔

در غائب بدفع آن چرا باید کوشید وچرا التزام باید کرد، کہ کنہِ ذاتِ صرف، کہ از تعلق ادراک وفہم معرا است، در قیدِ احساس، والصار افتد۔

آرے این رؤیت درحقِ خواص، وعوام، بسہ وجہ مختلف می شود۔

یکے بحجبِ قرب وبُعد۔

دیگر بحجبِ قلت وکثرت۔

ودیگر بسبب زیادتی معرفتِ صفات، وکمی آن کہ در دارِ دنیا مکتسب شدہ، وتائید آئین است کہ شبہ نیست کہ بدن ارضی را بہ نسبت روحِ حیوانی، در وجدانِ بدن ذات مقدسہ، حجاب زیادہ تر است، وروحِ حیوانی راہمچنیں بہ نسبت عالم مثال سفلی کہ مقام جن وشیاطین است وعالم مثال سفلی راہمچنیں بہ نسبت عالم مثال علوی، کہ مقام ملائکہ مقربین است، چون عالم مثال ترقی نماید، صورت ہماں عالم اکتساب کند، وبدن او حکم ارواح علویہ پیدا کند آنچہ دریں جا غیب است، آنجا شہادت گردد۔ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا[1]

---

[1] سورۃ زمر آیت ۲۹۔

(بقیہ حاشیہ ملت) انّ فی بعض اوقات التجلی الذاتی یکون العلم بوساطۃ ہذہ الجارحۃ لما ان من المتحقق عندنا ان لیس للجوارح ولا للاعراض صور علمیۃ التی نسیمہا بالاعیان، انما ہی وجوہ الاعیان، واعتباراتہ، فالعین تمثال للانکشاف التام الذی ہو وجہ منطبع فی الصورۃ الثانیۃ، وکذالک الید تمثال للقوۃ العملیۃ التی ہی ظل مجزئی من جزئیات الصنع والخلق۔

وایضاً من المتحقق عندنا۔ ان ہناک خلطاً واتحاداً بین الحقیقۃ والتمثال لیس ھہنا کما ذکرنا۔ فلسنا ننکص علی اعقابنا ان سمعنا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اشم رائحۃ الایمان من قبل الیمن، وماذالک النکوص الامن شان السفہاء کالفلاسفۃ والمعتزلۃ، واشباھہم فاعلمن لعدالتی واللتیا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ بعینہ فی المعراج وان موسیٰ علیہ السلام سمع کلامہ المقدس باذنیہ، ولا تتعجب وآمن واسلم۔ فان الانکار فی امثال ہذا طیش وعجز، اللہم لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ (الخیر الکثیر ص ۱۱۳)۔ ۱۲، سواتی

وحقائق اعمال، و هیاکل ملائک، واحوال جنت و نار، معاینہ شود۔

لاجرم اعظم تجلیات الٰہی را کہ کارخانۂ تدبیر، وفیضان قضا و قدر، ونزول شرائع برانبیا، وصدور امر و نہی، ملائکہ از آنجاست، بحسبِ مراتبِ اتصالِ نفس آشکارا گردد۔ ومتجلی شود، و جوارح بدن بتبعیتِ قوی رُوح مطیعہ آن واردات گردد۔

یقین است کہ حالت معائینہ بصری حاصل خواہد گردید۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سوال سوم ۔ آنچہ نوشتہ اند کہ ذاتِ حق الآن کما کان است۔ و در اکثر ادعیہ می آید۔ سُبْحَانَ مَنْ لَا یَتَغَیَّرُ بِذَاتِہٖ، وَلَا بِصِفَاتِہٖ بِحُدُوْثِ الْاَکْوَانِ۔

وحق تعالیٰ این قدر ظہور مخلوقات کرد، و باوجود ظہور کائنات در ذاتش وصفاتش تغیر نیاید در فہم نمی آید

جواب ۔ مثال ظہور کائنات از حق سبحانہ وتعالیٰ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی[1] من کل مایفہم ویدری ظہور صور در آئینہ است، آئینہ را ذاتے است، کہ جرم معین است و صفاتے خارجہ لازمہ از قدر و شکل، ورنگ، وشفافی، ونشیب و فرازے در سطح، و مانند آن وصفاتے است خارجیہ عارضیہ مانند برگشتن روئے از غرب بشرق و از زمین بفلک۔

پس تغیر دو قسم صفات مستلزم تغیر در عین آئینہ است کہ این ہمہ صفات در ظرف حصول جوہر آئینہ حاصل است۔ واما صورت مرئیہ دران مطلق دران ظرف حاصل نیستند نہ بظہور و خفائے آنہا در ذات وصفات آئینہ تغیرے می افتد، اگرچہ ہزاراں ہزار صورت نیک و بد، پاک و ناپاک، در وے نمودار گردد۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

سوال چہارم ۔ کافران بزور خود بر مُلک تصرف یافتند، ومدت مدید ملک مذکور در تصرف آنہا ماند پس ملک مذکور در کدام وقت و عرصہ ملک می شود۔ وکدام شرائط است کہ دادن ایشاں ازاں ملک وہبہ کردن ازاں ملک، در حق کسے حلال شود۔

وہمین صورت اگر مسلمانان متصرف شوند وبکسے بدہند گرفتن آں روا باشد یا نہ۔

[1] ۔ قطعۃ من آیۃ سورۃ الروم ۲۲ ۔ ۱۲ ستوانی

جواب - اگر کفار بر اشیائے منقولہ متصرف شوند، چون بدار خود می برند، مالک می شوند۔

اما چوں بر مُلک متسلط می شوند پس در آنکہ ایں مُلک دار الحرب کے می شود۔ اختلاف است۔

بعضے می گویند کہ دار اسلام ہیچگاہ، دار الحرب نمی شود۔

و بعضے می گویند کہ چون دار الاسلام بدو محیط باشد، دار الحرب نمی شود۔ و اگر بدار الحرب متصل گردد، دار الحرب می شود۔

و بعضے گویند کہ مادام کہ یک شعار از شعائر اسلام بوجہ اعلان ظاہر باشد دار الحرب نمی گردد۔ و چون ہمہ شعائر الاسلام موقوف گردد، دار الحرب می گردد۔

و بعضے می گویند کہ اگر یکے را از شعائر اسلام موقوف سازند، دار الحرب می شود۔

و اما اصح و ارجح آنست کہ مادام کہ حرب قائم است، و مسلمانان از استخلاص آں ملک متقاعد نگشتہ اند و استیلائے کفار بحدے نشدہ کہ ہر چیزے از شعائر اسلام کہ خواہند موقوف سازند، و مسلمانان بے استیمانِ ایشان اقامت دارند، و بر املاکِ خود بے اذنِ ایشان متصرف اند، آن مُلک دار الاسلام است، و دار الحرب نشدہ، و تصرفات عارضی ایشان معتبر نیست، و بعد تسلط اسلام، آن تصرفات اعتبار ندارد۔

و چون مسلمانان از جنگ برگردند، و متقاعد شوند، گو کہ فکر جمع اسباب در دل داشتہ باشند۔ اما از مقاومت در مانند۔ و اقامت مسلمانان باستیمانِ ایشان گردد۔ و تصرف بر املاک خود باذنِ ایشان کنند، و جریان شعار اسلام، از راہ بے تعصبی ایشان باشد، نہ از روئے قوت مسلمانان، آن مُلک دار الحرب می گردد۔ و تصرفات ایشان جائز است، و ہبہ ایشان جاری۔

و اما غلبہ و تسلط مسلمانان بر بلاد کفار پس تصرفاتِ ایشان دراں مُلک جائز است، در امورے کہ موافق شریعت اند۔ و در غصب اموال سلمین نیست۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب (باقی ص ۲۴ پر)

سوال پنجم - صلوٰۃ الوسطیٰ کدام است۔ و فرضاً اگر یکے وسطیٰ نمی شود۔ چہار نماز باقی مانند۔ و تصدیق کمال، از انہا بر می خیزد۔

جواب - در صلوٰۃ الوسطیٰ ہفت قول است۔

تعین ہر یکے از پنج نماز قولے است ۔

و مجموعہ نماز ہا معاً قول ششم ۔

و مبہم بودن ، بدستورِ ساعتِ جمعہ ، و لیلۃ القدر ، و اسم اعظم قول ہفتم ۔

اما اصح و ارجح ہمیں است کہ صلوٰۃ الوسطیٰ [1] صلوٰۃ عصر است ، و چہار نماز باقی کمال تقید از انہا بر نمی خیزد ،

زیرا کہ تقید صلوٰۃ وسطیٰ در نفس او نیست ، بلکہ در محافظت آداب زائدہ است چون وقتِ مستحب و جماعت و مسجد و

اسباغ وضوء و مسواک و آذان و اقامت و مزید اطمینان ، و کثرت اذکار ۔

و مزیت تاکید درین امور از قبیل مزیتِ فضل بر فاضل ، نہ فاضل بر ناقص ۔

و در ثبوت این قدر تفاوت شبہ نیست ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سوال ششم ۔ شریعت معلوم است کہ احکامِ ظاہری را می گویند ۔ و بدان مامور ہستند ۔ و

طریقت ۔ و حقیقت ، و معرفت کہ ذکر آن در رسائل می آید در فہمیدن نمی آید کہ چہ چیز است ۔

جواب ۔ لفظ شریعت دو معنیٰ دارد ۔ عام و خاص ۔

معنیٔ اول ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امور الدین من اعتقادٍ ، و عملٍ ، و خلقٍ ، و حالٍ دنیۃٍ ،

و قربۃٍ ، و رخصۃٍ ، و عزیمۃٍ ، : امرٍ ، و نہیٍ ۔

و معنیٔ دوم ۔ آنچہ تعلق بعمل جوارح دارد ۔ از عبادات مالی و بدنی ۔ و بیان آن عہدۂ فقیہہ است ۔ و

در کتب فقہ مذکور می شود ہمیں را مقابل طریقت و اخواتِ آن می کنند ۔

پس آنچہ تعلق باخلاق ، و نیات ، و آدابِ عبادات بر وجہ عزیمت دارد طریقت است ۔

و آنچہ تعلق باخلاص ، و عین الیقین ، و تحصیل مشاہدہ ، و استغراق در آن دارد حقیقت است

و آنچہ تعلق بمکاشفہ اسرار اعتقادات دارد ، از کیفیت توحید ، و معیت ، و قیومیت ، و اسرار محبت ، و

مراتب ولایت و اولیاء ، و مانند آن دارد ۔ آن را معرفت گویند ۔ و این ہمہ در معنیٔ اول شریعت داخل اند ۔

آرے در ہر فنے کاملان آن فن غیر منصوص را استنباط نمودہ با منصوص ملحق ساختہ شرحے و بسطے دیگر دادہ ۔

---

[1] اگرچہ در تعیین صلوٰۃ وسطیٰ اقوال بسیار اند اما نزد جمہور اہل اسلام صلوٰۃ وسطیٰ صلوٰۃ العصر است کما ہو مصرح فی روایۃ الصحیحین و غیرہما و ہو الراجح والصحیح ۔ ۱۲ سواتی ۔

علم جداگانہ استخراج نمودہ اند ۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب

سوال ہفتم ۔ معرفت بکمال ہر شئی بچہ طور می شود، زیراکہ از دیدن، وشنیدن، وخوردن،
معرفت کمال حاصل نمی شود۔

جواب ۔ حقائق اشیاء ظلال صفات الٰہی اند ۔ وظہور آنہا در خارج مربوط بعلل اربعہ است
فاعلی ۔ وغائی، ومادی، وصوری

وظہور کمال این حقائق بہ ترتب آثار مختصۂ آنہا است ۔ وحصول ثمرات خاصہ باآنہا۔
پس معرفت کمال ہر چیز بالاجمال بہ تجلی ذات حق است بر سالک در ضمن آن شئی، کہ این تجلی بعد مشاہدۂ
کثرت در وحدت ۔ در مقام سیر باللہ فی الاشیاء حاصل می شود۔
وبالتفصیل باحاطہ مبادی، وخواص اوست از قوانین حکمیہ مع تشخیص مبدأ التعین، ومراتب تنزل آن وقوانین
کشفیہ ۔ واگر از محسوسات باشد ادراک بحواس نیز در تتمیم معرفت حقیقت او داخل است ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ہشتم ۔ قصۂ ابلیس کہ در کلام اللہ وارد است ۔ معلوم نیست کہ سوال وجواب او
بچہ طور گردیدہ ۔ بطور الہام یا بطور دیگر ۔

جواب ۔ تصویر این کلام، در نقلیات ہیچ وارد نشدہ
اما وجدان چنان دریافت می کند ۔ کہ از راہ ہاتف بود ۔ یعنی این شقی ندا می شنید ومی دانست ۔ کہ
این ندائے حق است ۔ ودر نفس الامر یکے از ملائکہ مظاہر قہر، کلام الٰہی را ادا می ساخت ۔ کہ این شقی او
را نمی دید، ونمی شناخت ۔ لیکن باید دانست کہ کفر این ملعون کفر جہل واحتجاب نیست بلکہ جحود وعناد است
پیش از لعنت قوت ملکیہ کہ بہم رسانیدہ بود ۔ وتلقی از غیب می کرد ۔ زائل نکردہ اند ۔ وسلب نمودہ
تا از الم قبض، وفرط تعطش بیقرار نگردد ۔ وقدم در راہ توبہ نہ نہد ۔
بلکہ ہمیں راہ را ممزوج بسخط او، وعتاب نمودہ ۔ در کسوت اہانت طرد برپا داشتہ اند ۔

اما در جوہر روح او، رقیقۂ مظلم افگندہ اند کہ گاہے خود را مستحق جنس، وگاہے در لباس استغناء
ومایوسی گمان کردہ بتقریب طاعات واسماء مکتسبہ، در شیاطین ومردم تصرف می کند ۔

وآن رقیقہ مظلم را باد وان[1] ان موت ساختہ خلق را بضلال، وجہل، وقسوۃ، و بکرامات باطلہ رنگین می نماید۔ نعوذ باللہ منہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال نہم ۔ مشہور است سجدہ ارواح، و از کلام اللہ ہمیں قدر معلوم گردیدہ کہ[2] اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى ۔ وتفسیر سجدہ معلوم نیست بچہ طور بود، وساجد بیک سجدہ و دو سجدہ و تارک آن، وممثل امرین مذکورین کدام کس شدند۔

جواب ۔ سجدہ درین موقف مروی نیست، مؤمنین کہ خاتمہ ایشان بر ایمان می شود جواب اقرار بے توقف دادند، وکافران بتوقف۔

اما بعضے فقہار می گویند کہ انبیار دو سجدہ کردہ اند۔ وعوام مؤمنین یک سجدہ، وکافران نکردند سند این معلوم نیست۔ آرے در احادیث و آیات، گرفتن چہار میثاق معلوم می شود۔

اوّل از خمسہ اولوا العزم

دوم ۔ از سائر انبیار

سوم ۔ از علمار

چہارم ۔ از عامہ

چنانچہ از ۔ وَاِذْ اَخَذْنَا[3] مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۔

وجائے دیگر فرمودہ اند ۔ وَاِذْ اَخَذَ[4] اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۔

وجائے دیگر فرمودہ اند ۔ وَاِذْ اَخَذَ[5] رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

[1] فتاوی عزیزی جلد اول میں یہ عبارت اسطرح درج ہے "وآن رقیقہ مظلم را بقرائن ممّوہ ساختہ خلق را بضلال وجہل وقسوۃ، دیگر امانی باطلہ رنگین می نماید" ۔ واللہ اعلم ۔ سواتی [2] سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲ ۔

[3] سورۃ الاحزاب آیت ۷ [4] سورۃ آل عمران آیت ۸۱ [5] سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲

سوال دہم ـ در حالت برہنگی کلام حرام است و چون زن و شوہر فراہم آیند ذکر اللہ عزوجل است

و این ہر دو امر فیما بین خود مباینت دارند۔

جواب ـ در حالت برہنگی کلام حرام نیست. بلکہ مکروہ است ۔ و این مکروہ ہم بایکدیگر است

نہ مجرد تلفظ بزبان ۔ و ذکر اللہ در جائے تمن و نجاست منع است ۔ و در شغل جماع نہ ۔

و مع ہذا علماء نوشتہ اند کہ ذکر اللہ در بیت الخلاء ۔ وہم در وقت جماع پیش از در آمدن ۔ و

کشف عورت کردن مسنون است ۔ پس مباینت و منافات نیست ۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

سوال یازدہم ـ دیدن جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در حالت منام فرقہ سنیہ و شیعہ

ہر دو را می شود ۔ و ہر یک الطافِ آنجناب بیان می کند ۔ و احکام موافق خود نقل می نماید ۔ اغلب کہ ہر

دو کسان را افترا کردن در آنجناب خوش نمی آید و خطرات شیطانی را آنجا دخل نیست ۔

این را چہ تصور تواں کرد ۔

جواب ـ مضمون حدیث مَنْ[1] رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ ۔ را اکثر علماء تخصیص بصورت

مدفونہ در روضہ منورہ نمودہ اند ۔

و بعضے تعمیم کردہ اند بجمیع صور تہا ۔ کہ آنجناب از ابتدائے نبوت تا وفات در جوانی و کلاں سالی در

سفر و حضر و صحت و مرض بران بودہ اند ۔

تواردِ سنی و شیعی بر آن صورت احتمال بیش نیست و وقوع آن ثابت نشدہ و لانقض بالفرضیات ۔

اما تحقیق این آن است کہ دیدن آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم در خواب بر چہار قسم می تواند شد ۔

یکے[2] رویائے الٰہی کہ اتصال یقین با آنجناب است علی التحقیق ۔

و دیگرے کہ دیدن متعلقات آنجناب است از دین ایشان و سنت ایشان و بنسبب مظہر ایشان و

درجہ سالک در متابعت و محبت ایشان و مانند آن بصورت آنجناب مقدس در پردہ مناسبات کہ در فن تعبیر معتبر اند

[1] متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی ۔ والیضاً فی حدیث آخر من روایتہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی ۔ وایضاً متفق علیہ من حدیث ابی قتادہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق ۔ (مشکوٰۃ کتاب الرویا) [2] موٰتی

و رویائے نفسانی[۳] کہ ظہورِ صورت اعتقادیہ خود است کہ بر لوحِ خیال منقوش است، مانند انتقاشِ صورت بر کاغذے۔ این ہر سہ قسم در حقِ آنجناب جائز است۔

و قسم[۴] چہارم۔ کہ شیطانی است یعنی تمثلِ شیطان بصورتِ آنجناب ہمیں منتفی و ممتنع است۔

امّا قسمِ سوم شیطانے گاہے بالقائے آوازے و کلامے تلبیس می کند، و وسوسہ می اندازد۔

و چون بشہادت بعض روایات[۱] کہ در وقت قرأۃ سورۂ نجم در وقت سکوتِ آنجناب، شیطانے دو سہ حرف گفتہ، بعضے سامعانِ مشرکین را مشتبہ ساخت۔

در حینِ حیات این معنیٰ ممکن باشد۔ در خواب چرا ممکن نیست، لہٰذا در شریعتِ غرّا احکام خواب را حجت نمی شمارند۔ و در احادیثِ مشہورہ نمی شمارند۔ احیاناً۔ اگر از اہلِ بدعت دیدن آنجناب بصحت رسد ازین قبیل خواہد بود۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب

سوال دوازدہم۔ مکتوب بجواب رقعۂ حضرت شاہ غلام علی[۲]۔

حضرت سلامت بعد تسلیمات فقیر معروض می دارد کہ حقیقت کعبہ علماء چہ بیان کردہ اند، و صوفیہ چہ می فرمایند، ارشاد بود۔ زیادہ تسلیمات، و مؤمن را افضل بر کعبہ چرا است۔

جواب۔ علماء حقیقت برائے کعبہ بیان نکردہ اند ہمیں سنگ و خشت و گِل است کہ حکمِ الٰہی باستقبالِ او در نماز، و بطوافِ گردِ او صادر شدہ۔ باین نظر فضیلتے، و منقبتے، حاصل شدہ است۔

---

[۱] بعض محدثین واقعۂ تلک غرانیق العُلی را صحیح شمردہ اند۔ اما نزد محققین این واقعہ محض باطل است لا اصل لہٗ۔ چنانچہ اکثر کبار محدثین مثلاً امام بیہقیؒ، محدث قاضی عیاضؒ حافظ منذریؒ علامہ عینیؒ و امام نوویؒ وغیرہ بہ بطلان او تصریح کردہ اند۔ و الفاظ امام نوویؒ این اند۔ فباطل لایصح فیہ شیئ لا من جہۃ النقل و لا من جہۃ العقل۔ (شرح مسلم ج۱ ص۲۱۵)۔ ۱۲ سواتی۔

[۲] قطب الارشاد حضرت مولانا سید شاہ عبداللہ مجددی مظہری، دہلوی معروف بہ شاہ غلام علیؒ بہت ہی بلند پایہ اولیاء اللہ میں سے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۵۸ھ مشرقی پنجاب کے قصبہ بٹالہ میں ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے پہلے علوم دینیہ کی تحصیل کی اور ۲۲ سال کی عمر میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہیدؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ اور مجاہدہ و ریاضت کرتے رہے مرشد کامل کے زیر سایہ پندرہ سال گذارے۔ اور کامل عارفین کے درجہ تک پہنچے۔ اور بڑی تعداد میں خلقِ خدا کے لئے فیض رسانی اور ہدایت سامانی کا ذریعہ بنے۔ ہزاروں علماء اور صلحاء آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور فیضیاب ہوتے رہتے۔ حتی کہ دیگر ممالک سے بھی۔ مثلاً حضرت خالد رومی (ترکی)، اور شیخ احمد کردیؒ اور حضرت سید اسماعیل مدنیؒ (باقی بر ص ۱۱۱)

چنانچہ حضرت عمرؓ ایماء فرمودہ اِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ۔ ہرگاہ در حقائق طبعیہ صور نام مجموعہ

اعراض داشتہ باشد۔ بدون اثبات صورِ نوعیہ پس بماہیات صناعیہ چہ رسد۔

واما نزد صوفیہ پس ہر شئی را سہ حقیقت است۔

حقیقت جسمانی، وحقیقت روحانی، وحقیقت ربانی۔

حقیقت جسمانی کعبہ شعبہ از ولایت ابراہیمی کہ حق سبحانہ آنرا تخم معرفت ساختہ، بعد بنائے اوگاہے جہان

از شریعتِ حقہ خالی نماندہ۔ و دہریت در جہان انتشار نیافتہ۔ و نائب حق سبحانہ وتعالیٰ در قضائے وطرِ

شوق طالبان۔ کہ اَلْحَجَرُ عَیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ وماحی سیئات وشافع زوار می شود۔ بعد ازاں از

ولایت محمدی خلعتے فاخرہ ولباس ملکہ بدنی سابغ پوشیدہ طرفہ رونقے وبہائے یافتہ مرأۃ انوار قاہرہ بر ذات

قدس شدہ۔

(بقیہ حاشیہ ص۱۱۰) جیسے باکمال حضرات آپ سے فیض یاب ہوکر ان ممالک میں رشد وہدایت کا ذریعہ ثابت ہوئے۔

آپ نے حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ کو جو آپ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ اپنی بیماری کے آخری دور میں طلب کیا۔ اور اپنا

جانشین مقرر کیا۔ اور پھر ۱۲۴۰ھ میں اشراق کے بعد بہ ہیئت احتبار کمال استغراق اور مشاہدہ کی حالت میں انتقال فرمایا۔

مزار دہلی میں خانقاہ کے اندر ہے۔ (مقدمہ مکاتیب شریفہ از شاہ غلام علیؒ)

آپ کا شمار تیرویں صدی کے مجددین میں ہوتا ہے۔ آپ کی ذات سے اس قدر فیض جاری ہوا۔ کہ بقول حضرت

شاہ عبد الغنی محدث دہلوی ثم مہاجر مدنی رح شاید ہی اگلے زمانے میں کسی سے اس قدر فیض ہوا ہو۔ ہند میں شاید ہی کوئی شہر

ایسا ہو جہاں آپ کا کوئی خلیفہ نہ ہوا ہو۔ صرف ایک شہر انبالہ میں آپ کے پچاس خلفاء تھے۔ قال الشیخ مراد القرانیؒ فی

ذیل الرشحات " ولد الشیخ غلام علیؒ ۱۱۵۸ھ فی قصبۃ بٹالہ یتصل نسبہ بسیدنا علی کرم اللّٰہ وجہہ۔ ولما وصل الی مولانا مظہرؒ

۱۱۸۰ھ واظب علی الاخذ منہ الی خمس عشر سنۃ۔ وتوجہ الطالبون الیہ من جمیع البلاد وقد انتشر الآخذون عنہ فی جمیع الاقطار

الارض شرقاً وغرباً، وعجماً وعرباً۔ توفی الشیخ غلام علی ۱۲۴۰ھ۔ قلت کان الشیخ عبد اللّٰہؒ من کبار اصحاب الامام عبد العزیز

الدہلویؒ۔ (حاشیہ شاہ ولی اللّٰہ اور ان کی سیاسی تحریک بحوالہ کتاب التمہید از حضرت مولانا عبید اللّٰہ سندھیؒ)

حضرت مولانا الشیخ البحر العلامۃ المحدث محمد بن یحیٰ المشتہر بالشیخ المحسن التیمیؒ اپنی مشہور کتاب الیانع الجنی میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں

شہیدؒ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ ومن اصحابہ ایضاً الشیخ غلام علی العلوی صوفی جلیل توفی فی صفر سنۃ اربعین ومائتین نور اللّٰہ مضجعہ

وفیہ یقول صاحبہ الشیخ خالد الکردی الشہرزوری ثم الدمشقیؒ فی قصیدتہ المعروفۃ۔

کملت مسافۃ کعبۃ الآمال ۔۔۔ حمداً لمن قد من بالاکمال

واراح رکبی الطلیح من السری ۔۔۔ ومن اعتوار الحط والترحال

وانالنی اعلی المآرب والمنی ۔۔۔ اعنی لقاء المرشد المفضال (باقی برص۱۱۲)

وحقیقت روحانی او شان کمال تفرد الٰہی است؛ چنانکه در بنی آدم قطب مدار را و در شہور رمضان را، و در ایام جمعہ را، و در مواضع کعبہ را رسیدہ۔ واتصال آن بصفۃ مبدئیۃ خود کہ خاصۂ حق است پیوستہ کہ اول انعقاد زمین از آنجا بود؛ بر دست ابراہیم علیہ السلام۔ کہ توجہ غیب مطلق؛ وحذاقت محض داشتہ بروز کردہ ولہذا لباس سیاہ پوشیدہ کہ نشان غیب وبطون است۔

وحقیقت ربانی او شان مسجودیت حق است۔ کہ خاصۂ ذات صرف است۔ کہ صفات را نیز ازان بہرہ نرسیدہ باین اعتبار از جمیع حقائق کہ تعلق بصفات دارند؛ بالاتر گشتہ۔

واما معنی لسان المؤمن اکرم علی اللہ منک۔ پس برائے نسبت مومن کہ آنجا عبارت از انسان کامل است جمعیتے دارد کہ کعبہ ندارد۔

وسر نیابت کعبہ باوا ہیکہ حق خود جلوہ گر شدہ۔ چوں مومن را مرتبہ دیدار بخشید؛ مراتب نیابت فرود افتد۔ ونیز مومن در مقام قرب فرائض می یابد آن نوع قرب کہ کعبہ یافتہ؛ وممتاز می شود؛ از استحقاق ثمرات طاعات وحالت کعبہ شبیہ بہ حالات ملاء اعلیٰ است فقط۔ واحکام باعتبار جہات کمال مختلف می شود۔ وباعتبار حقیقت ربانی کعبہ اشرف است۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(بقیہ حاشیہ ص۱۱۱)

من نور الآفاق بعد ظلامہا ۔۔۔ وھدی جمیع الخلق بعد ضلال

اعنی غلام علی القرم الذی ۔۔۔ من لحظہ یحیی الرمیم البال؛

نجم الہدیٰ بدر الدجیٰ بحر التقیٰ ۔۔۔ کنز الفیوض خزانۃ الاحوال

کالارض حلما والجبال تمکنا ۔۔۔ والشمس ضوءً والسماء معالی ۱۲

حضرت مولانا خالدؒ پورا ایک سال سفر کرنے کے بعد جب دہلی حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں پہنچے تو پہلی رات ہی یہ قصیدہ نظم فرمایا۔ ۱۲ سواتی

(حاشیہ ص۱۰۹) لہ متفق علیہ من حدیث عابس ابن ربیعہ قال رأیت عمرؓ یقبل الحجر ویقول انی لا اعلم انک حجر ما تنفع ولا تضر ولولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل ما قبلتک؛ (مشکوۃ) وایضاً اخرج السیوطیؒ فی تاریخ الخلفاء ص۲۷ من روایۃ ابی بکر الصدیقؓ انہ قبل الحجر وقال لولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک۔ رواہ دارقطنی۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ سواتی

لہ مراد از عین وچشم محض مجاز است۔ سہ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجر واللہ لیبعثنہ اللہ یوم القیامۃ۔ لہ عینان یبصر بہما ولسان ینطق بہ؛ یشہد علی من استلمہ بحق۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ۔ والدارمی۔ (مشکوۃ) وروی الخطیبؒ وابن عساکرؒ عن جابرؓ۔ ان الحجر یمین اللہ فی الارض یصافح بہا عبادہ؛ وفی روایۃ الحجر یمین اللہ فمن مسحہ فقد بایع اللہ (شرح نقایہ ص۹۴)

(حاشیہ صفحہ ہذا) لہ لم اجدہ فی الکتب المتداولۃ۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ سواتی

فتاویٰ

حضرت مولانا شاہ رفیع الدّین محدث

دہلویؒ

(١)- وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

(التوبة)

(٢)- عن معاوية قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین وانما انا قاسم والله یعطی۔ (متفق علیه)

(٣)- عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خصلتان لایجتمعان فی منافق-حسن سمت- ولا فقه فی الدین۔ (ترمذی)

(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال اول - تلاوت مصحفِ مجید زاد اللہ مجدہ، بوقف یعنی قطع صوت برہمہ اوقافِ مطلقہ، وجازمہ، ومجوزہ، ومرخصہ وغیرہ افضل و اَولیٰ، یا بطور قراءِ پنجاب کہ بر وقف مطلق آیتہ صرف وقف می نمایند وباقی بوصل می خوانند۔

جواب - وقف عبارت است از قطعِ کلام از مابعد، و این راسہ صورت است۔

یکے بر منصوب منون وآن قلب بالف است، چون عَلِیْمًا وَ قَدِیْرًا

ودوم بر متحرک غیر این فتحہ، وآن باسقاط حرکت است، چون یَعْلَمُوْنَ، وَعَزِیْزُ الْغَفَّارُ۔ وَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔

وسوم بر ساکن است، مانند وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۔ و درین جا فرق و قطع بسکتہ خفیفہ می تواند شد۔

وانقسام این اوقاف بلازم، ومطلق، وجائز ومجوز، والوصل اولیٰ، ومختار، ومصح باعتبار ترجیح معنیٰ است چنانکہ معلوم خواہد شد۔

پس موافق معنیٰ جائیکہ وقف ارجح بود وقف بہتر است، وجائیکہ لازم بود لازم۔

وجاہائے دیگر اگر وصل کنند بہتر، واگر قطع کنند روا۔ وجناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم در تعلیم اول بعد از نزول بر ہر آیت خواہ بجائے مطلق، خواہ بجائے جائز، وخواہ بجائے دیگر برائے شمار اعداد وقف می کردند، وبعد ازان نظر بمعنیٰ، وصل، و وقف می نمودند وگاہے یک آیت را وصل، وگاہے بر ہمان وقف می نمودند، تعین یک وضع نبود، تاکہ بر مردماں آسان باشد۔ واللہ اعلم۔

سوال دوم - آنکہ ادعیہ ماثورہ در قومہ وجلسہ، خواندن افضل است، یا ترکِ آن، کما زعم فقہاء زماننا۔

جواب - مخالفت فقہاء، در جنب حدیث صحیح ہیچ قدر واعتبار نہ دارد، پس خواندنِ این ادعیہ بقدرِ

توسط افضل است و تخفیف در جماعات عامہ نیز اہم و مؤکد است بسیار طول نباید داد تا مردم دل تنگ نشوند و موجب تغیر جماعت نگردد وخیر الامور اوسطہا و اگر منفرد باشد ہر قدر باشد خواہد دراز کند لا ملامۃ علیہا۔

سوال سوم۔ آنکہ ذبیحہ کسانیکہ غیر از الفاظ کلمہ طیبہ بہرہ از اسلام ندارند و باجرت ذبح می کنند و بتحقیق پیوستہ کہ بتلفظ نویت ان اذبح کارد میرانند و تسمیہ بعد از ذبح از السنہ ایشان برمی آید و در بازارہا سوائے این قدر لحوم دستیاب نمی شود عند الفتوی خوردنش جائز است یا نہ۔

جواب۔ اول باید دانست کہ در حدیث[1] شریف وارد شدہ است کہ کنیز شخصے بز او را در صحرا می چرانید ناگہاں بریک بز گرگ زخم رسانید این کنیزک او را دفع کرد و چوں در بز اثر موت دید بیک سنگ تیز او را ذبح کرد مالکش در خشم آمدہ بر رویش طپانچہ زد و بعد ازاں نادم شدہ در حضور آنجناب (صلی اللہ علیہ وسلم) حکم خواست و حرمت مذبوح او پرسید فرمودند او را بیار چوں حاضر آمد فرمودند این اللہ۔ اشارت بآسمان کرد و قال من انا گفت رسول او ہستی بحل مذبوح او فرمودند مالکش گفت برو تعدی نمودہ ام می خواہم کہ در مقابلہ آن بطریق احسان آزاد کنم و بر ذمہ من رقبہ کفارت است باعتاق این ازاں کفارت ادا می شوم یا نہ فرمودند — اعتقہا فانہا مؤمنۃ۔

و در بعضے روایات است این کنیزک دراں وقت حائضہ بود پس ازین حدیث چند مسئلہ ثابت شدند ذبح مراۃ و ذبحہ بسنگ و ذبحے متروک التسمیہ ناسیاً زیراکہ از و نپرسید کہ وقت ذبح تسمیہ کردہ بودی یا نہ و آنکہ ماکول سبع اگر زندہ یابد بذبح حلال می گردد چنانچہ منصوص است لقولہ تعالی[2] الا ما ذکیتم دیگر آنکہ اقرار بوحدانیت اللہ تعالی و رسالت آنجناب (صلی اللہ علیہ وسلم) در جریان ایمان کافی ست دیگر آنکہ حق تعالی را بطرف آسمان اشارت کردن از عوام مقبول است۔

وثانیاً۔ آنکہ متروک التسمیہ سہ حکم دارد پیش امام مالک متروک التسمیہ سہواً و عمداً ہر دو حرام است۔

(حاشیہ ص ۱۱۵) فی الحلیۃ للمحقق ابن امیر الحاج ان الاذکار الواردۃ فی الاحادیث جائزۃ عندنا فی النافلۃ والمکتوبۃ بشرط ان لا یثقل علی الناس (عرف الشذی ص ۱۲۴) ازیں جا معلوم شد کہ نزد بعض علماء احناف رحمہم اللہ تعالی نیز اذکار واردہ در فرض و نفل جائز اند مگر شرط این است کہ بر مقتدیاں ثقل نہ شود زیراکہ در حدیث صحیح امام را بسیار تاکید وارد شدہ است کہ بر مقتدیان تخفیف کند۔ سواتی

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] بخاری ج ۲ ص ۸۲۷ ۔ [2] سورۃ المائدۃ آیت ۳

و پیش امام شافعیؒ ہر دو حلال،

و پیش امام ابو حنیفہؒ سہواً حلال، و عمداً حرام۔

و در صورت اجرائے کارد بر حلقِ مذبوح ہمراہ کلمۂ نَوَیْتُ اَنْ اَذْبَحَ ظاہر است کہ بقصد تسمیہ می باشد، بلکہ گمان آنست کہ از لفظ نَوَیْتُ شروع می شود، پس حکم این حکم سہواً باشد و غفلت، نہ حکم ترکِ قصدے۔

و اجرت گرفتن بر ذبح، وجہ حرمتے ندارد، آرے بر یک جانور مثلاً عمل کثیر نباشد کہ بران اجرت گرفتہ شود، اما اگر جانوران کثیر را ذبح کند کہ محنتے می خواہد، اجرت گرفتن چہ باک، پس این لحوم حرام نباید دانست واللہ اعلم۔

سوال چہارم ۔ آنکہ اکل اطعمہ پختہ در آتش یا چکِ سرگین، خصوص درین ازمنہ کہ بسبب کثرتِ رواجِ کارخانۂ پخت درین دیار کہ ہیزم میسر نمی شود، چہ حکم دارد۔

جواب ۔ پیش امام شافعیؒ پختن از سرگین، منع آمدہ، و نزد امام ابو حنیفہؒ جائز، علی الخصوص پیشِ جمعے کہ نجاستِ این خفیف می دانند، زیرا کہ حکم نجاست برسیدن اثر چیزے نجس، آنگاہ نجس می شود کہ اثر او محسوس گردد، چنانچہ بوئے کہ دمثل، رؤس الابر باشد، حکم بر نجاست او نیست، ہمچنین اگر جامہ بچیزے رطب فرش کنند و اندکے باین فرش رسد، لیکن نہ آن قدر کہ قابل اثر باشد بعفو داشتہ اند، ہمین قسم اجزائے دخانی کہ در مطبوخ می باشند، قابل محسوسیت نیست۔ واللہ اعلم۔

و بعضے شافعیہ متاخرین بنا بر ضرورت حکم جواز دادہ اند۔

سوال پنجم ۔ آنکہ اکل اطعمہ بیوت ہنود کہ نجاست مثل سرگین و پس خوردہ سگ و زاغ نزد ایشان طاہر است، چہ حکم دارد، و اطعمہ خانہائے خدام مہمانسرائے ہند کہ ایشان از استعمال نجاسات باک ندارند، و مسافران در ظروف ایشان اکل و شرب می نمایند، با اطعمہ خانہ ہنود برابر است یا کدام ازینہا افضل۔

جواب ۔ در ضمن سؤر حیوانات، سؤر آدمی را پاک نوشتہ اند، اما اگر نجاست محسوس شود، خواہ در طعام مسلمان خواہ ہندو، ناپاک است، و اگر بخصوص معلوم نباشد، بنا بر طہارت اصلی خوردنش جائز است،

واین ظروف کہ در مہمان سرائے می باشند، ویا در پخت و پز ہنود بکار باید آورد، و ہنود اگر طعام با احتیاط بپزند، حلال است، آنچہ مسلمانان نجس می دانند احتیاط نمایند و دستہائے خود را ہم بشویند، و پختہ ایشان مباح است

و اقوامے کہ مزاولت نجاست بیشتر می دارند از براز و خوک، و مردار و مانند آن، چون خاکروبان و چماران و کنجران، و مانند ایشان را حتی المقدور نباید خورد، و استعمال نباید کرد، کہ نجاست این اشیاء از نجاست سرگین و بول گاؤ اشد است، مسامحت در اخف تواں کرد، نہ در اشد و در ضرورت بعد شستن سہ بار اینہا را استعمال تواں کرد۔

و اصل دریں باب دو حدیث است۔

یکے آنکہ مردم[1] از جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کردند، کہ ما را سفر در بلاد نصاریٰ می افتد، و ایشان از خمر و خنزیر اجتناب ندارند و غیر از ظروف ایشان نمی یابم، فرمودند، اگر غیر ازیں میسر شود، استعمال نکنند، و الا بشویند، و بکار آرند۔

حدیث دوم آنکہ از طرف شام جامہ ہائے ناشستہ می آوردند، و دراں زماں در شام نصاریٰ بودند، و عدم اجتناب از نجاسات معلوم است، چوں برو اثر از نجاسات معلوم نمی شود، از استعمال آن منع نفرمودند۔ بنابر آن دو حدیث، ایں حکم نوشتہ شد، و در قاعدہ وجہ نیز ہمیں است، کہ بشستن سہ بار ظروفِ نجس پاک می شوند۔ پیش امام ابو حنیفہؒ در کلب و غیر آن فرق نیست، پیش (امام) شافعیؒ لیسیدہ سگ ہفت بار باید شست۔ واللہ اعلم

سوال ششم — آنکہ آب آبار[2] کہ ہنود و عوام مسلمین بظروف نجس ازاں آب می کشند، لیاقت توضی بداں دارد یا نہ۔

جواب — در آبار سہ مذہب است۔

پیشِ امام مالکؒ چوں آب در مقر خود باشد، مانند چاہ ہا، و چشمہا، و تالابہا بدون تغیر احد اوصاف ثلاثہ ناپاک نمی شود، و آنچہ در ظروف است بوقوع نجاست قلیل، نجس می شود۔

---

[1] رواہ البخاری (ج ۲ ص ۸۲۶) وغیرہ من حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سواتی)
[2] آبار جمع بیر بمعنے چاہ۔

وپیشِ امام شافعیؒ قلتین، و زائد ازاں، بے تغیر ناپاک نمی شود، و مادونِ آن بوقوعِ نجاست قلیل نجس می شود
وپیشِ امام ابوحنیفہؒ عند التحقیق، قلت وکثرت آب، وقلت وکثرتِ نجاست، مفوض برائے مبتلیٰ بہ است
اگر بداند کہ ایں قدر نجاست است، کہ اثر او در اکثر آب رسد، آں آب نجس است، والا نہ۔
و امام محمدؒ آنرا تحدید کردہ اند بانکہ اگر آن قدر است کہ یتحرک احد طرفیہ بتحریک الآخر، آنرا کثیر داشتہ اند
کہ بنجاستِ قلیل نجس نمی شود، وآنکہ کمتر ازیں است نجس می شود۔
مراد از تحریک، تحریک بعضو است۔ و ابوسلیمان دارانیؒ کثیر را تحدید بعشر فی العشر کردہ است۔
ومراد از ذراع دریں مقام ذراع ہاشمی است کہ بست وچہار انگشت گرفتہ می شود،
پس ظروف نجس کہ غالباً سرگین آلودہ می باشند، یا رسنِ آں در آب نجس می افتد، ازاں وضو نباید کرد۔
الا بعضے فقہاء برخلاف استنباطِ ابوسلیمان دارانیؒ وزن آب اعتبار داشتہ اند نہ مساحت، کہ اگر آن آب را
دران جائے بہن کنند کہ طول وعرض او عشر فی العشر وعمق او یک شبر[1] باشد، حکم عشر فی العشر دارد، گو کہ زیادت
عمق، طول، عرض کمتر باشد۔
وعامہ فقہاء آنرا قبول نداشتہ اند، چہ اگر در جائے آب کثیر باشد ودہنش تنگ، وبالائے آن بول افتد
یقین است کہ نجس نخواہد شد۔ پس اصوب واسلم دریں جا قول امام ابوحنیفہؒ است کہ مفوض برائے مبتلیٰ بہ[2] داشتہ
اند۔ واللہ اعلم۔

سوالِ ہفتم۔ آنکہ در اعیاد ہنود مثل ہولی، دیوالی وغیرہ، مسلمانان را بملاقاتِ ایشان، وبغلگیر شدن
برائے خوشنودیِ ایشان، درحالت اختیار چہ حکم دارد۔

جواب۔ در اعیاد ایشان، درحالت اختیار، مشارکت بایشان کردن، و در سوز، وسرور، شریک
ایشان شدن حرام است، اما قبول ہدایاء ایشان جائز است، چنانچہ جد امام ابوحنیفہؒ در روز نوروز چیزے از
فواکہ در جناب حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ برد، ایشان قبول کردند۔ واللہ اعلم

[1] یک شبر، یک بالشت۔ ۱۲
[2] یعنی وضو کنندہ یا غسل نمایندہ از دل خود استفتاء کند، اگر دلش فتویٰ بر نجاست وے دہد احتراز نماید، و اگر
خیال کند کہ آب بسیار، قریب دہ در دہ است، وضو نماید۔ ۱۲

سوال ہشتم - آنکه عوام مسلمین بشیوۂ ہنود در وقت پخت طعام زمین گرداگرد دیگدان بگِل می اندایند وچون کسے بدون اندودن گِل پخته باشد نمی خورند ایشان بدین اعتقاد کافر اند یا عاصی -

جواب - اولاً آنہا نه کافر اند نه عاصی بلکه جاہل و بعد فہمانیدن شرائع اسلام و بطلان این شرط در دین اگر این اعتقاد گذاشته اند و این عمل ہم ترک کردند برادران دینی اند و اگر این اعتقاد ترک نکردند و بنا بر محبت ہم عمل ترک نسازند مسلمانان عاصی اند و اما اگر اعتقاد آنہم قبول نداشتند بلکه بر اعتقاد خود اصرار کردند ؟ دیده دانسته حکم الٰہی درین باب باور نکردند کافر اند علاج ایشان اگر قدرت باشد حبس است تا زمان توبه والاقتل - واللہ اعلم

سوال نہم - آنکه رسوم کفر در ہنگام تولد فرزند سوائے عقیقه و تسمیه و غسل بعد انقطاع نفاس بدون تعین روز ششم و دہم و بستم و چہلم و در ازدواج سوائے عقد نکاح و ولیمة العرس و ہمچنیں در ختنه سوائے نفس حسنه این دیار می دانند؟ حکم کفر دارد یا عصیان و عذر بعضے مردم که می گویند که در ترک این رسوم اگر بحکم قضا و قدر امرے نافی طبائع وقوع یابد نسواں آنرا نسبت بترک می کنند که کفر محض است مراعات آن می کنیم تا این فرقه ازین کفر مصئون مانند بہرے بمعقولیت دارد یا نه -

جواب - رسومیکه در غمہا و شادیہا میکنند بعضے از قبیل تفاؤل نیک است حالانکه بخلقے یمن و برکت ازان بارہا میرسد حکم لغویات دارد می تواند که بمضمون اِلَّا حَاجَةً فِی نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰهَا[1] درج کرده شود -

وبعضے ازاں قبیل که در ترک آن لحوق مضرت اعتقاد می کنند و آن ہم از قبیل رسم کفار ایست اعتقاداً اگرچه کفر صریح نیست بلکه از قبیل آنچه بطریق خواص صادر می شود مانند جذب مقناطیس حدید را و کہربا کاہے را می دانند و ہمه را از مخلوقات الٰہی اعتقاد می کنند نه آنکه ابطال قضا و قدر می کنند این اعتقاد بدعت است وجہل مرکب نه کفر -

وقسمے دیگر از رسوم اند که از کفار اخذ می کنند و آنرا رسوم کفر توان گفت مانند حواله کردن عقد تسمیه مولود بر منجمان ہنود و موافقت در رسوم دیوالی و ہولی بنا بر فوائد دنیوی دراں این در فسق بودن از ما سبق زیاده

---

[1] - سورۃ یوسف آیت ۶۸

است اگرچہ حکم بکفرِ صریح نمی توان گفت۔

قسم دیگر است از رسوم کہ در مرض چیچک و امثال آن بجا می آرند و نظیر آن آنست کہ تاثیر ہا و شیخ سدو، و شیاطین دیگر بعمل می آرند و بنام آنہا ذبح می کنند و از آنہا علم غیب می خواہند و در تصرف در کائنات جزئیہ مانند کشادہ کردن رزق، و دادن اولاد و دفع امراض و تسخیر ارواح، و مانند آن بکار می آرند این خود شرک صریح است، در این مقام عذرے نیست، و گاؤ سید احمد کبیرؒ و مرغ بعض بزرگان ازین قبیل است۔[1]

ونیز بعضے مردم جانوران جاندار مثل گاؤ، و گوسفند، و مرغ وغیرہ بر مقابر بزرگان بطریق نیاز می آرند، و بخدام می دہند، وقید ذبح مطلق نمی کنند، مثل نقود و شیرینی نیاز کردہ می روند، خدام آن درگاہ مختار اند اگر خواہند ذبح کنند، واگر خواہند فروختہ دہند این قسم ہم قباحت ندارد۔ واگر بعد ادائے نذر او ازو انتفاع خواہند بسیار بد است کہ از قبیل حلوان کاہن است، بلکہ بدتر ازو کہ برو حکم شرک جاری گشتہ، ما مردم این چیزہا نمی خوریم، ونہ اجازت آن می دہیم۔

فوائد مفیدہ - و دریں جا فائدہ چند نوشتہ می شود حق تعالیٰ نافع گرداند۔

یکے آنکہ نذر و نیاز می کنند برائے موتیٰ سہ قسم است۔

یکے برائے عوام مؤمنین، و آن محمود است، زیرا کہ اعانت است آن مؤمنین را برائے حصول ثواب و دفع عذاب و داخل است در امر وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ[2]، و تصدق برائے موتیٰ در حدیث جاہائے بسیار وارد شدہ است، و ازاں جملہ ساختن سعد بن عبادہؓ چاہ را، و وقف کردن آن برائے ثواب مادر خود و گفتن آن هٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ - و دیگر در خبر است از تابعین کرام، کان السلف یحبون الاطعام عن المیت اربعین یوماً - و شواہد این بسیار است۔

قسم دیگر نذر است برائے اولیاء، اگر بہ نیت تبرع و احسان بایشان است، یقین کہ احسان با دوستان خدا باعث رضائے الٰہی است، و توقع کہ ایشان در مقام مکافات، زیادہ از بخشیدۂ این بدہند، واگر نیت قضائے

---

[1] اس کے بعد ایک مشوش سی عبارت درج ہے۔ "چنانچہ امیر المؤمنین شتر را کہ والد ایشان برائے بت می فرستادند، خود می خوردند، و بردمی بخشند مضائقہ ندارند" واللہ اعلم ۱۲ سواتی

[2] سورۃ محمد آیت ۱۹

حاجت است از جنابِ الٰہی بدعائے، والتجائے ایشان ظاہر است کہ دعائے ایشان از دعائے ما قریب تر با جابت بہ نسبت طاعت، ومجاہدہ ایشان۔

وطریقِ این احسان آنست کہ صرف برائے خدا بدہند، وثوابِ آن کہ حق تصدق است، تنخواہ ایشان نمایند، زیراکہ برسانیدن ثواب، بے حصولِ ثواب نمی باشد، وثواب بدون صرف در راہِ الٰہی، حاصل نہ۔ پس درین صورت این اولیاء در اخذ ثواب، نائب عابد گشتہ اند، نہ شریک معبود۔

وطریقِ دیگر آنست کہ ابتداءً آن صدقہ را از جانب آنکس بدہند، چنانچہ جنابِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ را وصیت فرمودند کہ تا زندہ باشید از طرفِ من ہر سال قربانی کردہ باشید۔

ودر نیابت حج فرمودہ اند کہ از میت واقع خواہد شد، ومانند آن کہ بہ ادائے وارث نیابۃً از مورث ساقط می شود۔

قسم سوم۔ آنکہ از جماعت باشند، کہ خود را نصب می کنند در مقام معبودیت، وپرستارانِ خود را نذر لازم می کنند، ورو بروئے خود نیایش، وعاجزی می خواہند، ودعویٰ علمِ غیب می نمایند، وادعائے مالکیتِ نفع وضرر می سازند، این جماعتِ ملعونانِ جنابِ الٰہی اند، وبدتر از مشرکان، کہ اینہا شریک غیر را می کنند نہ خود را، واین جماعت خود را در مقام شریک می نمایند، وبدتر از اصنام اند، کہ آنہا برائے خود طلب نمی کنند، بلکہ دیگراں برائے اینہا گذرانیدنِ طعام وحیوانات، واموالِ دیگر، ہمہ شرک خبیث است، نہ خود باید کرد، ونہ چیزے کہ برائے ایشان کردہ باشند باید خورد، زیراکہ ایشان استحقاق ثواب ندارند ونہ پرستارانِ ایشان نیت ثواب می کنند، بلکہ تعلق ایشان باشیاء مانند تعلق سگان است بالقمہ کہ رو بروئے او باندازند، اگر مقدور باشد، تنبیہ ایشان بحبس است واگر قبول توبہ نکنند، مرتد باید دانست۔

واما آنچہ بر قبور اولیاء می برند، سہ قسم است۔

یکے در مجلس فاتحہ، وختم برائے حاضرانِ مجلس باشد اگر این جماعت بر سر قبر باشند آنجا تقسیم شود، وثوابِ آن باموات برسد۔ واگر در خانہا باشند بر حاضران تقسیم شود، این قسم ہم قباحتے ندارد،

دوم آنکہ برائے مجاوران قبر ایشان باشد، کہ موجب رضائے ایشان شود، وخدمت اولاد کسے موجب

رضائے اوست، و در حدیث شریف است کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاتے ذبح می کردند چیزے ازاں باصدقائے حضرت خدیجہؓ می فرستادند، این ہم قباحتے ندارد۔

سوم آنکہ چیزے بطریق تعبد بے تعیین معطیٰ لہ بنہند تاہر محتاجے کہ خواہد برد، این ہم از قبیل اباحت ست چنانکہ در سبیل آب را، و در اعراس طعام را، برائے محتاجان مباح می کنند و ثواب آن بکسے رسانند، آرے اگر این قسم طعام را مشابہت بانذور شیاطین می شود چنانکہ گذشت در یں صورت عمل بے نیت است اگر نیت رسانیدن ثواب است قباحتے نیست، واگر خالص برائے ایشان است بے نیت صرف کنند شائبہ شرک است ازیں احتیاط باید نمود۔

واما جریان بر رسوم متعارف بنابر آنکہ اگر حکم قضاو قدر منافی طبائع بوقوع آید، نسوان بے عقلان را موجب اعتقاد آن کہ محض بسبب ترک آن شد، واین کفر است، از برائے احتراز ازیں وہم مخالفت رسم نکردن عذرے ضعیف است، کہ از کفر صریح باز می دارد۔ واللہ اعلم

سوال دہم۔ آنکہ نوکری معلم گیری اطفالان ہنود نابہبود، عند الشرع جائز است یانہ۔

جواب۔ درآنچہ تعلق بدنیا دارد، مانند نوشتن، د زبان فارسی برائے انشاو رقعہ آموختن، وسیاق، و حساب فہمانیدن، مضائقہ ندارد۔ وآنچہ تعلق بدین دارد، یا در اثبات عقائد کفر تقویت می کند، منع است نباید آموخت۔ واللہ اعلم

سوال یازدہم۔ آنکہ نوکری نصاریٰ وہنود وغیرہا من الکفار، علی التفصیل از مفتی گری و منشی گری و کوتوالی و وکالت، و برقندازی، وجمعداری، و رسالہ داری، و معلم گری، وسوائے ازیں بہر کارے وعہدہ کہ باشد علی اصل الاصول، وتحت شرع الرسول، صورت جواز و قبول دار دیانہ، وآنانکہ دم خیر خواہی میزنند بموجب آیۃ کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ الخ مطلقا ازمنہم انگاشت یانہ۔ بینوا توجروا

جواب۔ نوکری را دو حالت است، یکے اضطرار کہ بدونِ آن معاش بدست نمی آید، و دیگر حالت اختیار کہ معاش بجود دیگر بدست می آید، در نوکری ایشان ضرورتے نیست و در حالت ثانی ہرگز خوب نیست

چراکہ درینحالت خیرخواہی، ومحبت آنہا وتعظیم آنہا لازم می آید،

واما درحالت اضطرار، نظر باید کرد کہ نوکریہاے ایشان دوقسم است۔

یکے آنکہ دروارتکاب محرمات شرعیہ لازم می آید، واین نوکری سبب حرمت شود، مثلاً جنگ بامسلمین،

باپلٹن ہا، وحاضرساختن شراب، ومردار، وخنزیر درخدمتگاری، ومانند آن، این قسم راتباید کرد۔

دوم آنکہ این چیزہا درو نباشد، یکے آنکہ درومظنہ قوی درارتکاب حرام است، گوکہ این نوکری برائے

آن نیست، مانندگرفتن رشوت، وحمایت ظالم، وزیادتی ظلم برمظلوم، این چیزہا فی نفسہا قباحت دارند، خواہ در

نوکری مسلمان باشد، خواہ درنوکری کافر، برائے ہمیں خدمت قضارا اکثر علماء مکروہ داشتہ اند، وازاں اجتناب

کردہ اند۔

دوم آنکہ این معنی درونیست، مانندپاسداری، دروازہ ہائے، وبدرقہ رسانی قافلہ ہا، ونویسندگی عدالت

ومانند آن، این قسم عند الضرورۃ، قباحتے ندارد، مگرآنکہ بایدکہ پاسبانی دلِ خودکند، تا ازمحبت کفرمعمورنگردد، و

عزت وحرمت اسلام از دل وے کم نہ شود، چنانچہ درآیۃ کریمہ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ

مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ[1]۔

سوال دوازدہم۔ آنکہ اشغال مراقبہ، واذکار، بطریق اَرَّہ، وقمری وغیرہ، کہ دفاترہا ساختہ اند و

جلدہا پرداختہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکے ازصحابہ رابایں وضع، وقسم تعلیم ساختہ اند، یعنی فرمودہ اند یانہ

و درکتب حدیث ذکراین اعمال بالتصریح باین اسم وطریق، کہ درنامہ نوشتہ، آمدہ یانہ، وحالانکہ درزمانِ سعادت

نشان سرورجہان صلی اللہ علیہ وسلم، این چنین مروج نبود، حکم بہ بدعتِ آن نمودن میرسد یانہ۔ بینوا توجروا

جواب۔ اصل اشغال، واذکار، ومراقبہ، ازروئے آیات، واحادیث است، اماطرقِ آن ازشد

ومد، وضرب، وحبسِ نفس، وتحریک سرہیچ جا نیامدہ، ازتجارب مشائخ است، وحبس نفس ازتعلیم خضر است

علیہ السلام۔ البتہ بدعت است لیکن بدعت دوقسم است۔

یکے آنکہ دیو ومعنیِ قبیح درضوابط دریافتہ شود، ومثل آن درشرع نباشد، این بدعت سیئہ می باشد۔

---

[1] سورۃ آل عمران، آیت ۲۸

ودیگر آنکه اورا اصلے صحیح در شرع باشد، ودرو فوائد دینی یافتہ شود، این قسم بدعت حسنہ یامباح خواہد بود
ظاہر این افعال سالک را از قبیل مباحات است، چنانچہ برائے افزونی قوت ورزش وکشتی، ولیزم
ومگدر استعمال می کنند، وجہ حرمتے ندارد، بلکہ از قبیل معالجات نفسانیہ، برائے دفع خطرات، وانگیختن سوزش
محبت۔ واللہ اعلم۔

سوال سیزدہم۔ آنکہ مراتب غوث، وقطب، وابدال، واوتاد وغیرہ، بتفصیل تام درکتب ارقام اند
وتعیین قطبے درہر شہرے وجوبا کہ بے تحکم، وتعیین آن، انتظام زیر وزبر گردد، وخراب شود، ثبوت آن بحدیث
گردیدہ یانہ، وذکر اسامی، ومراتب، ودرجاتے از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ یانہ، وکسے از صحابہ و
تابعین راہم این مراتب دست دادہ یانہ۔ بینوا وتوجروا

جواب۔ از اقسام دو چیز درحدیث وارد شدہ، ذکر ابدال، ودیگر ذکر نقباء ونجباء، ودرحدیث
برائے ابدال دو عدد آمدہ است۔ ہفت، وچہل، چون ازینہا کم شود، دیگرے بجائے او قائم می شود۔
ونیز درحدیث از حضرت مرتضیٰ علی آمدہ است کہ جناب نبوت (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمودند، لکل نبی
سبعۃ نجباء ورقباء وانا اوتیت اربعۃ عشر۔ فسأل الناس علیا کرم اللہ وجہہ من ہم، فقال
انا وابنائی وجعفر وحمزۃ وابوبکر وعمر ومصعب بن عمیر وبلال وسلمان وعمار وعبداللہ
بن مسعود وابوذر والمقداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) رواہ الترمذی
واقسام دیگر از غوث، وقطب واوتاد کہ می شوند از مکشوفات اند، نہ از قبیل ماثورات شرعی۔ واللہ اعلم

پیش اہل کشف، مقامات اولیاء (در) اقسام منحصر نیست، واز صحابہ کرام بدرجہ ہائے عالی از صدیقیت
وشہادت وغیر آن رسیدہ اند، وجماعت کہ این اسامی قرار دادہ اند چیزے ازین برائے صحابہ ہم نوشتہ اند
وچیزے غیر ایشان، چنانچہ می گویند در زمان آنجناب (صلی اللہ علیہ وسلم)، عصام قرنی بود، عم اویس قرنی
وبعد ازاں، ہم مردمان غیر مشہور نوشتہ اند، واین خلفاء کرام را قطبیت ارشادے بود، وآن غیر قطبیت
مدار لیست، وخلافت نبوت نیز از مقامات عالی است، وخلفاء اربعہ بآن مشرف شدہ اند، ودر بیان اقطاب
شیخ اکبر درفتوحات زیادہ از صد نوع نوشتہ اند، وبہر یکے منزلے از آیات قرآنی تحقیق نمودہ اند، این

مبحث طولے دارد۔ واللہ اعلم

سوال چہاردہم۔ آنکہ در شہرے بزرگے را بعد وفات آن بزرگ شاہ ولایت شہرے قرار دادن، ومتصرف ہمہ امور دانستن چہ معنی دارد، ونیز صحابہؓ با وجود آنکہ افضل است، وایمان آنہا مقبول است، ہیچ یکے را شاہ ولایت شہرے، و ولایتے، بعد وفات نشد، پس بکسانیکہ ہنوز ایمان آنہا بالقطع معلوم نیست کہ مقبول گردیدہ یانہ، این کار چہ تناں صورت بندد، و مدار تصرف بر زندگی است، بعد موت کہ قطع ہمہ علائق آمدہ، یا نسبت این کار چساں لائق۔ بینوا توجروا

جواب۔ در بعضے شہرہا از روئے بشارت اولیاء شخصے گذشتہ است کہ قضائے حاجات اہل آن شہر، و دفع بلیات ایشان، بدعائے او میسر می شد، ہمین است معنی شاہ ولایت، و زیادہ ازین گمان کردن خیال واہی است، و بر قول عوام کالانعام جائے اعتماد نیست مثلاً آمدن حضرت شیخ معین الدین چشتیؒ بحکم جناب نبوت (صلی اللہ علیہ وسلم) بود، بخواجہ عثمان ہارونیؒ و نشانیدن حضرت خواجہ قطب الدینؒ در دہلی نیز بہ بشارت، و حکم خواجہ معین الدین چشتیؒ بود، و فرستادن حضرت نظام الدینؒ در دہلی، و حضرت علاء الدین صابرؒ بکلیر کوٹ[1] موافق الہام و اشارہ غیبی بودہ، ہمچنیں جماعت اولیا کہ بحکم مرشدان کامل بود، ازیں قبیل است، و حق تعالے از وزیر و مشیر مبرا، و عالی است، کار خود بدیگرے نہ سپرد، و مستحق عبادت کسے را نہ ساختہ کما قال اللہ تعالے وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عہ سورۃ زخرف آیت ۴۵

[1] یہ مشائخ چشتؒ "سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں انکی بدولت گذشتہ زمانوں میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی گمراہ مخلوق کو ہدایت بخشی، یہ سب سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اکابر ائمہ ہیں اور امت محمدیہ کے قابل صد فخر بزرگ اور ممتاز اولیاء کرام ہیں جن کے کارنامے صفحات تاریخ پر جابجا پھیلے ہوئے ہیں۔ ان بزرگوں کی پاک زندگیاں اور ان کے مختلف پہلو ان کی عبادات ریاضات، تعلیم و تربیت، اخلاق و عادات، تبلیغ و مجاہدہ، اور ان کا سوز و گداز، یہ وہ چیزیں ہیں کہ رہتی دنیا تک جن کے اثرات باقی رہینگے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب و رضاء، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و محبت کی طلب اور خدمت دین و مذہب، اور ہمدردی خلق خدا، ان کا خاص شعار تھا۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں غیر مسلم ان حضرات کی تبلیغی اور تعلیمی جد و جہد کے نتیجہ میں مشرف باسلام ہوئے، اور شرک سے ہٹ کر توحید خالص اور دین حق اور رحمت خداوندی کے دامن میں داخل ہوئے (باقی برص ۱۲۵)

سوال پانزدہم ۔ آنکہ بر سرے قبر بزرگے در سالے جمع آمدن و آنرا روز وفات فی الحقیقۃ قرار دادن، با وجود آنکہ امر زمان سیال غیر قار است، و بر سر گور چراغ روشن نمودن، و با وجود سرود و لعنت بر فاعل آن، و از گچ، و خشت، و ملبوسات حریر وغیرہ بہترین لباس و ثیاب، قبر را تزئین دادن و سرود از قسم ہولی و خیالات مع آلات مخترعات مزامیر، و دہل، و طنبور وغیرہ شنیدن، و باز بر آن افعال ثواب و اجر از جناب قادر بے مثال، برائے خود مرتب ساختن، ماخوذ و جواز آن از کدام خانہ است، و حضور این چنین مجلس چہ حکم دارد، و فاعل و حاضران را چہ تعبیر باید کرد۔ بینوا توجروا

جواب ۔ آنکہ زمان اگرچہ سیال غیر قار است، اما آنچہ بہ آن تقدیر کردہ می شود، زمان را از شب و روز، و ماہ و سال اینہا را شرعاً و عرفاً دورہ مقرر است، چوں یک دورہ تمام می شود، باز از سر نو شروع می شود،

(بقیہ حاشیہ ص۱۲۶) اور اسی طرح لاکھوں مسلمان، احسان و تصوف کی عملی تعلیم و تلقین سے درجات عالیہ پر فائز ہوئے ان مشائخ چشت کو اللہ تعالیٰ نے جسقدر قبولیت عطا فرمائی، اس سرزمین میں کسی اور خانوادے کو میسر نہیں ہو سکی جیساکہ حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔ "واما الجشتیۃ فقد کان نفخ فیہا روح القبول، فکان کل من انتصب من الجشتیین رزق قبولاً عظیماً" و ذالک لان اہل ہذہ الطریقۃ اکثر ما کانوا فی ارض الہند، ولم یکن فیہم داع الی لاحسان الا مولاء" (تفہیمات الٰہیۃ ج ۱ ص۸۶)

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ ۔ آپ سیستان میں پیدا ہوئے تعلیم و تربیت کے بعد لاہور آئے، اور لاہور سے ملتان گئے اور وہاں کئی سال تک رہے اسی اثنا میں آپ نے سنسکرت اور پراکت زبان سیکھی، پھر ۵۶۱ھ میں اجمیر تشریف فرما ہوئے۔ اور وہاں ہی ۶۳۳ھ میں بعمر ۹۷ سال وفات پائی۔ آپ حسینی سادات میں سے ہیں، اور حضرت خواجہ محمد عثمان ہارونی زندنیؒ کے خلیفہ ہیں۔ (جنکی وفات ۵۹۷ھ یا ۵۶۷ھ میں ہوئی ہے قبر شریف مکہ مکرمہ میں ہے)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۔ آپ اوش (ماوراء النہر علاقہ خراسان) میں پیدا ہوئے۔ آپ بھی حسینی سادات میں سے ہیں۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے بیس برس تک پشت کو زمین پر نہیں لگایا (یعنی لیٹ کر نہیں سوئے) آپ دن رات میں تقریباً سو رکعات نوافل ادا کرتے تھے اور ہر رات تین ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے۔ آپ کی وفات دہلی میں ۶۳۴ھ میں ہوئی۔ رحمہ اللہ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج رح۔ آپ قصبہ کھتی وال۔ ملتان میں ۵۸۴ھ میں پیدا ہوئے آپ حضرت فاروق اعظمؓ کی اولاد سے ہیں۔ اجودھن (پاک پٹن) میں آپ اقامت گزین ہو گئے تھے۔ پنجاب کے اکثر راجپوت خاندان آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے۔ آپ تعلیم و تدریس بھی کرتے تھے۔ آپ نے بے پناہ مجاہدات، اور ریاضات کئے تھے۔ آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ مورخ محمد قاسم فرشتہ رح فرماتے ہیں ۶۶۰ھ (باقی بر ص۱۲۸)

بہمیں حساب رمضان را بشہر صوم و ذی الحجہ را شہر حج و ہمچنیں شہور دیگر در روزہ حکم اتخاذ بالنظیر ہو دادہ می شود
چنانکہ در حدیث است کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ حق تعالیٰ نصرت حضرت
موسیٰ (علیہ السلام) و غرق فرعون دریں روز کردہ است براۓ شکرانہ او روزہ می گیریم جناب نبوت (صلی اللہ

(بقیہ حاشیہ ۱۲۷) اخبار الاخیار اور سفینۃ الاولیاء میں ۵ محرم ۶۶۴ھ لکھا ہے۔ اور سیر الاقطاب میں ۶۹۰ھ تحریر کیا ہے۔
واللہ اعلم۔ آپ کی قبر مبارک اجودھن (پاک پتن) میں ہے۔
نظام المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین الدہلوی ؒ۔ آپ کے آباؤ اجداد بخارا سے لاہور آئے اور یہاں سے
بدایوں چلے گئے۔ بدایوں میں ہی آپ کی ولادت ماہ صفر ۶۳۴ھ میں ہوئی۔ آپ صائم الدہر تھے۔ اور آپ عمر بھر مجرد رہے
آپ کی ذات سے اللہ تعالیٰ نے بہت فیض جاری کیا۔ فوائد الفواد آپ کے ملفوظات کا فارسی زبان میں بہت ہی گرانقدر
مجموعہ ہے۔

توکل آپ نے توکل پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا "اعتماد برحق باید کرد۔ و نظر برہیچکس نباید داشت" اس کے بعد
آپ نے فرمایا کہ "ایمان کسے تمام نہ شود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچناں نمایند کہ پشک شتر"۔ (فوائد الفواد ص ۱۰۱)

مومن آپ نے فرمایا کہ "مومن وہ شخص ہے کہ اگر وہ مشرق میں ہے اور مغرب میں ایک مومن کے پاؤں میں کانٹا
چبھے تو اس کو یہاں درد محسوس ہو"۔

سماع سماع کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ "سماع ایک صوت موزون ہے۔ اس لئے حرام نہیں اس سے تحریک
قلب ہوتی ہے۔ اگر یہ تحریک یادِ حق کے لئے ہو تو مستحب ہے۔ لیکن فساد کی طرف مائل ہو تو حرام۔

سماع کے لئے ذیل کی شرائط لازم ہیں۔
(۱) مسمع (سنانے والا) مرد ہو۔ لڑکا (امرد) اور عورت نہ ہو۔
(۲) مَسموُع (جو چیز سنی جاتی ہے) وہ ہزلیات اور فواحش سے پاک ہو۔
(۳) مُستَمِع (سننے والا) وہ صرف خدا کے لئے سنے۔
(۴) آلات سماع۔ مثلاً چنگ و رباب اور دوسرے مزامیر نہ ہوں۔
(۵) محفل سماع۔ اس میں عورتیں اور لڑکے نہ ہوں۔ (تذکرہ اولیاء کرام)
آپ کی وفات ۷۲۵ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے۔

حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری ؒ۔ آپ حضرت خواجہ فریدالدین شکر گنج ؒ کے خواہر زادے
اور داماد اور آپ کے خلیفہ ہیں حضرت شمو فرماتے تھے "علوم ظاہری و باطنی من در شیخ نظام الدین سرایت کردہ
و علوم ظاہری و باطنی پیران کبارِ من در شیخ علاء الدین صابر اثر کرد"۔
اور کبھی فرماتے تھے کہ "علم سینہ من بہ شیخ نظام الدین بدایونی، و علم دل من بہ خواجہ علی احمد رسید"۔ آپ
کی وفات ۶۹۰ھ میں ہوئی۔ قبر شریف کلیر کوٹ رڑکی کے قریب ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے خاص برگزیدہ بندے تھے۔ اور ظاہر و باطن میں کامل (باقی بر ۱۲۹)

علیہ وسلم فرمودند۔ انا[۱] احق من وفا بنذر ملۃ اخی موسیٰ فصام یوم عاشوراء وامر الناس بصیامہ۔

ونیز حضرت بلال[۲] را وصیت فرمودند بصوم روزِ دوشنبہ، وفرمودند فیہ[۳] وُلِدتُ وفیہ انزل علیَّ وفیہ هاجرت، وفیہ اموت، بنابریں یاد کردن تاریخ وآن ماہ، در رسم مردم افتاد، واگرچہ فی الحقیقت یاد داشتن آن روز فائدہ ندانست، زیراکہ وقت تصدق ودعا ہمیشہ است، لیکن چوں مردماں ازینجہاں بمحافظتِ ایں رسم گذشتہ اند، ایشاں را انتظار برّ بسوئے والدین، یا اقارب خود می باشد، رفع انتظار ایشاں فائدہ ایست معتدبہ۔ وبہ معاملات مکاشفہ دریافت شدہ کہ درچنیں روز، اجتماع ارواح دوستان در برزخ می شود، پس امداد[۴] بدعا، وختم، واطعام، بدعتے مباح است، وجہ قبح ندارد۔

(بقیہ حاشیہ ص۱۲۸) اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے بہت سی مخلوق کو فیضیاب فرمایا۔ انہوں نے شریعت حقہ کے آداب کو بھی کماحقہ ملحوظ رکھا۔ طریقت وحقیقت کے آداب بھی بجالائے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رح فرماتے ہیں، "الطریق کلہا ادب، ہیچ بے ادب بخدا نرسد"۔ ذکر حق اور خدمت خلق ان حضرات کا وطیرہ تھا۔ صحیح معنی میں یہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ تھے۔

ے۔ جاناً لبم از ذکر تو خاموش مباد	یاد تو زخاطرم فراموش مباد
ہرجا ز شما بلب حدیثے گذرد	ذراتِ وجود من بجز گوش مباد
ے۔ ایں طائفہ اند اہلِ تحقیق ؏	باقی ہمیشہ خویشتن پرستند
فانی زخود و بدوست باقی۔	ویں طرفہ کہ نیستند وہستند

اللہم لا تحرمنا من برکاتہم بحرمۃ النبی الامی نبی الرحمۃ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ سواتی

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] رواہ البخاری ومسلم عن ابن عباس رضؓ مرفوعاً ولفظہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنحن احق واولیٰ بموسیٰ منکم الحدیث. متفق علیہ (مشکوٰۃ ج۱ ص۱۸۰)

[۲]

[۳] رواہ مسلم من حدیث ابی قتادۃ رضؓ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ وُلدت وفیہ انزل علیّ (مشکوٰۃ ج۱ ص۱۷۹) ولیس فیہ وفیہ هاجرت وفیہ اموت فلینظر من اخرجہ ولم یصح فی شئ من الحدیث انہ علیہ السلام اخبر قبل الوفاۃ بانی اموت یوم الاثنین۔ سواتی

[۴] یعنی برائے ایصال ثواب بزرگان دین، اگر صلحاء وقت جمع شدہ، قرآن شریف خوانند، وخیرات کردہ ثواب رسانند، مضائقہ ندارد، این را بدعت مباحہ باید گفت۔ ۱۲

واما ارتکاب محرمات از روشن کردن چراغہا، وملبوس ساختن قبور، وسرودہا، ونواختن معازف، بدعات شنیعه اند، وحضور چنین مجالس ممنوع، اگر مقدور باشد، بعمل حدیث گذشته[۱] من رأی منکم منکرًا الخ عمل باید کرد- و در مقام زجر پراگنده کردن- اسباب بدعت کافی - واللہ اعلم

سوال شانزدہم - آنکه تواجد در رقص که بسماع می نمایند، وحرکات نامعقول که بمشابه مجانین است، می آرند، آیا این ذوق وشوق، ہیچ یکے از صحابه وتابعین را دست داده است، یا نه، باوجودیکه تکمیل ایمان وقوتِ ایقان آنہا بقطع نظر از فضل، وبوجوہِ دیگر از ایشان بہزار چند غالب بودند، و وجدے وحالتے که بسماعِ غنا، وقران، وفواحش، وکلمات خلاف، ونامعقول که اگر نسبت بطرف او تعالیٰ جل شانه نموده، محض موجبِ کفر گردد- ومعاذ اللہ مع آلاتِ محرمات از مزامیر و دہل وغیره دست میدہد گاہے از شنیدنِ آیتے از آیاتِ الٰہی، وحدیثے از احادیث رسالت پناہے، وبدیدن صنعے از صنعات نامتناہی، این چنیں حالت، ورقت دست نمی دہد، چه معنی دارد، کما قال اللہ تعالیٰ اَفَلَا یَنظُرُونَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ وَاِلَی الۡجِبَالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ وَاِلَی الۡاَرۡضِ کَیۡفَ سُطِحَتۡ[۲]-

پس عجب است که از خواندن قرآن وشنیدن آن دست وپا گم نکنند، ومعرفتِ او تعالیٰ حاصل نگردد، وباستماع محرمات شرعی این چنین ذوق وشوق نصیب وقت گردد- وسبحانه تعالیٰ علوًا کبیرًا- وکلمات اللہ ہی العلیا- دریں باب از راهِ حق وانصاف بلا تعصب باحد الاطراف بیان فرمایند، که این چنین کسان از اہل البدعه چه سان تصور باید کرد- مگر آنکه برابر ایشان دلیل از کتاب وسنت قائم گردد، للبته واجب قبول است- بینوا وتوجروا

جواب - مقصود از آفرینش محبت حضرت منعم، واطاعت اوست، واین محبت را اقسام بسیار است، وحکم بچند سبب مختلف می شود-

---

[۱] روی من حدیث ابی سعید الخدری رض (وغیره) رواه مسلم فی صحیحه-
(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۳۶) سواتی

[۲] سورۃ الغاشیه آیت ۱۷ تا ۲۰

یکے اسباب محرک این محبت۔

دوم مقتضائے دورہ۔

سوم فیض مرشد آن۔

چہارم امزجہ محبان۔

باین سبب گوناگون طریق برائے اظہار محبت پیدا می شود، وحق تعالیٰ چندین درجات جنت کہ پیدا کردہ است، برائے اختلاف امزجہ، واحوال اہل جنت است، جماعت رانی الحقیقت شورشے در دل پیدا می شود۔ کہ بمثل خفقان از محافظت ادب معقول ومشروع عاجز می آیند، صحابہ کرام، وتابعین عظام را بسبب غلبہ انوار نبوت، وانوار قرآن مجید، این احوال طاری نمی شد، چون نظر خلق بر احوال قلب افتادہ وبذکر وشغل، کہ لطیفہ قلب بجوش می آرد، مشغول شدند، گوناگون احوال با انواع دیگر پیدا شد۔

بعضے را در مزاج غلبہ لذت حسن وسماع بود، ہمراہ آن غلبہ نسبت باطن می شد۔

وبعضے را بالعکس زیرا کہ نسبت ایشان، نسبت مسکور واطمینان، واستغراق بودہ است۔

وبعضے را نسبت ابتہاج وانبساط بدریافت، وصل محبوب حقیقی شد۔

وبعضے را بملاحظہ غایت تنزیہہ حسن ابدی لازم حال گشت۔

بالجملہ مردن بعضے ازین حادثہ شوق دلیل صریح است بر شدت ہیجان محبت الٰہی واستیلائے آن بر قلب ایشان۔ پس اعتراض بر ہیچ یکے ہرگز نباید کرد، [ے]

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　میلش اندر طعنۂ پاکان برد

ظاہر است کہ اوقات لیل ونہار چہ قدر تفاوت دارد وبرائے ہر یکے عبادت جدا۔ آمدیم بر آنکہ کلمات متوحش کہ لائق جناب الٰہی نیستند، محرک محبت الٰہی چگونہ باشند، این را طریق یافتہ می شود بعضے از قبیل رموز پوشیدنی، وبعضے ازان از قبیل احکام گفتنی اگر مدرکہ تحمل نماید، وبر اجمال آن قناعت باید کرد۔ وتحقیق آن را بر صحبت ہائے اگر مقدر است حوالہ باید داشت۔

[ے] یعنی بر صوفیہ اہل وجد وسماع اگر مرتکب منکرات نشوند، اعتراض نباید کرد۔ ۱۲

اوّل ہمچنانکہ رب العزت را در خواب بصورت در شکل تواں دید، ہمچنان در بعضے معاملہ ہا در بے خودی ہا، باوجود بیداری واقع می شود، و بعضے سخنان کہ شایان مرتبہ ذات نیست در اینچنین تجلی واقع می شود، محتمل است کہ کسے را این قسم شدہ باشد و یا پیش آید۔

دوم آنکہ این کلمات گاہے بہ نسبت شیخ خود یا ارواح طیبہ کہ از احکام بشری رستہ، مانند مخاطب افتد

سوم آنکہ در علم بلاغت تشبیہ، و تمثیل می گویند کہ ہیئت منتزعہ را از امور متعددہ بامرے تشبیہ می دہند و مشابہت باہر چیز منظور نمی باشد، ہمچنان از استحصال این حالت مجازی کہ عاشق را با معشوق درین جہاں واقع می شود، ہیئت محبت و قلق را کہ مسمیٰ بعشق است انتزاع نمودہ، صرف بجناب کبریا می کنند، و جزئیات آن کلام را از پیش نظر مطروح می گردانند، نسبت این چیزہا بآنجناب اصلا ملحوظ نمی باشد چنانکہ در آیت کریمہ۔
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1]۔

اما آنچہ از بعض بزرگاں استماعِ آلات محرم بوقوع آمدہ، این طائفہ بر سہ قسم دیدہ شدہ اند۔ جمعے ہستند کہ بشہادت وجدان کہ این امور در دلِ ایشاں بجز محبت مولیٰ چیزے نمی رویاند، و بغیر از التفات، و استغراق در جمال الٰہی بچیزے نمی کشند۔ فہمیدند کہ منع ازیں[2] وجہ ندارد برائے آناں نہ کہ برائے کسانے دیگر کہ داعیہ شہوانی، یا حرص دنیا، یا غفلت، و تلذذ می کنند، در حق آنہا حرام باشد[3]۔ پس این از قبیل خطاء اجتہادی باشد، یا از قبیل تاویل، یا بخصوص نصوص عامہ بسبب معارضہ ادلہ قطعیہ کہ از آں جملہ وجدان سلیم می فہمند، پس باعتقاد اصلا مرتکب[4] حرام نمی شوند،

و جمعے دیگر اند کہ بایں ہمہ حکم بر سر و چشم داشتہ بنا بر بے قراری، مرتکب این می شوند کہ بدون این تسلی و امضائے شوق کما ینبغی میسر نمی شود، مانند اکل مضطر مردار را، و مع ذالک بعد آں استغفار می کنند، و عفو جرائم می خواہند چنانکہ از کسے در شدت خشم کلمات ناسزا سر اید، و بعد ازاں استغفار و درگذر خواہد۔

قسم سوم نقل دانند کہ پیران خود را بر طریقہ یافتہ و بنا بر اعتقاد آنرا استحسان می کنند، و باندک حرکت نفسانی باندرون حرکت باطن تشبیہ بایشاں محمود دانستہ اند، این جماعت را باوجود ادلہ شرعیہ اصرار کردن بے جا است۔ (واللہ اعلم)

---

[1] سورۃ نور آیت ۳۵۔ [2] یعنی مزامیر وغیرہ۔ [3] یعنی مزامیر در حق آن کسانے کہ تابع ہوائے نفسانی اند حرام است۔ [4] یعنی گروہ صوفیہ کہ فی الواقع با برکت، و اہل درد و عشق اند، حسب اعتقاد خود بوجہ شنیدن سرود، با مزامیر مرتکب حرام نمی شوند۔ ۱۲